کیچ

۱۹۹۳

GOVERNMENT DEGREE COLLEGE

زیر اہتمام گورنمنٹ ڈگری کالج تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ملا فاضل اکیڈمی
تربت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلہ

کیچ

۱۹۹۳ء

زیراھتمام

گورنمنٹ ڈگری کالج تربت مکران

طباعت:
اسحاقیہ پرنٹنگ پریس کراچی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	عام ترتیب	۴
۲	ترتیب (حصۂ اردو)	۵
۳	پیغام گورنر بلوچستان	۶
۴	گورنمنٹ ڈگری کالج تربت	۷
۵	آغاز اور رفتار	
۶	عمومی اداریہ	۹
۷	اداریہ	۱۲
۸	نبوتِ محمدی کا ظہور ــــ پروفیسر علی بخش دشتی	۱۳
۹	یادوں کا آئینہ ــــ غنی پرواز	۱۶
۱۰	کمپیوٹر منزل بمنزل ــــ وہاب شوہاز۔ تھرڈ ایئر سائنس	۱۹
۱۱	علم کی فضیلت ــــ (ادارہ)	۲۱
۱۲	تعلیم نسواں ــــ قرۃ العین سیکنڈ ائیر	۲۲
۱۳	حب الوطنی ــــ خیر بی بی - بی اے فائنل	۲۴
۱۴	وعدہ ــــ سمی پرواز	۲۵
۱۵	عورت ــــ نجمہ رزاق	۲۹
۱۶	ایک انمول حدیثِ قدسی ــــ میمونہ میاں	۲۹
۱۷	اقوالِ زریں ــــ ثمینہ آزاد	۳۰
۱۸	دولت ــــ زرینہ بلوچ	۳۰
۱۹	آنسو ــــ زرینہ بلوچ	۳۰
۲۰	زبان ــــ محراب بلوچ	۳۱
۲۱	علم کی اہمیت و افادیت ــــ طاہر کلیم	۳۳
۲۲	موجودہ معیارِ تعلیم ــــ نعمت اللہ کامران	۳۵
۲۳	علم ــــ جنت بلوچ	۳۷
۲۴	عورت ــــ یاسمین بلوچ	۳۷
۲۵	سائنس کے کرشمے ــــ مسرت عالم	۳۸
۲۶	ریڈیو ــــ نازی سجاد	۳۹
۲۷	ٹیلی ویژن ــــ راشدہ افضل	۴۰
۲۸	طالب علم کی ذمہ داریاں ــــ گل افروز بلوچ	۴۱
۲۹	جہانِ علم اسلام کی نظر میں ــــ ادارہ	۴۲
۳۰	چیخ ــــ محسن بلوچ	۴۳
۳۱	میر گل خان نصیر ــــ ملوک جان	۴۵
۳۲	والدین کے حقوق ــــ فرحت تبسم	۴۸
۳۳	وقت وقت کی بات ــــ کوثر عنبرین	۴۹
۳۴	زندگی ــــ حنیف تحمل	۵۲
۳۵	اقوالِ زریں ــــ نجیب الرحمٰن	۵۴
۳۶	تعلیم کا گرتا ہوا معیار ــــ مختار عمر	۵۵
۳۷	موسم اور آب و ہوا ــــ فاطمہ واحد	۵۷
۳۸	ملیریا ــــ مختار عمر	۵۸
۳۹	زندگی خوشگوار بنانے کے اصول ــــ ادارہ	۶۰
۴۰	انسان اور زندگی ــــ رخشاں زیب	۶۱
۴۱	بچوں پر ماحول کا اثر ــــ زینت بلوچ	۶۲
۴۲	شیخ سعدیؒ کا کلام اور اس کا ترجمہ ــــ نجمہ اسلم شاہ سیکنڈ ائیر پری میڈیکل	
۴۳		
۴۴		
۴۵		
۴۶		
۴۷		
۴۸		
۴۹		
۵۰		

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

عام ترتیب

نام مجلہ ——— کیچ

زبانیں ——— اردو - بلوچی اور انگریزی

سرپرست ——— پروفیسر سید غلام شبیر

مدیر عمومی ——— پروفیسر علی بخش دشتی

مدیر اردو ——— پروفیسر مطیع الرحمٰن، وہاب شوہاز (طالب علم)

مدیر بلوچی ——— پروفیسر غنی پرواز، ممتاز یوسف (طالب علم)

مدیر انگریزی ——— پروفیسر محمد اشرف، بیزن صبا (طالب علم)

شمارہ ——— دوسرا

سن اشاعت ——— ۱۹۹۳ء

جملہ حقوق بحق میگزین سوسائٹی گورنمنٹ ڈگری کالج تربت
محفوظ ہیں

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ترتیب (حصۂ اردو)

نامِ کتاب	ــــــــــــ	مجلۂ کیچ
زُبان	ــــــــــــ	اُردو
سرپرست	ــــــــــــ	پروفیسر غلام شبیر
ناشر	ــــــــــــ	میگزین سوسائٹی گورنمنٹ ڈگری کالج تربت
سال	ــــــــــــ	سال ۱۹۹۳ء
صفحات	ــــــــــــ	۶۴
مُدیر	ــــــــــــ	پروفیسر مطیع الرحمٰن
طالب علم مدیر	ــــــــــــ	وھاب شوھاز

زیر انتظام

گورنمنٹ ڈگری کالج تربت مکران

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

گورنر بلوچستان کا گورنمنٹ ڈگری کالج تربت کے جریدے "کیچ" کے لئے

پیغام

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج تربت کے جریدے "کیچ" کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ تربت جیسے دور دراز اور پسماندہ علاقے میں قائم اس کالج سے نہ صرف اس علمی و ادبی جریدے کا اجراء عمل میں آیا بلکہ اس کی باقاعدہ اشاعت کا سلسلہ بھی جاری رکھا جا رہا ہے جو کہ صوبے کے دیگر تعلیمی اداروں کے لئے ایک مثال ہے۔ اس قسم کے جرائد کی اشاعت سے نہ صرف طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور انہیں مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کرنے کا موقع ملتا ہے بلکہ ان سے والدین کو بھی اپنے بچوں کی کارکردگی اور ادارے کی سرگرمیوں کے بارے میں جاننے کا موقع ملتا ہے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ "کیچ" کا دوسرا ایڈیشن بھی گذشتہ ایڈیشن کی طرح اعلیٰ معیار کا حامل ہوگا اور اس میں مفید معلوماتی اور ادبی مضامین شامل کئے جائیں گے۔

میں گورنمنٹ ڈگری کالج کے طلباء اور اساتذہ کو اس جریدے کی اشاعت کا اہتمام کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کی مکمل کامیابی کے لئے دعاء گو ہوں۔

سردار گل محمد جوگیزئی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

گورنمنٹ ڈگری کالج تربت

آغاز اور رفتار

مکران جیسے تعلیمی میدان میں ایک منفرد مقام حاصل رہا ہے موجودہ حیثیت تک پہنچنے کے لئے کٹھن مرحلوں سے گذر چکا ہے۔ ماضی میں جب کہ صوبے کے اس دور افتادہ علاقے میں آمدورفت انتہائی تکلیف دہ تھی وہ بھی علاقے کے باشندوں کی حصول علم میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ لانچوں، بادبانی کشتیوں اور بار برداری کے لئے استعمال ہونے والی لاریوں اور ٹرکوں پر کئی کئی راتوں مسافت کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے یہاں کے باشندے تشنگی علم کو بجھانے کی خاطر کراچی یا کوئٹہ چلے جاتے تھے جہالت اور پسماندگی سے گھرے ہوئے اس علاقہ نے ایسے گوہر پیدا کئے ہیں جنہوں نے نامساعد حالات کے باوجود بھی کراچی اور کوئٹہ جیسے تعلیمی ترقی یافتہ شہروں کے طلبار سے مسابقت کرتے ہوئے امتیازی طور پر کامیاب و کامرانی حاصل کی اور آج وہ ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہیں

علاقے کی تشنگی علم کو محسوس کرتے ہوئے حکومت نے سنہ ۱۹۶۹ء میں تربت انٹرمیڈیٹ کالج قائم کیا۔ اس طرح تربت کو مکران کے پہلے کالج ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ قیام کے وقت اس عظیم ادارے کی اپنی کوئی عمارت نہیں تھی۔ چنانچہ تربت ہائی اسکول کے بورڈنگ کو چند عرصے تک اس مقصد کے لئے حاصل کر کے باقاعدہ طور پر کلاسوں کا آغاز کیا گیا۔ قیام کے پہلے سال تربت کالج میں ۸۰ طالبعلموں نے داخلہ لیا چونکہ زیادہ تر طلبار کا تعلق مکران کے دور دراز علاقوں پنجگور۔ گوادر۔ پسنی اور ماڑہ سے تھا۔ لہٰذا طلبار کی رہائش کے لئے متعدد مکانات کو کرایہ پر حاصل کیا گیا۔

پروفیسر افتخار احمد غوری کو ادارے کے پہلے سربراہ کے ہونے کا شرف حاصل ہوا اگرچہ جناب غوری صاحب تقریباً ۹ مہینے کالج کے پرنسپل رہے لیکن اس قلیل عرصے میں نہایت جانفشانی سے اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے ہوئے ادارے کے لئے ایک روشن ابتدار کا آغاز کیا۔

اس کے بعد جناب پروفیسر غلام رسول خالد صاحب کالج کے دوسرے پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور انہوں نے مسلسل گیارہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

سال تک اس درسگاہ کی ترقی و توسیع کے لئے رات دن خدمت کرکے ادارے کو دیگر بڑے کالجوں کے ہم پلہ لانے کی کوشش کی۔

موجودہ پرنسپل جناب پروفیسر غلام مصطفیٰ صاحب ہیں جو اپنے پیش روؤں کی طرح ادارے کی ترقی و بہبود کو مزید تیز تر کرنے کی خاطر انتہائی تندہی اور جانفشانی سے سرگرم عمل ہیں۔ اور جناب پروفیسر قمر صدیق صاحب جو وائس پرنسپل ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہر گونہ تعاون کر رہے ہیں۔

ملکی ترقی و خوشحالی کے لئے بیدار ذہن کا ہونا ضروری ہے جبکہ بیدار ذہن ایک صحت مند جسم کا مرہونِ منت ہے لہٰذا ادارے میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ طلباء کے جسمانی نشو و نما اور اُنکی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے یکساں توجہ دی جاتی ہے اور اس سلسلے میں محکمہ تعلیم نے مختلف کھیلوں کے لئے ادارے کو ہر طرح کی سہولیات فراہم کی ہیں۔

اگرچہ فٹ بال کو مکران کا روایتی کھیل سمجھا جاتا ہے۔ مگر کالج کے طلباء فٹ بال کے علاوہ کرکٹ، ہاکی، ٹیبل ٹینس اور والی بال بھی ذوق شوق سے کھیلتے ہیں۔ کالج کے بالمقابل فٹ بال گراؤنڈ ہے کہ جس میں ۵۰۰ افراد کے بیٹھنے کے لئے سیمنٹ سے تیار شدہ اسٹیڈیم بنایا گیا ہے۔ اور اس سے ملحق مغرب کی جانب کرکٹ گراؤنڈ ہے کہ جس پر ایک مضبوط اور پختہ پچ تعمیر کی گئی ہے۔ جب کہ دونوں ہاسٹلوں کے سامنے والی بال گراؤنڈ ہیں۔ کالج کے مختلف ٹیموں نے متعدد مرتبہ انٹر کالیجیٹ ٹورنامنٹ میں کالج کی نمائندگی کرتے ہوئے بہترین کھیلوں کا مظاہرہ کیا ہے۔

اکتوبر ۱۹۸۳ء میں ضلع پنجگور میں منعقدہ "آل بلوچستان ٹورنامنٹ" میں تربت کالج کی ٹیم صوبہ بھر کے کالجوں میں سے واحد کالج ٹیم تھی کہ جس کو اس ٹورنامنٹ میں حصہ لینے کی دعوت دی گئی اور شائقین فٹ بال نے ٹیم کے کھیل کو بے حد سراہا۔ اسی طرح ۱۹۸۴ء میں گورنمنٹ کالج سبی میں منعقدہ انٹر کالیجیٹ مقابلوں میں گورنمنٹ ڈگری کالج تربت کے فٹ بال، والی بال اور ٹیبل ٹینس کی ٹیموں نے شرکت کی اور بہترین کھیلوں کا مظاہرہ کیا۔

اساتذہ کو دلجمعی اور یکسوئی سے اپنے فرائض کی سرانجام دہی سے متعلق سہولیات فراہم کرنے کی خاطر حکومت نے ایک رہائشی کالونی بھی تعمیر کی ہے جو کالج کے جنوبی جانب واقع ہے۔ اور یہ کالونی ایک "پرنسپل لاج" کے علاوہ ۵ بنگلوں اور ۸ بیچلر کوارٹرز پر مشتمل ہے۔ کالج کالونی کے ان رہائشی عمارات نے ضلعی ہیڈ کوارٹر کی خوبصورتی میں اضافہ کیا ہے۔

جب ڈگری کالج تربت کے طلباء اور اسٹاف نے کالج کا مجلہ نکالنے کا پروگرام مرتب کیا تو علاقہ کے قدیم نام کو زندہ رکھنے اور بیتے دنوں کی یاد تازہ کرنے کی خاطر مجلّہ کا نام بھی "کیچ" تجویز کیا گیا۔ تاکہ اسی نسبت سے موجودہ نسل اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں سے واقفیت حاصل کرے اور انہی کی نقشِ قدم پر چل کر ملک و قوم کی ترقی میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے انکو احسن طریقے سے نبھائے۔

چونکہ اس مجلہ کا مقصد طلباء میں فن تحریر اور خصوصاً طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا ہے۔ اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ طلباء کی تحریکوں کو جگہ دی جائے۔ اگرچہ طلباء کے بعض مضامین افسانے، نظم اور غزل وغیرہ میں بہت سی فنی خرابیاں شدت سے محسوس ہونگی۔ ہم انکا اعتراف کرتے ہوئے معذرت خواہ ہیں لیکن اس عرض کے ساتھ کہ دوسرے مجلہ میں اس قسم کی غلطیوں کا کم سے کم اعادہ ہوگا۔

آخر میں اس مجلہ کی اشاعت پر ادارہ اساتذہ کرام اور طلبا کا شکر گذار ہے۔ ادارہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عمومی اداریہ

کیچ میگزین کیچ کے نام سے ماخوذ ہے جو کہ کیچ دریا کے دونوں اطراف پر اس کے وادی میں آباد مختلف قصبوں اور دیہاتوں پر مشتمل ہے اور پورے علاقے کو کیچ کہنے کیساتھ ساتھ خصوصی طور پہ موجودہ تربت کو بھی کیچ کہتے ہیں۔ اس طرح کیچ کا ایک تاریخی پس منظر ہے جس سے بہت سے تاریخی واقعات وابستہ ہیں۔

یہ ایک سرسبز اور شاداب وادی ہے۔ جس میں ہماری مادر علم گورنمنٹ ڈگری کالج واقع ہے۔ یہ کالج اپنے قیام سے لیکر آج تک متواتر علمی کام سر انجام دے رہا ہے۔ اس کے فارغ التحصیل ڈاکٹر، انجنیئر، ٹیچرز، پروفیسرز اور دیگر دفتری افسران اپنے اپنے میدانوں میں سرگرم عمل ہیں۔

مکران جو بلوچستان کے جنوب میں واقع ہے۔ ایک ایسا خوش قسمت خطہ رہا ہے۔ جس کے تعلقات قدیم و جدید ایران، عرب اور سندھ کیساتھ رہے ہیں۔ اور ان تعلقات کی بنیاد پر ان علاقوں کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ جو کہ اب بھی جاری ہے اور جب کبھی قوموں کے درمیان مواصلاتی رابطے قائم ہوں تو قدرتی طور پر اس علاقے میں علمی، ثقافتی، اور تجارتی اثر و نفوذ کا ہونا ایک قدرتی امر ہو جاتا ہے۔ اس لیے مکران اس وقت بلوچستان کے تمام علاقوں سے بہتر علاقہ ہے جہاں تعلیم کے لحاظ سے بہتر حالات ہیں جس کی وجہ سے ثقافتی لحاظ سے بھی بہت سی جاہلی رسومات کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج تربت کی خوش نصیبی رہی ہے کہ اس کے قیام سے لیکر آج تک اسے اچھے منتظم اور تجربہ کار پروفیسر اور اعلیٰ معیار کے شریف النفس پرنسپل صاحبان کی خدمات حاصل رہی ہیں۔ کالج کے بانی پرنسپل جناب ڈاکٹر غوری

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کی کاوشیں ابھی تک کالج کے درو دیوار پر نقش ہیں۔
اور اسی طرح جناب پروفیسر واجہ غلام رسول خالد صاحب نے اپنی زیادہ تر علمی زندگی کا حصہ اس کالج کی خدمت کرتے ہوئے گذارا۔ ان کی پدرانہ شفقتیں ابھی تک طلباء کے دلوں میں جاگزیں ہیں جن کے لفظ "بیٹے" نے طلباء کو علم حاصل کرنے کے حوصلے دیئے۔ غرض آج بھی وہ بطور ناظمِ تعلیماتِ کالجز طلباء، اساتذہ اور عوام کیلئے یکساں پدرانہ شفقت رکھتے ہیں۔ پروفیسر غلام مصطفےٰ صاحب کالج کی علمی اور انتظامی امور میں سرگرم عمل ہے اور ان کے دور میں بھی کیچ میگزین کا پہلا شمارہ منظر شہود میں آیا۔ اور میاں محمد صدیق صاحب نے بھی کچھ عرصے کالج کی ابتدائی دور میں خدمت کی۔

پروفیسر سید غلام شبیر صاحب اس وقت کالج کی زندگی میں ایک روشن مینارہ بن کر کالج کیمپس کے علمی اور انتظامی امور میں ہر طرح مصروفِ عمل ہیں۔ ان کی کوششوں سے کالج سبزہ زار بن گیا ہے۔ تعمیرات کالج عمارت میں اضافہ کا باعث بنے ہیں۔ طلباء میں ان کی کوششوں سے علمی رغبت بڑھی ہے۔ اور کیچ کا یہ دوسرا شمارہ ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ان کے علاوہ تعلیمی افسران بالا سیکرٹری تعلیم جناب پروفیسر محمد انور کھتران، جناب پروفیسر غلام رسول خالد صاحب کالج کی علمی ترقی میں بھی نظرِ التفات رکھتے ہیں۔

لیکن کسی علمی ادارہ کا کام صرف یہاں تک محدود نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ علم ایک وسیع معنی اور سرگرمیوں کے دائرۂ عمل کا نام ہے۔ جو بنیادی طور پر علم سے جانکاری کے ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر وہ عمل جس سے طلبا اور اساتذہ کے جانکاری میں اضافہ مقصود ہو وہ علمی معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ کیچ کے اجراء سے طلباء اور اساتذہ نہ صرف دونوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ قاری کو بھی اس کے مطالعے سے جانکاری کے مواقع حاصل ہونگے۔ بلکہ کالج میگزین کالج کے طلبا اور اساتذہ کی علمی سرگرمیوں کا پرتو ہوتا ہے۔ کہ اس ادارے میں کتنی علمی سرگرمی انجام پاتی ہے۔

کسی تعلیمی ادارے کے پانچ بنیادی ارکان (PILLARS) ہوتے ہیں جن میں نصاب اور نظام تعلیم، اساتذہ، طلباء، والدین، عمارت و سازوسامان تعلیم امورجاتِ تعلیم شامل ہوتے ہیں۔ الحمدللہ!
گورنمنٹ ڈگری کالج تربت اس وقت ان پانچوں ارکان کی بجا آوری میں بہتر حالت میں ہے۔ تاہم کچھ رکن درست حالت میں کام نہیں کررہے ہیں۔ جن میں نصاب اور نظام تعلیم سرِفہرست ہے جس طرح کہ طلباء کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نصاب اور نظام تعلیم میں وہ بنیادی خرابیاں اور خامیاں ہیں جن کے دور کئے بغیر بہتر تعلیم کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ہمارا نصاب تضادات کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے طلباء ذہنی انتشار میں پڑ کر تعلیم کو حاصل نہیں کرپاتے۔ جن سے اصولِ تعلیم بے معنی ہوکر رہ جاتی ہے۔ اس وقت ضرورت اس بات

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کی ہے کہ نصابِ تعلیم کو از سرِ نو ترتیب دیکر جدید تقاضوں اور نظریاتی ہم آہنگی دی جائے اور اسی طرح طریقۂ امتحان بھی اس قدر نقل کیلئے آسانی پیدا کرتی ہے کہ طلباء کی مرکزِ نگاہ کلاس روم کے بجائے سال بھر امتحان حال کی طرف ہوتی ہے۔ جس سے تعلیمی ادارے اور امتحان منعقد کرنے والے ادارے ڈگریاں تقسیم کرنے والی فیکٹریاں بن کر رہ گئی ہیں۔ لکھنے والے طلباء اور طالبات کی تحریروں سے "نشہ" کی لعنت کے بارے میں آگاہی ہوتی ہے جو ہمارے معاشرے میں معاشرتی، اخلاقی اور اقتصادی ناسور کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور یہ بھی خدائے کریم کا شکر ہے کہ ہمارے نوجوانوں میں پہلے ذہنی اور اب پھر قلمی احساس ہونے لگا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ وہ اگلے مرحلے میں عملی مظاہرہ کر کے ان لوگوں کا سایہ معاشرے پر پڑنے نہیں دیں گے۔ جو اس کاروبار میں ملوث ہیں۔ اور ان ذہنوں کو بھی تحریک دیں گے کہ نشہ اچھی چیز نہیں ہے۔ بُرے معاشرتی رسوم و رواج کا بھی اور طلباء اور طالبات کو احساس ہے اور انہوں نے اس بارے میں مضامین تحریر کئے ہیں۔ انشاء اللہ اس شعوری احساس کی بدولت معاشرتی خرابیوں کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا کیونکہ یہی تحریر کرنے والے آگے چل کر مختلف میدانوں میں با اثر حلقوں میں پہنچ کر اپنے اپنے حلقہ ہائے اثر میں ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسی طرح ہمارے طلباء میں مثبت ادب اور شاعری ہی کے ذریعے کسی معاشرے کے نظریاتی خدوخال درست ہو سکتے ہیں۔

بہرحال پروفیسر سید غلام شبیر صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جنہوں نے طلباء اور طالبات اور اساتذہ کو تحریر کا موقع میگزین کی شکل میں دیا تاکہ وہ اپنے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کریں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

پروفیسر علی بخش دشتی۔

(بقیہ "نبوت محمدی کا ظہور")

قائم ہونے والی حقیقتیں ہیں مگر انسان کی نصیحت کے لئے اللہ نے اس کا ایک ابتدائی منظر اسی دنیا میں لوگوں کو دکھا دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نبوت محمدی کا ظہور، خدا کی خدائی کا ظہور تھا۔ اسی لئے انجیل میں اس کو "خدا کی بادشاہت" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ کے لائے ہوئے انقلاب کی بلاشبہ سیاسی اور عمرانی اہمیت بھی ہے اور دوسری بہت سی اہمیتیں بھی۔ مگر اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ وہ انسان کو خدا کے جلال کا مشاہدہ کراتا ہے۔ وہ خدا کی عدالت کا منظر دکھا رہا ہے اس نے ان حقیقتوں کو آخرت سے پہلے انسان کے سامنے بے نقاب کر دیا ہے جن کو انسان آخرت میں اپنے کلی شکل میں دیکھے گا۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

یہ بات باعثِ فخر ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج تربت (مکران ڈویژن) کے اساتذہ، طلباء اور لٹریری سوسائٹی کی مشترکہ کاوشوں کے بعد یہ ایک مختصر لیکن جامع ادبی، معلوماتی، تاریخی اور سائنسی مجلہ "کیچ" اب دوسری بار آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس بات کا تو آپ کو بخوبی علم ہے کہ کالجوں کے مجلے ہمیشہ نسلِ نو کی اپنی سوچ اور فکر کے اعلیٰ غماز ہوتے ہیں اور ان میں اپنے علاقے کی ثقافت اور رسم و رواج کو فروغ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ ہمارا مقصدِ اولیٰ بھی یہی ہے کہ آپ خود بھی مکران کی نئی نسل کے افکار و خیالات اور جذبات و احساسات سے بخوبی آشنا ہو سکیں اور نوجوان نسل کی امنگوں کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو سکے۔

معزز قارئین کرام! اس رنگارنگ مرقع میں اساتذہ کے ساتھ ساتھ طلباء کی اپنی نگارشات خصوصی توجہ کی طالب ہوں گی۔ چونکہ طالب علم کا نوخیز ذہن اپنی ہی دنیا میں مصروفِ عمل رہتا ہے اس لئے اس کی سوچ اور عمل کا پختہ ذہن سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا براہِ کرم آپ بھی مجلہ پر تنقیدی نظر ڈالتے وقت اس کی اپنی سطح تک ضرور آیئے گا۔ ورنہ انصاف ممکن نہ ہو سکے گا۔ اور ویسے عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔

جنابِ عالی! یہ مجلہ تقریباً ۵ سال کے طویل عرصے کے بعد اب دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ یقیناً اس میں اساتذہ اور طلباء کے ساتھ ساتھ ہمارے موجودہ پرنسپل سید غلام شبیر صاحب کی ذاتی کوششوں کا بھی پورا پورا عمل دخل ہے۔ آپ کی ہدایات، خلوص و محبت اور ذاتی دلچسپی کے اظہار کے لئے الفاظ ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہے۔ اس کے علاوہ اس مجلہ کی تیاری میں پروفیسر غنی پرواز صاحب نے جس طرح دلچسپی لی، دن رات ایک کر کے گلستانِ ادب میں سے اردو، بلوچی اور انگریزی مضامین کا چھان پھٹک کر کے نوک پلک درست کر کے اس مرقع میں شامل کئے ہیں، وہ آپ کو ضرور پسند آئیں گے اور ان کی محنتِ شاقہ کا رنگ چوکھا ہو جائیگا آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عظیم ادارے کی اس پُرخلوص کاوش کو سرفراز فرمائے (آمین)

مطیع الرحمٰن
پروفیسر گورنمنٹ ڈگری کالج تربت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

نبوت محمدی کا ظہور

پروفیسر علی بخش دشتی

ایک طرف افریقہ اور دوسری طرف ایشیا اور یورپ کے وسط میں عرب کا جزیرہ نما قدیم آباد دنیا کا جغرافی قلب معلوم ہوتا ہے۔ مگر قدیم زمانہ کے سیاسی حوصلہ آزماؤں میں کوئی نہیں ملتا جس نے اس علاقہ کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کی کوشش کی ہو۔ تمام فوجیں مہمیں عرب کے سرحدی علاقوں۔ عراق، شام، فلسطین، لبنان اور یمن پر آکر ٹھہر گئیں۔ اس سے آگے نجد و حجاز کے علاقہ کو اپنی قلمرو میں شامل کرنے کی ضرورت انہوں نے نہیں سمجھی۔ کیونکہ تین طرف سے سمندروں سے گھرا ہونے کے باوجود یہاں ان کے لئے خشک پہاڑ اور اڑتی ہوئی ریت کے سوا اور کچھ موجود نہ تھا۔

اسی "بے آب وگیاہ" وادی کی مرکزی بستی مکہ میں پیغمبر اسلام محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب آپ کی پیدائش سے چند ماہ پہلے انتقال کر گئے۔ والدہ کا انتقال بھی اس وقت ہو گیا جب کہ آپ کی عمر ابھی صرف چھ سال تھی۔ اب آپ کے سرپرست آپ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم تھے تاہم دو سال بعد وہ بھی اس دنیا سے چلے گئے۔ آخر عمر میں آپ کی سرپرستی آپ کے چچا ابو طالب بن عبدالمطلب کے حصہ میں آئی۔ مگر ہجرت کے تین سال پہلے، آپ کی زندگی کے مشکل ترین مرحلہ میں، ان کے لئے بھی موت کا پیغام آگیا۔

اگرچہ فطرت سے آپ نے بڑی شاندار شخصیت پائی تھی۔ بچپن میں آپ کو دیکھنے والے کہہ اٹھتے: "اس لڑکے کا مستقبل عظیم ہے"۔ جب بڑے ہوئے تو آپ کے شخصی رعب و وقار کا حال یہ تھا کہ حضرت علیؓ کے الفاظ میں: جو آپ کو پہلی بار دیکھتا مرعوب ہو جاتا، جو ساتھ بیٹھتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ مگر چالیس سال کی عمر میں جب آپ نے دعوت نبوت کا آغاز کیا تو لوگوں کو آپ کا دعویٰ اتنا حقیر معلوم ہوا کہ انہوں نے کہا: دیکھو یہ فلاں دیہاتی کا لڑکا، وہ سمجھتا ہے کہ آسمان سے اس کو وحی آتی ہے۔

آپ کی دعوتی جدوجہد کی کل مدت صرف ۲۳ سال ہے۔ مگر اس انتہائی مختصر مدت میں عرب کے قبائل میں آپ نے ایسا انقلاب برپا کر دیا جس کی کوئی دوسری مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس انقلاب نے سو سال سے بھی کم عرصہ میں دنیا کی دو بڑی شہنشاہیتوں ساسانی سلطنت اور بازنطینی سلطنت کو زیر کر لیا اور ایک طرف عراق و ایران سے لے کر بخارا تک، دوسری طرف شام و فلسطین سے لے کر مصر اور پورے شمالی افریقہ تک کو فتح کر لیا۔ پھر یہ سیلاب مغربی سمت بڑھا اور ۷۱۱ء

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

میں جبرالٹر سے گزر کر اسپین اور پرتگال میں داخل ہو گیا۔ مغربی یورپ میں قافلہ اسلام کی پیش قدمی ۷۳۲ء میں شاہ فرانس کارٹل نے تور کے مقام پر روک دی۔ تاہم دو صدیوں تک یورپ کی صلیبی جنگوں اور اس کے بعد تاتاریوں کے بے پناہ حملوں کے باوجود پندرھویں صدی تک اس کو کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچا، جب کہ انہوں نے اپنے اندرونی اختلاف کی وجہ سے اسپین کو کھو دیا۔

اس کے بعد اسلام کی اندرونی طاقت نے ترکوں اور مغلوں کو کھڑا کیا۔ ترکوں نے ۱۴۵۳ میں قسطنطنیہ کو فتح کیا اور مشرقی یورپ میں یوگوسلاویہ تک پہنچ گئے۔ وائنا کے سامنے ۱۶۸۳ تک ایک ترک فوج موجود تھی۔ سولھویں صدی میں مغلوں نے برصغیر ہند اور افغانستان کے علاقہ میں اسلام کا اقتدار قائم کیا۔ تیرہ صدیوں کے بعد اس توسیع کا نتیجہ یہ ہے کہ آج دنیا کے تقریباً تمام حصوں میں مسلمان موجود ہیں۔ ایشیا اور افریقہ سے لے کر یورپ تک تقریباً چار درجن ممالک کا ایک مسلم علاقہ بن چکا ہے۔

یہ سب جو ہوا، اس ۲۳ سالہ عمل کا نتیجہ تھا جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں عرب میں انجام دیا گیا تھا۔ ۲۳ سال کی مدت میں ایک ایسا انقلاب آنا جو نہ صرف تاریخ انسانی میں دائمی طور پر ثبت ہو جائے بلکہ خود اپنی ایک مستقل تاریخ پیدا کرے، کسی انسان کے بس کی چیز نہیں۔ یہ ایک خدائی معاملہ تھا اور اسی نے اس کو انجام دیا۔ بدر کی فتح کے بعد جب مسلمان واپس ہوئے تو روحاء کے مقام پر کچھ لوگ ملے جنھوں نے ان کو فتح کی مبارک باد دی۔ سلمہ بن سلامہ نے جواب دیا: تم لوگ کس چیز کی مبارک باد دے رہے ہو۔ خدا کی قسم یہ تو گویا بندھے ہوئے اونٹ تھے جن کو ہم نے ذبح کر دیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی اہتمام سے پیشگی اس کے اسباب فراہم کر دیئے تھے۔ عرب کے خشک جغرافیہ میں ایک ایسی قوم جمع کر دی گئی جس میں صحرائی زندگی کے نتیجہ میں کردار کی صلابت غیر معمولی حد تک پائی جاتی تھی۔ وہ اقرار اور انکار کے درمیان کسی تیسری چیز کو نہ جانتے تھے۔ ان کے اندر وہ تمام فطری خصائص پوری طرح محفوظ تھے جو کسی تحریک کا مجاہد بننے کے لئے ضروری ہیں۔ پھر عرب کے جزیرہ نما کے گرد اس وقت کی دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں قائم کر دی گئی تھیں، بالکل فطری تھا کہ وہ اپنے پڑوس میں ایک نئی ابھرتی ہوئی طاقت کو برداشت نہ کریں اور اس کے خلاف جارحیت کا آغاز کر دیں۔ اس طرح ان کی جارحیت اہل اسلام کے لئے جواز فراہم کر دے کہ وہ دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک ملکوں کو فتح کرتے چلے جائیں کیونکہ عملاً اس وقت کی تقریباً تمام دنیا انھیں دونوں جارح قوموں کا علاقہ تھی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی لڑائیاں دوسرے کے خلاف جارحیت نہیں تھیں۔ بلکہ یہ دوسروں کی جارحیت کا جواب تھا جو ہمیشہ تمام دنیا میں جائز سمجھا گیا ہے۔

اس طرح جو واقعات ظہور میں آئے۔ ان کی اہمیت صرف سیاسی نہ تھی۔ اس سے زیادہ بڑی بات

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

یہ تھی کہ اس انقلاب کے ذریعہ انسانی تاریخ کے بند دروازے کو کھول دینا مقصود تھا۔ اس کے ذریعہ وہ انقلاب آنا تھا جو دینِ حق کو ایک تاریخی حقیقت بنادے جو اس سے پہلے تاریخی واقعہ کی حیثیت حاصل کرنے سے محروم تھا۔ وہ پریس کا دور لے آئے جس کے بعد قرآن کی دائمی حفاظت کا انتظام ہو جائے۔ آزادی اور جمہوریت کا زمانہ آئے جو داعیانِ حق کے لئے حق کی اشاعت کی راہ سے تمام مصنوعی رکاوٹوں کو ہٹا دے۔ اس سے طبیعیاتی علوم کی وہ دریافتیں ظاہر ہوں جو دین کی صداقت کو عقلیاتی سطح پر مدلل و مبرہن کر دیں۔

اس انقلاب کا اس سے بھی اہم پہلو یہ ہے کہ نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قیامت سے پہلے قیامت کا منظر دکھایا۔ سچے لوگوں کو آپ کے ذریعہ غالب کر دیا گیا جو آخرت میں دائمی برتری حاصل کریں گے، اور بُرے لوگوں کو آپ کے ذریعہ مغلوب کر دیا گیا جو آخرت میں دائمی پستی اور مغلوبیت کا شکار رہیں گے۔

تاریخ کا یہ اندوہناک منظر ہے کہ خدا کے سچے پرستار یہاں ہمیشہ دبے اور پسے ہوئے نظر آتے ہیں، اور دولت اور اقتدار کو پوجنے والوں کو یہاں تفوق حاصل رہتا ہے۔ تمام انبیاء اور صلحاء کی تاریخ یہی بتاتی ہے۔ یہ صورت حال حقیقی صورت حال سے بالکل برعکس ہے۔ کیونکہ بالآخر جو ہونے والا ہے، وہ تو یہ کہ خدا اپنے پرستاروں کو دائمی عزت اور برتری عطا فرمائے گا اور جو لوگ اپنے نفس کی اور دنیا کی پوجا میں لگے رہے ان کو ہمیشہ کے لئے ذلت اور رسوائی میں دھکیل دے گا۔

یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے۔ یہاں لوگوں کو موقع ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ اس لئے یہاں خدا کسی کا ہاتھ نہیں پکڑتا۔ تاہم پیغمبر اسلام کے ذریعہ، کم از کم ایک بار، اس زمین پر وہ منظر ابتدائی شکل میں دکھا دیا گیا ہے جو کامل اور دائمی صورت میں آخرت میں سامنے آنے والا ہے۔ آپؐ کے ساتھی جن کا حال یہ تھا کہ ان کے گھروں کو اجاڑ دیا گیا، جن کے لئے زمین کو تنگ بنا دیا گیا، جن کی معاشیات تباہ کر دی گئیں، جن کو اس قدر خوف و ہراس میں مبتلا کیا گیا کہ ان کو ہر وقت یہ اندیشہ لگا رہتا کہ لوگ انھیں اچک لیں گے۔ ان کو عزت اور اقتدار کے تخت پر بٹھا دیا گیا۔ دوسری طرف قریش اور یہود، رومی اور ایرانی، یمنی اور غسانی جو دولت اور اقتدار کے گھمنڈ میں مبتلا تھے، ان کو ذلیل کر کے پستی کے گڑھے میں ڈال دیا گیا۔

ہر نبی جو خدا کی طرف سے آتا ہے، وہ زمین پر خدا کی عدالت ہوتا ہے۔ اس کی معرفت خدا اپنے ان فیصلوں سے لوگوں کو باخبر کرتا ہے جس کو وہ آخرت میں براہ راست خود سنانے والا ہے۔ مگر پیغمبر اسلام کے ذریعہ یہ عدالت الٰہی ایسی خصوصی شکل میں ظاہر ہوئی کہ وہ خود تاریخ انسانی کا جزو بن گئی۔ جس طرح بہت سے دوسرے انسانی تجربات تاریخی حقیقت کا درجہ اختیار کر چکے ہیں، اسی طرح یہ واقعہ بھی ایک تاریخی حقیقت کی حیثیت سے انسانی معلومات میں ثبت ہو چکا ہے کہ خدا اپنے متقی بندوں کو سرفراز کرتا ہے اور لوگ سرکشی اختیار کریں، ان کو ذلت و بربادی کے دائمی عذاب میں دھکیل دیتا ہے۔

جنت اور جہنم اگرچہ دوسری دنیائیں (باقی صفحہ ۱۱ پر)

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

افسانہ

یادوں کا آئینہ

غنی پرواز
اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات

وہ آئینہ دیکھتے ہی اُداس ہوگئی۔

"اف! میں کیا سے کیا بن گئی ہوں؟" اور یکلخت یادوں کے آئینے میں کھوکر، تھوڑی دیر کیلئے حال کی تلخیوں سے بے خبر ہوگئی۔

"بیٹی! شاہد کے والدین شاہد کیلئے تمہارا رشتہ مانگ رہے ہیں۔ تمہیں یہ رشتہ پسند ہے، کہ نہیں؟" ماں سرگوشی کے انداز میں، تنہائی میں، اُس سے پوچھ رہی تھی۔ اس پر وہ سچ مچ بے حد خوش ہوگئی تھی، کیونکہ وہ شاہد کو بچپن ہی سے پسند کرتی چلی آرہی تھی۔ اور اُسکے اندازے کیمطابق شاہد بھی اُسے پسند کرتا تھا۔ لیکن ماں کے سوال کا جواب دینے میں شرم حائل تھی۔ اس لئے وہ خاموشی سے گھر کے فرش کو تکتی رہی تھی۔

"کچھ تو بولو آمنہ بیٹی! شاہد کوئی غیر تو نہیں، تمہارا اپنا چچیرا بھائی ہے۔" ماں نے اُس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے دوبارہ کہا۔

"ماں! آپ اور والد صاحب جیسے چاہیں، ویسے ہی کریں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" وہ بمشکل تمام بس اتنا کہہ سکی۔ لیکن اُس کے چہرے بشرے کی چمک دمک سے ماں اس کی پسندیدگی کا اندازہ بخوبی لگا رہی تھی۔

اس لئے، اس کے چند دن بعد، شاہد کیساتھ اُس کی منگنی ہوگئی۔ اور کوئی چھ ماہ بعد جب شاہد ایم بی بی ایس کے تیسرے پروفیشنل کے امتحان میں کامیاب ہوگیا، تو بڑی دھوم دھام کے ساتھ اُن کی شادی بھی ہوگئی۔

ہائے وہ کیسی صبح تھی۔

ناشتے سے فارغ ہوکر، وہ اور اُس کی ساس گھر کے صحن میں بیٹھے بات چیت میں مصروف تھیں، کہ ماسی گل خاتون پہنچ گئی۔ وہ کافی موٹی ہوچکی تھی، اور بیٹھنے میں اُسے دقت محسوس ہورہی تھی۔

"شاہد کی ماں! شاہد کوئٹہ میں ڈاکٹر لگ گیا ہے۔" خیریت پوچھنے کے ساتھ ہی اُس نے خبر دی۔

"تمہیں کس نے بتایا؟" شاہد کی ماں نے پُرمسرت لہجے میں پوچھا۔

"رات کو میرا بیٹا احمد کہہ رہا تھا کہ کل شام امام بخش کے ہوٹل میں لوگوں نے ذکر کیا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اب شاہد مکمل ڈاکٹر بن چکے ہیں" آمنہ کے دل میں پیدا ہونے والی مسرت مسکراہٹ کی صورت میں ظاہر ہوئی اور اسے اپنے دن پھرتے ہوئے نظر آنے لگے جو اب تک نہایت تنگ دستی میں گزر رہے تھے۔

"شاہد کے آنے کی خبر ہے کہ نہیں، کوئٹہ سے؟" شاہد کی ماں نے ماسی گل خاتون سے پوچھا۔

"احمد کہہ رہا تھا کہ لوگوں نے کہا ہے وہ فی الحال نہیں

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آئیں گے۔ کیونکہ ....." وہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر کسی سوچ میں گم ہوگئی۔

"کیا بات ہے ماسی !؟" آمنہ نے بے قراری سے پوچھا۔

"بات تو پوری کرو۔" شاہد کی ماں نے اصرار کیا۔

"کیا بتاؤں بی بی جی !؟"

"جب تم نے بات شروع کی ہے تو اُسے مکمل کیوں نہیں کرتی ہو؟" شاہد کی ماں کو ایک انجانے خطرے کا احساس ہوا۔

"بی بی جی ! شاہد اپنی کسی ہم جماعت لیڈی ڈاکٹر سے شادی کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اُن کا کہنا ہے کہ آمنہ بی بی ان پڑھ ہیں۔"

یہ منحوس خبر سُنتے ہی آمنہ کے سر پر جیسے آسمان ٹوٹ پڑا۔ اس آنکھوں میں ساری دنیا تاریک ہوگئی۔ اور اُسے کچھ بھی دکھائی نہ دیا، کچھ بھی سُنائی نہ دیا، سوائے ایک بات کے، جو اس کے کانوں میں برابر گونجتی رہی، اور ہتھوڑے برساتی رہی۔

"بی بی جی ! شاہد اپنی کسی ہم جماعت لیڈی ڈاکٹر سے شادی کرنے والے ہیں، کیونکہ اُن کا کہنا ہے کہ آمنہ بی بی اَن پڑھ ہیں۔" بات کے آخری حصّے کی گونج نے تو عمر بھر اُس کا پیچھا نہ چھوڑا۔

"آمنہ بی بی اَن پڑھ ہیں۔"

"آمنہ بی بی اَن پڑھ ہیں۔"

"آمنہ بی بی اَن پڑھ ہیں۔"

اور بعض اوقات اُسے یوں محسوس ہوتا جیسے یہ بات سُن سُن کر اس کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ اور وفورِ رنج و غم سے وہ پاگل ہوجائے گی۔

اچانک باہر سے کسی موٹر سائیکل کی گرجدار آواز آگئی اور وہ چونک اُٹھی۔ پھر وہ دوبارہ آئینہ دیکھنے لگی۔ اُسے اپنا چہرہ نظر آیا۔ چہرے پر گذشتہ بے شمار بُرے دنوں کے نقش ہائے یاد دکھائی دیئے۔ اور انہیں دیکھ کر ایک بار پھر وہ یادوں کے آئینے میں کھو گئی۔

شاہد نے دوسری شادی کے بعد اُس کی جانب سے اپنا منہ پھیرنا شروع کیا۔ شروع شروع میں کچھ عرصے تک کبھی کبھار اُسے کچھ نہ کچھ خرچ دیتا رہا۔ مگر آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ کھینچ لئے۔ اس لئے وہ اپنی اکلوتی بچی کو لیکر مجبوراً اپنے والدین کے ہاں منتقل ہوگئی۔ جب تک والد زندہ رہے اور والدہ کی صحت اچھی رہی، تو اسے زیادہ تکلیف نہ ہوئی۔ لیکن چند سال بعد والد کا انتقال ہوا۔ اور پھر والدہ بیمار اور اپاہج ہوگئیں، تو اُس کے دکھوں کا حقیقی دور شروع ہوا۔ چونکہ وہ بھی اتفاق سے اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی، اس لیے گھر کا پورا بوجھ اسی کے کندھوں پر آن گرا۔ وہ زنانہ کپڑوں پر کڑھائی، اور سلائی کے کام کر کے ان کے کرائے پر بڑی مشکل سے گھر کا کاروبار چلانے لگی۔

اب شاہد کی بے رُخی کو سترہ سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس دوران میں وہ ماسی گُل خاتون کی کہی ہوئی بات کو بالکل نہ بھلا سکی۔ اور اُس کا آخری حصہ تو اسے کچھ زیادہ ہی پریشان کرتا رہا۔

"آمنہ بی بی اَن پڑھ ہیں۔"

"آمنہ بی بی اَن پڑھ ہیں۔"

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کمپیوٹر منزل بہ منزل

وہاب شوہاز ـــــ تھرڈ ایئر سائنس

الیکٹرانک کمپیوٹر موجودہ صدی کی وہ حیران کن ایجاد ہے جس نے اس دور کے مشینی آدمی کو جینے کا سلیقہ سکھا دیا ہے۔ تعلیم، بزنس، کھیل، سیاست غرض زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں اس ایجاد کا عمل دخل نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں کمپیوٹر ایک ایسی ہستی ہے جس کا انسان ہمیشہ سے نیاز مند رہا ہے۔ ایسی عظیم ایجاد کو ایجاد کرنے کے لئے یقیناً صدیاں لگ جاتی ہیں۔ اور یہ محض چند دنوں یا چند سالوں کا کام نہیں۔ تو آیئے اس کے آغاز وارتقاء کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ اس نے موجودہ صورت تک پہنچنے کے لئے کتنے روپ دھارے ہیں اور کیسے کیسے مراحل طے کئے ہیں۔

کمپیوٹر کی کہانی درحقیقت تختہ شمار یعنی اباکس سے شروع ہوتی ہے۔ تاہم باقاعدہ طور پر اس کا ارتقاء ۱۶۴۲ء سے شروع ہوتا ہے، جب مشہور ریاضی دان اور فلسفی پاسکل نے پہلی مرتبہ جمع، تفریق کرنے کی مشین ایجاد کی۔ اس کے بعد مختلف ادوار میں مختلف قسم کی مشینیں ایجاد ہوئیں جن میں جمع تفریق کے علاوہ ضرب، تقسیم اور جذر نکالنے کی صلاحیت بھی موجود تھی۔

۱۸۳۳ء سے ۱۸۷۱ء کے درمیان چارلس بابج نے اینالائیٹیکل انجن ایجاد کیا جس میں ان پٹ (IN PUT) آؤٹ پُٹ (OUT PUT) اور میموری اور پروسس کے حصے باقاعدہ موجود تھے یہ ایک مکمل کمپیوٹر تھا۔ بعدازاں ۱۹۳۹ء میں ایکن نے "مارک ون" کمپیوٹر پر کام شروع کیا جو ۱۹۴۶ء میں مکمل ہوا۔ یہ کمپیوٹر ۵۰ فٹ لمبا اور ۸ فٹ چوڑا تھا۔ یہ دنیا کا پہلا الیکٹرمیکینیکل کمپیوٹر تھا۔ "مارک ون" کے کچھ عرصہ بعد "انیاک" کمپیوٹر ایجاد ہوا جس میں ۱۸۰۰۰ ہزار ٹیوب استعمال کئے گئے تھے۔ یہ نہ صرف کافی جگہ گھیرتا تھا بلکہ انتہائی بجلی بھی صرف کرتا تھا۔ اسے دنیا کا پہلا باقاعدہ الیکٹرونک کمپیوٹر کا درجہ دیا گیا۔ یہ اتنا بڑا تھا کہ ایک کمرے کے برابر جگہ گھیرتا تھا۔ اس کی کارکردگی کو کنٹرول کرنے کے لئے متعدد ٹیکنیشنوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد "جاوان نیومین" جو ایک ریاضی دان اور فلسفی تھے، اس نے یہ خیال پیش کیا کہ کمپیوٹر کی یادداشت میں ایک پروگرام ہو جو ہمیشہ وہاں رہے اور اس میں بنیادی عوامل پہلے سے محفوظ کئے جائیں۔ اسی خیال کے پیش نظر ۱۹۴۹ء میں کیمبرج یونیورسٹی (برطانیہ) نے "ایڈساک" کمپیوٹر بنایا۔ اس طریقے سے بنایا گیا یہ دنیا کا پہلا کمپیوٹر تھا۔ اس کے بعد کمپیوٹر مختلف مراحل اور ارتقاء کی منزلیں طے کرتا ہوا موجودہ صورت اختیار کر گیا جو ہمارے سامنے ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کمپیوٹر اندرونی طور پر برقی اشاروں کی مدد سے کام کرتا ہے جو روشنی کی رفتار (velocity of light) سے سفر کرتا ہے اس لئے اس کی رفتار بے انتہا تیز ہوتی ہے چونکہ کمپیوٹر ریاضیاتی منطق پر کام کرتا ہے اس لئے اس میں صحت اور درستگی درجۂ کمال تک ہوتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسے درست معلومات اور احکامات مہیا کئے جائیں۔ ورنہ .... کمپیوٹر کی دنیا میں مشہور ہے Garbage in Garbage out اس کے علاوہ کمپیوٹر خودکار طریقوں سے کام کرتا ہے۔ اور اس میں بڑی تعداد میں معلومات محفوظ کی جاسکتی ہیں۔ تقریباً ۲۵۰ صفحات کی ایک کتاب بآسانی کمپیوٹر میں منتقل کی جاسکتی ہے۔ دی گئی معلومات کی روشنی میں کمپیوٹر فیصلے کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ جو بالکل حقائق پر مبنی ہوتے ہیں اور غیر جانبدار بھی۔ اگر آپ ایک کام کمپیوٹر کو ۵۰ مرتبہ کرنے کو کہیں گے تو وہ اسی رفتار سے کرے گا جس رفتار سے اس نے مذکورہ کام پہلی مرتبہ کیا ہو۔

ان تمام خصوصیات کے باوجود کمپیوٹر کو کام کے لئے دو چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے (۱) پروگرام اور (۲) خام معلومات۔ جن کے بغیر کمپیوٹر محض ایک بے جان مشین کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

علم کی فضیلت

(ادارہ)

* —— علم ایک ایسا پودا ہے جس کو دل و دماغ کی زمین میں لگانے سے عقل کے پھول لگتے ہیں
* —— اگر تم نے اپنی اولاد کے لئے فقط دولت چھوڑی ہے تو جان لو کہ انھیں گمراہی اور پستی کا قیدی بنایا ہے۔ لیکن اگر علم دیا ہے تو گویا ان کو تمام قیدوں سے آزاد کرا دیا ہے۔
* —— ایک عالم میں ایک لاکھ جاہلوں کے برابر طاقت ہوتی ہے۔
* —— عالم کا ورثہ ہر ملک و ہر شہر میں ہے۔
* —— تعلیم ایک نور ہے، جس کا سایہ پڑتے ہی آدمی کے ارد گرد روشنی بکھر جاتا ہے۔
* عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔
* —— جس گھر میں ایک آدمی بیمار رہتا ہے سبھی گھر والے دکھی ہو جاتے ہیں، پس جس ملک میں اسّی فیصد باشندے جہالت کے مہلک مرض میں مبتلا ہوں وہ ملک کیسے خوشحال رہ سکتا ہے۔
* —— انسان علم کا بہت زیادہ بوجھ اٹھانے کے باوجود خود کو پھول کی طرح ہلکا اور سُبک محسوس کرتا ہے۔
* —— حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف کی بھی تعلیم دی اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا
* —— جہاں سورج چڑھتا ہے وہاں رات بھی ضرور ہوتی ہے، جہاں علم کی روشنی ہو، وہاں جہالت کا اندھیرا کبھی آ نہیں سکتا۔
* —— چراغ جس طرح جلائے بغیر روشنی نہیں دیتا علم بھی بغیر عمل کے فائدہ نہیں پہنچاتا۔
* —— عالم بے عمل گدھ کی مانند ہے جو آسمان پر اُڑتا ہے مگر اس کی نظر زمین کی مُردار پر ہے
* —— دنیا میں سب سے بڑی بدبختی جہالت اور علم سے محرومی ہے
* —— دلوں کے لئے علم میں اسی طرح زندگی ہے جس طرح مینہ سے زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

تعلیم نسواں

قرۃ العین
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

تعلیم نسواں سے مراد عورتوں کی تعلیم ہے۔ آج سے کچھ سال پیشتر عورتوں کی تعلیم پر کچھ توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ اگرچہ موجودہ دور میں بھی بعض علاقوں میں عورتوں کی تعلیم معیوب سمجھی جاتی ہے۔ تاہم موجودہ دور میں عورتوں کی تعلیم کو زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ کیونکہ آجکل عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ بلکہ بعض شعبوں میں مردوں سے بھی آگے جا رہی ہیں۔ ویسے بھی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے" ایک اور جگہ فرمایا "علم دل کو اسی طرح زندہ کرتا جس طرح بارش خشک زمین کو"
ان خوبصورت ارشادگرامی سے علم کی اہمیت بہت واضح ہو جاتی ہے۔ علم ایک ایسی دولت ہے جس کی طاقت کبھی ختم نہیں ہوتی۔ علم ایک روشنی ہے جو ہمیں زندگی کے مقاصد سے روشناس کراتی ہے۔ علم ایک بصیرت ہے جس کے بغیر ہم آدمیت اور خدا کا صحیح ادراک نہیں کر سکتے ایسے ہی بہت سے فوائد کے بناء پر تعلیم عورتوں اور مردوں پر لازم قرار دی گئی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھتے تھے اور ان سے جانوروں جیسا سلوک کرتے تھے۔ لیکن اسلام اور علم نے ان کے تاریک ذہنوں کو روشن اور بیدار کیا۔ تب انہیں عورتوں کی تعلیم کا بھی احساس ہوا اور انہوں نے عورتوں کو تعلیم دلوانی شروع کر دی۔

موجودہ دور میں اچھا گھر ہی وہ سمجھا جاتا ہے۔ جہاں ماں باپ پڑھے لکھے ہوں اور اس طرح ان کے بچوں کی تربیت بھی صحیح اصولوں پر ہوتی ہے۔ ویسے اب تعلیم پہلے کی نسبت زیادہ آسان اور سستی ہو گئی ہے اور تعلیم کا اس دنیا میں اور اگلی دنیا میں کوئی نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ ایک تعلیم یافتہ عورت ایک اچھی ماں، ایک اچھی بیٹی، ایک اچھی بہن، اور ایک اچھی بیوی ثابت ہو سکتی ہے نہ کہ جاہل عورت۔ اس ترقی یافتہ دور میں بھی کافی لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ تعلیم ہی عورت کو گستاخ بے ادب، فضول خرچ، اور فیشن پرست بنا دیتی ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کا مقصد محض نوکری کرنا ہے۔ یہ بات بالکل بے بنیاد اور غلط ہے کیونکہ تعلیم کو عورت کا زیور اسی لیے کہا گیا ہے کہ تعلیم اسے سگھڑ، وفاشعار،

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

فرمانبردار اور مذہب کی پابند بناتی ہے۔ اور مشکل وقت میں اسی تعلیم کے سہارے وہ اپنی مسائل کر سکتی ہے۔ چونکہ ہمارا دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس لیے زیادہ تفصیلات کیلئے بھی علم کا حاصل کرنا لازمی امر ہے۔ کیونکہ ایک تعلیم یافتہ شخص دین کی باتوں اور اس کے مفہوم کو جاہل کی نسبت زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے موجودہ دور میں مغربی ملکوں نے اس لیے شاندار ترقی کی ہے کہ وہاں مرد اور عورتیں شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں۔

ہمارے ملک میں آبادی بھی بہت زیادہ ہے لیکن پھر بھی ہمارا شمار پسماندہ ممالک میں ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں عورتیں زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔

مولانا ظفر علیخان نے کیا خوب کہا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اس شعر سے ظاہر ہے کہ جب تک ہم خود کوشش نہیں کریں گے ہمارا ملک کبھی بھی ترقی نہیں کریگا۔ چونکہ ملک کی ترقی کا دارومدار ہر فرد پر ہوتا ہے۔ اسی لیے تمام فرسودہ نظریات کو ختم کر کے عورتوں کو بھی تعلیم دلوانی چاہیئے تاکہ وہ بھی ملک و قوم کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر سکیں۔ چنانچہ ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلوانے سے فائدے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے ہماری بھرپور کوشش ہونی چاہیئے کہ طبقۂ نسواں کو تعلیم کی ترغیب دی جائے۔ اور حصول تعلیم کے مناسب مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ تعلیم حاصل کر کے دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

بقیہ "یادوں کا آئینہ"

"آمنہ بی بی ان پڑھ ہیں۔"

اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور وہ پھر چونک اٹھی۔ اس نے ایک بار پھر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر طویل اور کٹھن دور کی شدید غربت اور سخت محنت کے آثار نمایاں تھے۔ اُس کی شکل مسخ ہو کر رہ گئی تھی۔ جوانی ختم ہو چکی تھی۔ بال سفید پڑ گئے تھے۔ جس پر ایک بار پھر وہ اداس ہو گئی۔ اسی اداسی کے عالم میں وہ اُٹھ کر دروازے تک گئی لیکن دروازہ کھولتے ہی اُس کی اداسی مسرت میں بدل گئی۔ کیوں کہ اس کی اکلوتی جوان بیٹی زاہدہ اُسے ایک خوشخبری سنا رہی تھی۔

"اماں! مجھے میڈیکل کی سیٹ مل گئی ہے، اس لئے اب میں ایم بی بی ایس کر کے ڈاکٹر بن جاؤں گی۔"

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

حُبُ الوطنی

خیر بی بی بلوچ
بی اے فائنل

وطن اُس خطۂ زمین کو کہتے ہیں، جہاں انسان اپنی زندگی کے شب و روز گزارتا ہے۔ وطن کی محبت انسانی فطرت میں داخل ہے۔ انسان جس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے، پرورش پاتا ہے، اسے سرزمین کے دریا، پہاڑ، دشت وصحرا اور سبزہ زار غرض ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ اور یہ محبت اس وقت بڑھ جاتی جب انسان وطن سے دُور پردیس میں ہو۔ وہاں جاکر وہ کتنا ہی خوشحال اور دولت مند کیوں نہ ہو مگر اسے اپنے وطن کی یاد آتی ہے۔ اِسی جذبے کی عکاسی کرتے ہوئے گل خان نصیرؔ نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

ہر چوں کہ بہبت وشّ وگہ ءِ ملک ءُ دیار
آبات ءُ جہاں جلّ ءُ مزن نام ءُ توار
شہد ءِ بتچنت جو ءُ لیکن پہ نصیرؔ
شُر تر چہ جہان انت "وطن ءِ حُشکیں دار"

یعنی دوسرے کا ملک چاہے کتنا ہی بڑا نامور اور خوبصورت ہو، چاہے اُس میں شہد کی ندیاں بہتی ہوں مگر ان سب سے اپنے وطن کی دشت وصحرا اور خشک لکڑیاں بہتر ہیں۔

وطن کی ترقی اہلِ وطن کی ترقی ہے۔ اور وطن کی تباہی اہلِ وطن کی تباہی ہے۔ اسی لیے حب الوطنی کا تقاضا ہے کہ انسان جس ملک میں رہتا ہو اس کی حفاظت کرنے اور ترقی کا جذبہ دل میں رکھے اور وقت آنے پر اس کیلئے جان ومال کی قربانی دینے سے دریغ نہ کرے۔

حقیقی حب الوطنی یہ ہے کہ ہر شخص اپنا فرض ایمانداری سے نبھائے چاہے وہ ملک کا صدر ہو یا کوئی خاکروب کیونکہ ایک ملک اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک اس کا ہر فرد اپنا فرض پورا نہ کرے۔

اگر کسی کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے تو وہ اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرے اندرون ملک صنعتیں قائم کرے تاکہ ملک ترقی کرے اور غریبوں کو روزگار میسّر آئے۔ ایک استاد کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی درس بھی دے۔ ان کی ذہنی تعمیر کیساتھ ساتھ انکے کردار کی بھی تعمیر کرے۔ سرکاری افسر اور ملازم ایمانداری اور پابندی سے اپنا کام کریں اور رشوت جیسی لعنت سے دُور رہیں۔ طالب علم حصولِ علم کو اپنا مقصدِ حیات بنائیں۔ ہر قسم کی ہنگامہ آرائی سے دُور رہیں اور اپنی تمام طاقتیں ملکی استحکام کی خاطر وقف کردیں۔ اور حکّام اپنی تجوریاں بھرنے کی بجائے ملک و قوم کی بہتری کیلئے کام کریں۔ عوام کیلئے تعلیمی اور تفریحی ذرائع پیدا کریں اور ان کو روزگار فراہم کریں۔

الغرض ہر شخص اپنے اپنے دائرۂ عمل میں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر ملک وملّت کی بہتری کیلئے کام کرے تو وہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

سمی پرواز

سیکنڈ ایشوری ہائیڈ کل

وعدہ

بچوں ڈرامہ

کردار

فرید ــــــــــ اسکول کا ایک طالب علم
عارف ــــــــــ فرید کا ہم جماعت
امجد ــــــــــ فرید کا ہم جماعت اور دوست
اصغر ــــــــــ عارف کا دوست اور ہم جماعت
باجی ــــــــــ فرید کی بڑی بہن

(پہلا منظر)

فرید: "باجی! امی، ابو حج سے واپس کب آرہے ہیں"؟

باجی: "کیوں! تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔

فرید: "یوں ہی! امجد کی امی نے پوچھا تھا"

باجی: اچھا تو تم خالہ کے گھر گئے تھے؟ کیسے تھے وہ لوگ"؟

فرید: جی ہاں باجی! گیا تھا وہ سب ٹھیک تھے"۔

باجی: "اگر پھر کبھی جانا ہوا تو امجد کی باجی ثمینہ کو میرا سلام کہنا اور بتا دینا کہ امی اور ابو حج سے اگلے ہفتے آرہے ہیں"۔

فرید: "اچھا باجی"

(دوسرا منظر)

(اسکول کے دسویں جماعت کے کمرے کا منظر ایک لڑکا اصغر آتا ہے اور کہتا ہے)

اصغر: (چلّاتے ہوئے) "تم لوگ کلاس میں بیٹھے ہو۔ باہر ایک بم پھٹ گیا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں"؟

سارے لڑکے: (حیرت اور خوف سے) "کیا بم پھٹا ہے" (سب لڑکے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جماعت کے کمرے سے نکل جاتے ہیں)

(تیسرا منظر)

(دسویں جماعت کا منظر جو لڑکوں سے خالی ہے دسویں جماعت ہی کے دو طلباء عارف اور اصغر داخل ہوتے ہیں)

عارف: (کلاس میں داخل ہوتے ہوئے) "شاباش

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

صغر تم نے تو آج کمال ہی کر دیا یار ! اب جلدی سے فرید کی جیومیٹری بکس سے اسکی سونے کی انگوٹھی نکالو جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے"

صغر : (انگوٹھی جیومیٹری سے نکالتے ہوئے) "یہ لو یار ! ...... اب چلو یہاں سے نکل بھاگیں اگر کوئی آگیا تو پکڑے جائیں گے"

عارف : (ہاتھ میں لیتے ہوئے) پورے دو تولے کا ٹکڑا ہے چھ ہزار روپے کا ...... "!

(چوتھا منظر)

امجد : "یار فرید ! آج تم پھر پریشان دکھائی دے رہے ہو کیا بات ہے ...."؟

فرید : ارے امجد ! آج پھر کسی نے میری گھڑی چرالی ہے"

امجد : (حیرت سے) کیا .... ؟ پرسوں انگوٹھی چرائی گئی اور آج گھڑی آخر یہ کیا چکر ہے"

فرید : پتہ نہیں چور کون ہے ہماری کلاس میں"

امجد : "اچھا فرید ! میں تو چلا بھیا میرا انتظار کر رہے ہونگے"

فرید : "اچھا .... خدا حافظ .... ارے امجد میں تو بھول ہی گیا باجی کہہ رہی تھی کہ امی ابو اگلے ہفتے آئیں گے خالہ جان کو بتا دینا، کیونکہ انہوں نے کل پوچھا تھا"

امجد : کہہ دوں گا .... اچھا خدا حافظ !

فرید : خدا حافظ

(پانچواں منظر)

(عارف اور اصغر اسکول کے گارڈن میں بیٹھے سگریٹ پی رہے ہیں)

عارف : (سگریٹ کے کش لگاتے ہوئے) "آہا ... ہا ... کس قدر خوشبودار سگریٹ ہے"

اصغر : .... عارف سگریٹ چھپا دو"

عارف : (نخرے سے) "ارے کیوں چھپا دوں"

اصغر : "دیکھو ..... دیکھو تو سہی فرید آرہا ہے"

عارف : کیا کرے گا وہ کیا وہ ہمیں مارے گا ؟"

اصغر : "ارے نہیں ....! ماسٹر صاحب کو بتا دے گا."

عارف : (بے خیالی میں) "ارے چھوڑو ..... ہاں یار وہ ماسٹر صاحب کو بتا دے گا چھپا دو اپنی سگریٹ میں نے اپنی چھپا دی ہے"

فرید : (نزدیک آتے ہوئے) ارے کیا حال چال ہیں؟ کیسے ہو تم لوگ" ؟

عارف : "ہم تو خیریت سے ہیں .... کہئے آپ کیسے ہیں" ؟

فرید : "میں تو ٹھیک ہوں .... لیکن آپ یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو" ؟

اصغر : ارے فرید ہم تو سوال یاد کر رہے ہیں. یہ دیکھو کاپی....

فرید : "یار ! اس دفعہ آپ اچھے نمبروں سے پاس ہونگے"

عارف : "ایسا ہی سمجھو ! ہم نے بہت تیاری کی ہے اور کر رہے ہیں. میٹرک کے امتحان ہیں نا اس لیئے"

فرید (اٹھتے ہوئے) اچھا دوستو پھر ملیں گے ... خدا حافظ

اصغر اور عارف (ایک ساتھ) خدا حافظ

(فرید کے جانے کے تھوڑی دیر بعد)

عارف : یار اصغر !.... آج کل تم بہت جھوٹ بولنے لگے ہو، ہم بھلا کبھی سوال یاد کرتے ہیں ناممکن"

اصغر : تو پھر کیا کہتا کہ ہم سگریٹ پی رہے ہیں"

عارف : اچھا ... اچھا اب سگریٹ مجھے دینا ایک کش

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

تو لگالوں"

(چھٹا منظر)

(فرید کے گھر کا منظر فرید کی بڑی بہن فرید سے)

باجی: "فرید...... لے فرید"

فرید: (کمرے میں داخل ہوتے ہوئے) "آیا باجی"

باجی: "فرید! لو یہ پیسے چاچا جمال کو دے آؤ اور کہو کہ راشن کے پیسے ہیں"

فرید: (پیسے لیتے ہوئے) "جی اچھا باجی"

فرید گھر سے نکلا تو راستے میں اصغر کو کہیں بیٹھے دیکھا)

اصغر: (فرید کو دیکھتے ہی روتے ہوئے) "فرید! آپ جانتے ہیں کہ میں غریب ہوں"......

فرید: "ہاں مجھے پتہ ہے کہ تم غریب ہو. لیکن تم روکیوں رہے ہو؟"

اصغر: (سسکیاں لیتے ہوئے) "میری چھوٹی بہن کو سخت بخار ہے جس کیلئے پیسوں کی ضرورت ہے.... اس لیے رو رہا ہوں...."

فرید: کتنے پیسوں کی ضرورت ہے تمہیں"

اصغر: "بس سو روپے کی....."

فرید: اچھا آنسو پونچھو اور یہ لو سو روپے"

اصغر: (آنسو پونچھ کر پیسے لیتے ہوئے) "فر... فرید کس منہ سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں؟ آپکا بہت بہت شکریہ فرید بھائی....."

فرید: "کوئی بات نہیں.... مصیبت میں بھائی ہی دوسرے بھائی کے کام آسکتا ہے"

(فرید دوبارہ گھر جاتا ہے اور دروازہ کھولتا ہے)

باجی: (فرید کو دیکھ کر) "پیسے دے دیے"؟

فرید: "جی...... نہیں باجی! راستے میں مجھے اصغر ملا...... وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی چھوٹی بہن سخت بیمار ہے اور علاج کیلئے سو روپے چاہئیں. میں نے وہ پیسے اصغر کو دے دیے"

باجی: "اچھا...؟.... کوئی بات نہیں.... یہ لو سو روپے چاچا جمال کو دے آؤ"

(ساتواں منظر)

عارف: "اصغر! فرید کے دیئے ہوئے سو روپے تو ختم ہو گئے جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نہیں..... اب کیا کریں"؟

اصغر: "عارف! تم فکر نہ کرو میں کوئی طریقہ سوچوں گا"

عارف: سوچوں گا، سوچوں گا ہر وقت بس سوچتے ہو کرتے کچھ نہیں افلاطون کہیں کے"

اصغر: اگر سوچوں گا نہیں تو کیا پیسے خود بخود آئیں گے"

عارف: "میں تو کہتا ہوں کہ اپنی کاپی اور کتابیں کہیں نیلام

اصغر: کیا....؟ تمہیں امتحان نہیں دینا"

عارف: ارے اصغر.....! امتحان دیں گے لیکن نقل زندہ با

اصغر: "لیکن کریں گے کہاں سے...."؟

عارف: "اوہ.... ارے یار کتابوں کے بغیر نقل بھی نہیں ہو سکے اب کیا کریں..... سگریٹ کے نشے نے برا حال کر دیا ہے سر میں سخت درد ہو رہا ہے"

اصغر: بس کرو یار کچھ سوچنے بھی دو"

عارف: (اصغر سے کچھ دیر بعد) "اب بھی عقل میں کچھ نہیں ٹپکا..... افلاطون کے شاگرد..."

اصغر: "ارے عارف! فرید کی گھڑی اور انگوٹھی، اچھا

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کا رومال اور جاپانی قلم ، ماسٹر صاحب کا چشمہ ، حامد کی اردو کی نئی کتاب ، برکت کا خوبصورت جیومیٹری بکس ...... ہم نے پہلے ہی چرا کر بیچ دیئے ہیں ۔ اب عقل میں خاک کوئی طریقہ آئے گا ؟ (پھر کچھ سوچتے ہوئے) اُو... اُو.... اُو..."

اصغر: (عارف سے) "یار ! ایک طریقہ میرے ذہن میں آرہا ہے ۔"

عارف: "کون سا" ؟

اصغر: "کچھ دن پہلے میں فرید کے بستے سے اس کا شیفر قلم نکال رہا تھا کہ وہ آگیا ۔ میں نے جلدی سے وہ قلم الماری کے اوپر پھینک دیا ۔ کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ ہم وہ سگریٹ خریدنے کیلئے حاصل کرلیں ؟"

عارف: "ارے ہاں یہ ٹھیک رہے گا ۔"

اصغر: "اچھا چلو ۔"

عارف: "چلو"

(دونوں کلاس روم کیطرف جانے لگتے ہیں)

(آٹھواں منظر)

(کلاس روم میں پہنچ کر اصغر الماری کے اوپر چڑھتا ہے لیکن پاؤں پھسلنے کی وجہ سے دھڑام سے عارف پر گرتا ہے جو الماری کے پاس کھڑا تھا ۔ دونوں کو چوٹیں آتی ہیں ۔ اور گرنے کی آواز کلاس سے باہر لڑکوں نے سن لی جس کی وجہ سے بہت سے لڑکے کلاس میں گھستے ہیں) لڑکوں کا شور ہوتا ہے)

فرید: "کیا ہوا ؟ کیا ہوا" ؟

امجد: "اصغر ! عارف ! آپ کو کیا ہوا ہے ۔"

عارف: "ہائے کمر... کمر میں سخت درد ہو رہا ہے ۔"

اصغر: "اف اللہ...... بازو دکھ رہا ہے"

فرید: (اصغر کے ہاتھ میں اپنا قلم دیکھ کر) "اصغر یہ تو میرا قلم ہے جو آپکے ہاتھ میں ہے ۔"

اصغر: ہاں فرید ......!

عارف: ہاں فرید ! یہ قلم آپ ہی کا ہے کچھ دن پہلے اصغر آپکے بستے سے نکال رہا تھا کہ تم آگئے تمہیں دیکھ کر اصغر نے یہ قلم الماری کے اوپر پھینک دیا تھا... دراصل ہمارے پاس چوری کے پیسے تھے جو آج سب ختم ہو گئے تھے لہذا ہم نے سوچا کیوں نہ اس قلم کو حاصل کرکے بیچ دیں لیکن افسوس ہم گر گئے ۔"

فرید" افسوس تو اس بات کا ہے کہ تم لوگ طالب علم ہو کر چوری کرتے ہو تمہیں شرم آنی چاہیئے ۔ ایسے طالب علموں کو تو مرنا چاہیے جو اپنے دوستوں اور ہم جماعتوں کی چیزیں چرا کر سگریٹ اور اسی طرح کی دوسری خراب چیزیں خریدتے ہیں ۔"

اصغر: (شرمندگی سے) ہاں فرید ہم مرنے کے لائق ہیں پہلے ہم نے اگر کوئی چوری کی یا جھوٹ بولا تو کسی نے ہمیں منع نہیں کیا جس سے ہمارا حوصلہ بڑھ گیا"

عارف: "ہاں ! اور اب ہم سمجھ گئے ہیں کہ یہ اچھے کام نہیں ہیں ان سے شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے اور بے عزتی ہوتی ہے ۔ اس لئے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسے کام نہیں کریں گے ۔ تاکہ دوسرے طلباء اس سے متاثر نہ ہوں ۔"

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

عورت

بجمہ رزاق
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

○ عورت ایک عظیم ہستی ماں کے روپ میں ہے جس کے پاؤں تلے جنت ہے۔

○ عورت ایک بیوی کے روپ میں ہے جسکے دل میں خاوند کیلئے پیار ہی پیار ہے

○ عورت ایک بہن کے روپ میں ہے جس کی آنکھوں میں حیا ہے

○ عورت کائنات کی بیٹی ہے اس پر غصہ نہ کرو۔

○ عورت چاہے ظالم کیوں نہ ہو مگر عورت کا دل موم ہوتا ہے

○ جہاں عورت کا احترام ہوتا ہے وہاں خدا بھی خوش ہوتا ہے

○ عورت ایک محافظ ہے جو ہمیشہ اپنی آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔

○ عورت ایک استاد ہے جو انسان کو محبت اور زندگی کا سبق سکھاتی ہے۔

○ عورت صرف گھر کی زینت ہی نہیں بلکہ گھر کی روح بھی ہے

○ عورت مرد کی غلام نہیں اس کی رفیق حیات ہے۔

○ عورت ایک راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنی منزل کو پالیتا ہے

○ عورت کو کمزور کہنا اس کی توہین ہے۔

○ عورت ایک مضبوط چٹان ہے۔

○ عورت اُس نرم نازک ٹہنی کی مانند ہے جو ایک معمولی جھونکے سے جھک تو جاتی ہے لیکن اسے طوفان بھی توڑ نہیں سکتا۔

ایک انمول حدیث قدسی

میمونہ میاں سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھ دیا ہے۔ لوگ انہیں دوسری چیزوں میں تلاش کرتے ہیں۔

_____ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

میں نے راحت کو جنت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔

_____ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

میں نے علم و حکمت کو بھوک میں رکھ دیا ہے لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں

_____ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

میں نے اطمینان و سکون کو قناعت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے دولت میں تلاش کرتے ہیں۔

_____ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

میں نے عزت کو اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے بڑے بڑے مرتبوں اور جھوٹے جاہ و جلال میں تلاش کرتے ہیں۔

_____ بھلا وہ کیسے پائیں گے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اقوال زرّیں

ثمینہ گل آزاد
سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

① دنیا میں نیک کام کر کے مرجانا آب حیات پینے سے بہتر ہے
(نپولین بوناپارٹ)

② ہر مشکل انسان کا امتحان لینے آتی ہے۔
(افلاطون)

③ موت سے مت ڈرو، موت ہی اصل زندگی ہے۔
(ماوزے تنگ)

④ وقت خام مسالے کی مانند ہے جس سے جو چاہو بنالو
(امام غزالی)

⑤ آپ سیکھنا چاہیں تو آپ کی ہر غلطی کوئی سبق دے سکتی ہے۔
(ارسطو)

⑥ نیکی ذلت کی برائیوں سے بچالیتی ہے۔
(حضرت ابوبکر رضؓ)

⑦ ہر شے کا ایک حسن ہوتا ہے اور نیکی کا حسن یہ ہے کہ فوراً کیجائے۔
(حضرت عمر فاروقؓ)

⑧ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن سمجھتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔
(حضرت عثمان رضؓ)

⑨ بڑا احمق وہ ہے۔ جو دوسروں کی برائیوں کو بُرا سمجھے اور خود ان پر جما ہوا ہو۔
(حضرت علیؓ)

⑩ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی اُمید پہ گناہ کرتا ہے۔ اور زندگی کی اُمید پر توبہ۔
(شقیق بلخی)

⑪ جو آدمی جتنا زیادہ بولتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ کم عقل ہوتا ہے۔
(خلیل جبران)

⑫ تین چیزیں انسان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ حرص، حسد اور غرور۔
(امام غزالی)

⑬ جو توقع تم دوسروں سے کرتے ہو پہلے خود اس کی تکمیل کرو۔
(حسن بصری)

⑭ اگر آدمیت مطلوب ہے تو بنی آدم کا احترام کرو۔
(علامہ اقبال)

⑮ زندگی کو غنیمت جانو، یہ عنقریب تم سے لی جائیگی۔
(مولانا فاروقی)

دولت

زرینہ بلوچ
سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

دولت سے خوشامد خریدی جاسکتی ہے محبت نہیں۔
دولت سے دوا خریدی جاسکتی ہے صحت نہیں۔
دولت سے عینک خریدی جاسکتی ہے بینائی نہیں۔
دولت سے لڑکا خریدا جاسکتا ہے بیٹا نہیں۔
دولت سے زیور خریدا جاسکتا ہے حسن نہیں۔
دولت سے دنیا خریدی جاسکتی ہے آخرت نہیں۔
دولت سے جسمانی راحت خریدی جاسکتی ہے روحانی مسرت نہیں۔

آنسو

اگر بیوی کی آنکھوں سے گریں تو سمجھ لو شوہر کی جیب خالی ہوگئی ہے۔
اگر باپ کی آنکھ سے گریں تو سمجھ لو اولاد جوان ہوگئی ہے۔
اگر ماں کی آنکھ سے گریں تو سمجھ لو بہو جھگڑالو یا بیٹا نکما ہے۔
اگر بہن کی آنکھ سے گریں تو سمجھ لو کہ میکہ چھوٹا یا سسرال بڑی ہے۔
اگر بھائی کی آنکھ سے گریں تو سمجھ لو غیرت جوان ہوگئی ہے۔
اگر پرائی آنکھوں سے گریں تو سمجھ لو محبت امر ہوگئی ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

محراب بلوچ
بی اے فائنل

زبان

کسی بھی علمی مسئلے کا حل تلاش کرنے سے پہلے اس کی حدود اور وسعت کا صحیح اندازہ کرنا ضروری ہے۔ اس میں ایسی باضابطگی ہونی چاہیے کہ اضافی نقطہ ہائے نظر کا امکان کم سے کم رہ جائے۔

ہماری روزمرہ زندگی میں زبان جو اہم کردار ادا کرتی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے بنیادی اصولوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ آج لسانیات نے ایک علم کی شکل اختیار کی ہے۔ آج اصوات، ارکان، الفاظ محاورہ اور فقروں کا معروضی تجزیہ زیادہ سے زیادہ مرکز توجہ بنا ہوا ہے۔ زبان کا مطالعہ اپنے دامن میں بہت سے علوم کو سمیٹے ہوتے ہے۔ زبانیات کے اخذ کردہ نتائج آج انسانی تاریخ، ثقافت، نسلی رشتوں کی تاریخ اور خود انسان کو سمجھنے کیلئے بہت کارآمد ہیں۔

یقیناً زبان بنی بنائی صورت میں انسان کو نہیں ملی بلکہ وہ انسان کی سالہا سال کی تجرباتی کوششوں سے وجود میں آنے والی بولنے کے روایات کے نسل در نسل منتقل ہوتے رہنے کا نتیجہ ہے۔ اس کی تراش خراش، کے دامن میں تہذیبی سفر، نفسیاتی کرشموں اور سیاسی اور معاشی نشیب و فراز کی داستانیں بھی ہیں۔ آج جو کچھ بھی ہم بولتے ہیں اس کا ایک ایک لفظ، لفظوں کی ترتیب اور ان سب کی موجودہ حیثیت گوناگوں تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے ماضی میں جو تغیرات پیدا ہوتے خواہ ان کی وجہ کچھ بھی ہو، انہی تغیرات کی وجہ سے زبان نے موجودہ روپ دھارا۔ لیکن تبدیلیوں کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا مستقبل میں اپنی تبدیلیوں کی وجہ سے نہ جانیں زبان کو کتنی کروٹیں اور بدلنی پڑیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ لسانی دھارا رک جائے اور اسے آہستہ آہستہ معدوم ہونا پڑے۔ لیکن پھر بھی زبان کی اپنی کوئی مادی حیثیت نہیں ہے کہ وہ پیدا ہو جائے اور فنا ہو جائے۔

ارسطو نے کہا تھا کہ انسان ایک سماجی حیوان ہے لیکن آگے چل کر مفکرین نے واضح طور پر ارسطو سے اختلاف کیا کیونکہ ان مفکرین کے نزدیک زبان انسان کو حیوان سے افضل بناتی ہے۔ ان کے خیال میں اگر

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

زبان نہ ہوتی تو یقیناً انسان سماجی حیوان کہلاتا۔

یقیناً زبان کے بغیر انسان کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن انسان فطرت کا جواب دینے اور فطرت کی اندھی طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ جو اخلاقی اور مادی اور ذہنی کوششیں کرتا رہا ہے اُن کے نتیجے میں نہ صرف زبان میں رد و بدل ہوتا رہا ہے بلکہ وہ خود بھی بدلتا رہا ہے! اور روایات وجود میں آتی رہی ہیں۔ جو ثقافت، فن، زبان اور علم کی صورت میں ابھرتی رہی ہیں۔ کیونکہ بہت سی بولیاں ایسی ہیں جواب صرف کتبوں اور کتابوں میں ہی نظر آتی ہیں۔ وہ نطق اور سماعت دونوں ہی سے محروم ہو چکی ہیں۔ یقیناً وہ بھی کسی زمانے میں بولنے اور سننے کی مرہونِ منت رہ چکی ہونگی۔ لیکن استعارتاً اب انہیں مردہ زبانیں ہی کہا جاتا ہے۔ (مردہ اسلئے کہ اب وہ کسی کی مطلب برآری نہیں کرسکتیں۔)

زبان ایک سماجی ورثہ ہے۔ سماج ہی کی بولنے والے عمّال سے ورثہ نہ صرف محفوظ رہتا ہے بلکہ اس میں کاٹ چھانٹ بھی ہوتا ہے اور اضافہ بھی۔ یہ سب افراد ہی کی وساطت سے ہوتا ہے۔ زبان کا ہر لفظ کسی نہ کسی فرد کی بدولت وجود میں آتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اضافے سرمایۂ زبان کو بڑھانے کی نیت سے نہیں کیے جاتے بلکہ افراد اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے جب سرمایۂ زبان کو ناکافی سمجھتے ہیں وہ ایک نیا لفظ گھڑ لیتے ہیں۔ اگر کسی نئے لفظ سے ان کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے تو آہستہ آہستہ یہ لفظ عام ہو جاتا ہے

لیکن اگر نیا لفظ اظہار کا حق ادا نہیں کر پاتا تو وہ جنم لیتے ہی مر جاتا ہے۔ لسانیات کی تاریخ میں زبان کا مسئلہ اکثر و بیشتر زیرِ بحث رہتا ہے۔ جتنی اس موضوع کو اہمیت دی گئی شاید ہی کسی اور موضوع کو ملی ہو لیکن پھر بھی یہ غیر معمولی تحقیق کچھ خاص قابلِ ذکر نہیں ہے۔ اس کا بیشتر حصہ مفروضات پر مشتمل ہے۔ کبھی کبھی اس مسئلے کو حدیث اور آیات کی حیثیت بھی دی جاتی رہی ہے۔ اس لیے ایک زمانے میں بہت سے سنجیدہ ماہر لسانیات اس موضوع کو غیر واضح سمجھتے تھے۔ فرانس کے ایک ادارہ "سوسائٹی ڈائنگوسٹک" نے اس موضوع پر اظہار رائے اور بحث کو ممنوع قرار دیا لیکن ستم یہ ہوا کہ اس سوسائٹی کے بہت سے ماہرین نے اسی موضوع پر دھڑا دھڑ مضامین اور کتابیں لکھیں

غرض پھر بھی زبان کا مسئلہ متنازعہ رہا اور اس ضمن میں مندرجہ ذیل نظریے منظرِ عام پر آئے

اختراعی نظریہ جس کی رو سے زبان انسان کا تخلیقی عمل ہے۔

حادثاتی نظریہ جس کی رو سے زبان کا آغاز محض ایک اتفاق ہے۔

نظریۂ ارتقاء جس کے تحت آغازِ زبان کے تولیدی نظریے وجود میں آئے جن میں زبان کی ابتدائی صورتوں کی تشکیلِ نو اور بچوں اور جانوروں کی نفسیات سے اخذ شدہ مواد کی مدد سے لسانی کڑیوں کی فراہمی پر خصوصی توجہ دی گئی ہے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

علم کی اہمیت و افادیت

طاہر حکیم
سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

اس پر آشوب اور سائنٹیفک دور میں کسی بھی ذی شعور انسان کو علم کی اہمیت و افادیت سے انکار ہو نہیں سکتا کیونکہ انسان علم ہی سے اپنے گرد و پیش کی دنیا کا مطالعہ کرتا ہے اور اس کی نشو و نما کے قوانین سے واقف ہوتا ہے اور وہ علم کے نتائج سے اپنی عملی سرگرمیوں میں اضافہ کرتا ہے اور علم نہ صرف انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ صحیح عمل کر سکیں بلکہ مستقبل کی پیشگوئی اور کئی سال پہلے سے عملی سرگرمیوں کی سائنسی انداز میں تجزیہ و تحلیل کرنے کی راہ بھی دکھاتا ہے۔ علم کے بغیر نہ ایک بہتر سماج کی تشکیل و تعمیر ہو سکتی ہے اور نہ ہی ایک بہتر اور عظیم انسان کا جنم کیونکہ علم و آگہی، تعلیم و تربیت ہی انسان کی شخصیت کے ذہنی، جسمانی، روحانی اور نفسیاتی غرض تمام پہلوؤں کو جلا بخشتی ہے ان پہلوؤں کی متوازن پرورش اور نشو و نما سے انسان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے جو زندگی میں اس کی کامیابی اور معاشرے میں جائز مقام دلانے کی ضامن بنتی ہے ایک مفکر کا قول ہے کہ علم کے بغیر انسان اندھے کی مانند ہے۔ بے شک انسان علم و ہنر اور منطق کے بغیر کبھی بھی ترقی اور ارتقاء کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو نسخہ جو ہمارا مولا نے بنی نوع انسان کو ایک بہتر اور خوشحال اور شاندار مستقبل کی تعمیر و تشکیل میں مدد ملتا ہے۔ وہ علم و آگہی ہے۔ اور یہ علم ہی کے مضبوط ہاتھ اور بلند سوچ، خیالات اور افکار ہیں کہ جنہیں آسمان کی وسعتوں کو پار کیا اور زمین کے سینے کو چیر کر انسانیت کو ترقی، ارتقاء اور عروج کی بلندیوں تک پہنچایا آج اگر ہم ترقی یافتہ ممالک کو دیکھیں وہ ترقی کے جس سائنسی دور اور مرحلے سے گذر رہے ہیں۔ یہ علم کی بدولت ہے گو کہ ہمارے پاس تعلیم جن بنیادوں پر قائم ہے وہ موجودہ سائنسی اور برق رفتار دور کی ضروریات کے تقاضوں اور لوازمات کے مطابق نہیں ہے لیکن جو نظام تعلیم یا جو علم و آگہی موجود ہے کم از کم انہیں تو حاصل کرنے کیلئے خود کو ذہنی طور تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک ہم اس علم اور تعلیم کو اپنے اندر جذب نہیں کریں گے تو ہم کبھی بھی ایک بہتر اور خوبصورت نظام تعلیم تشکیل نہیں دے سکتے اور یہ زندگی کا اصول ہے کہ ہر نئی ترقی کسی دوسری ترقی کے لیے راہ ہموار کرتی ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ ہمارے بنیادی دشمنوں میں سے ایک دشمن ناخواندگی ہے۔ جب

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

تک ہم اسے جڑ سے ختم نہیں کریں گے تو ہمیں ذلت کی زندگی اور اس زندگی کے مسائل، مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو ان تمام مسائل اور مشکلات سے بچنے کیلئے اور ایک بہتر اور شاندار مستقبل کی پرورش نشوونما اور ترقی کیلئے ضروری ہے کہ ہم علم و آگہی کے بلند ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامیں۔ کیونکہ تعلیم و تربیت علم و آگہی، ذہانت، شعور اور چیزوں کا ادراک حاصل کرنے کی صلاحیت ہی ایک بہتر مستقبل کی ضمانت ثابت ہو سکتی ہے اور ہمیں ان تاریکیوں سے صرف سائنسی علوم و فنون باہر نکال کر اس طلوع آفتاب کی نوید سنا سکتی ہے۔ جو ایک بہتر خوشحال اور ایک خوبصورت زندگی کے آغاز کا دن ہوگا۔

یہ موجودہ دور سائنس اور ٹیکنالوجیکل تغیرات کا دور ہے۔ یہ دور ہمیں پرانے اور فرسودہ خیالات اور افکار کو ملیامیٹ کرنے، اور ایک نئی زندگی اور نئے مستقبل کی نوید سنا رہا ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اس مستقبل کے لیے محنت اور جد و جہد کریں جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی کا راج ہو۔ جہاں علم کی روشنی کی شمعیں جلتی رہیں۔ اجہاں انسان انسان بن کر جیئے جہاں انسانی ضروریاتِ زندگی ہر ایک کو میسر ہوں۔ تو اس مستقبل اور اس خوبصورت زندگی کیلئے جو چیز اور جو مواد آج درکار ہے وہ ہے "علم" حاصل کرنا۔ لہٰذا ہمارے حصولِ علم کے سفر کو ہمیشہ علم و آگہی کی منزلوں کی طرف جاری و ساری رہنا چاہیئے۔

بقیہ "موجودہ معیارِ تعلیم"

یہ یقین پہلے سے ہوتا ہے کہ وہ امتحان میں نقل کر کے اور سفارش سے اپنے آپ کو پاس کروا لے گا۔

دوسری بات ! ہمارے نصاب کو اتنا طویل بنایا جاتا ہے کہ کسی طالب علم کا جب پہلی مرتبہ اس کتاب سے سامنا ہو جاتا ہے۔ تو طالب علم وہیں ہمت ہار بیٹھتا ہے کہ اس قدر موٹی کتاب سات آٹھ مہینے میں کس طرح ختم ہو سکتی ہے۔ ویسے ہمارے ہاں (مکران میں) طلبہ کو اتنی موٹی کتاب دیکھ کر ذرا بھی حیرت نہیں ہوتی۔ بھئی حیرت کیوں نہیں ہوتی؟ وہ اس لیے کہ جس طرح وہ پہلی جماعت سے نقل کرتے کرتے انٹرمیڈیٹ تک آ پہنچا ہے تو یہاں بھی وہ کچھ نہ کچھ چکر ضرور چلائے گا۔ آخر میں آپ طالب علم بھائیوں سے ایک التجا ہے کہ نقل اور سفارش کے سہارے مت بیٹھیں۔ بلکہ خوب دل لگا کر پڑھیں کیونکہ آپ مستقبل کے معمار ہیں کل آپ کو ملک و قوم کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ علم کی روشنی سے روشناس ہونے کے بعد نہ صرف اپنے قوم و ملک کے لیے کام کریں گے بلکہ آپ کو سوسائٹی میں ایک باعزت مقام حاصل ہوگا۔ لہٰذا آج آپ جس عمر (تعلیمی عمر) سے گذر رہے ہیں یہی آپ کے سیکھنے کا زمانہ ہے اگر آپ کو زندگی میں کچھ سیکھنا ہے یا ایک کامیاب انسان بننے کا آپ کے دل میں خیال ہے تو آپ کو ابھی سے اس کے لیے محنت کرنی چاہیئے کیونکہ یہ وقت پھر واپس کبھی نہیں آنیوالا ہے لہٰذا خوب محنت کر کے پڑھیے اور تعلیم کی روشنی سے اپنی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کے لیے بھرپور فائدہ اٹھائیے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

نعمت اللہ کامران
سیکنڈ ایئر بی انجینئرنگ

موجودہ معیارِ تعلیم

آج ہمارا جو تعلیمی نظام ہے وہ ناقابلِ دید ہے۔ اس بگڑتے ہوئے تعلیمی نظام کا ذمہ دار ایک فرد کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ایک ہونہار طالب علم کی اپنی پڑھائی میں کیسے حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور اسے کس طرح اپنی تعلیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے پہلے ہی چھوڑنا پڑتا ہے۔ اب ہر پڑھنے والے کے ذہن میں یہ سوال ابھر رہا ہوگا کہ وہ کون سی یا کیا وجوہات ہیں جو ایک ہونہار طالب علم کے تیز ذہن کو منتشر کر دیتی ہیں۔

ایک اچھے طالب علم کی بگاڑ کا پہلا سبب اگر ہم نقل کو قرار دیں تو میرے خیال میں ایک حد تک اپنی اسی بات پر درست رہوں گا۔ آج جس طرح نقل کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اس کی جتنی مخالفت کی جاتے، کم ہے۔ اسی نقل کی آس پہ ہمارے طلباء کی ایک کثیر تعداد اپنی پڑھائی پر توجہ نہیں دیتی۔ مگر کچھ پڑھنے والے طلبہ بھی ان میں ہیں اور ان طلبہ کی پڑھائی بھی نقل کی وجہ سے کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ یہی لڑکے جب امتحان میں باقی نقّال طلبہ کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ بھی نقل کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح وہ امتحانات میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لا سکتے۔

اب سفارش کا تعارف بھی سنتے جائیے۔ اگر آپ کا تعلق کسی اونچے گھرانے سے ہے تو آپ کو امتحان میں کسی بھی قسم کی فکر و غم کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بلاشبہ اگر آپ کے تمام پیپر نامکمل یا خراب ہو چکے ہیں تو آپ کو صرف اتنی زحمت اٹھانی پڑے گی کہ اپنے کسی آدمی سے صرف اتنا کہہ دیں کہ میرے پیپر خراب ہو گئے ہیں اور مجھے نمبر لینے ہیں۔ صرف یہی دو فقرے کہنے سے وہ آپ کو امتیازی نمبروں سے پاس کروائے گا۔ اس کے بالکل برعکس اگر آپ کا تعلق نچلے طبقے سے ہے تو یہی سمجھ لیجیے کہ آپ تعلیمی میدان میں دو قدم پیچھے رہ گئے۔ ظاہری بات ہے کہ غریب کی کوئی سفارش کرتا ہی نہیں۔

ابھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی غریب یا کمزور طالب علم کی سفارش نہیں ہو سکتی تو اسے چاہیے کہ وہ دل لگا کر پڑھے اور اپنی پوری توجہ پڑھائی پر مبذول کرے۔ تو ظاہر بات ہے اگر کسی آدمی کو مفت میں دو وقت کی روٹی مل جائے تو اس کو کبھی محنت مزدوری کا احساس نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح طالب علم کو

بقیہ صفحہ ۳۳ پر دیکھئے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

علم

جنت بلوچ
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

- علم ایک ایسی لاٹھی ہے جو کسی بے سہارا کے لئے سہارے کا کام دیتی ہے
- علم ایک ایسی خوشبو ہے جو انسان کے ذہن کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے
- علم دل کو اس طرح زندہ رکھتا ہے جیسے بارش زمین کو۔
- علم ایک ایسا پودا ہے جسے اگر ایک شخص لگائے تو اس کا پھل ہر انسان کھاتا ہے
- علم ایک ایسا لباس ہے جو کبھی پرانا نہیں ہوتا۔
- علم حاصل کرنے کے لئے مطالعہ اتنا ضروری ہے جتنا کنول کے لئے پانی۔
- علم کی محبت اور استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
- علم ایک ایسا سفر ہے جس کی کوئی آخری منزل نہیں۔
- علم کا بھاری بوجھ اٹھانے کے باوجود انسان خود کو پھول جیسا محسوس کرتا ہے
- علم سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔
- علم ایک ایسی دولت ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔
- علم حاصل کرو علم کے بغیر عبادت میں لذت نہیں۔
- علم سے صبر و استقلال اور ایمان حاصل ہوتا ہے۔
- علم سے عقل کا نور اور تدبیر کی روشنی بڑھتی ہے۔
- علم کے بعد عمل سے دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی ملتی ہے۔
- علم ایک ایسی چیز ہے جسے چور چرا نہیں سکتا۔

عورت

یاسمین بلوچ
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

- عورت خدا کی طرف سے آخری تحفہ ہے۔
- عورت کے بغیر گھر بے رونق ہے
- عورت کے بغیر یہ دنیا ویران ہے
- عورت کے دم سے ہر طرف اُجالا ہے۔
- عورت کے بغیر گھر قبرستان ہے۔
- عورت ایک پھول ہے
- عورت ایک سمندر ہے
- عورت کا دل موم کی طرح ہوتا ہے
- عورت ایک خوشبو ہے
- عورت ایک نازک کلی ہے۔
- عورت ایک چٹان ہے۔
- عورت ایک باوفا دیوی ہے۔
- عورت ایک ماں ہے۔
- عورت ایک بیٹی ہے۔
- عورت ایک بہن ہے
- عورت قابلِ احترام ہستی ہے۔
- عورت جیسی بھی ہے میں اسے آداب و سلام کرتی ہوں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

سائنس کے کرشمے

مسرت عالم
فرسٹ ایئر پری میڈیکل

انسان اشرف المخلوقات ہے. اس نے شروع میں اس کائنات کا بیکراں تصور کیا تھا لیکن جب رفتہ رفتہ اپنی عقل و دانش سے کام لیکر اس نے اس کی وسعتوں کو ٹٹولا تو یہی کائنات اسے محدود محسوس ہوئی البتہ اس نے یہ ضرور جان لیا کہ دنیا میں کچھ اسرار و رموز ایسے ہیں جن کی نقاب کشائی کی ضرورت ابھی باقی ہے. چنانچہ اس نے ان بھیدوں کی گرہ کشائی کیلئے سائنس کی مدد لی اور اس کے بعد زمان و مکان کا نقشہ بدل ڈالا. یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان کو جب کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ اسے پورا کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے. اور بالآخر وہ سعی پیہم سے اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے. سائنس کی ایجادات اسی طرح معرض وجود میں آئیں. خطرناک قسم کی بیماریاں جن کی حقیقت گذشتہ زمانے میں کوئی جانتا بھی نہ تھا. اب قابل علاج ہیں. آج کل سائنس کی بدولت ہی گہرے اور بیکراں سمندروں کی تہوں کو بھی جاننے لگے ہیں. پانی کے نیچے چھپے ہوئے خزانے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں. ٹیلی ویژن، ریڈیو، وائرلیس اور ٹیلی فون کی مدد سے مختلف ملکوں میں رہنے والے لوگ ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے ہیں. دنیا کے کسی خطے میں کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو اس کی خبر روئے زمین پر پھیل جاتی ہے. سائنس کی ایجادات ہر شعبۂ زندگی کیلئے کارآمد ثابت ہو رہی ہیں. گذشتہ زمانے میں کسان اپنے دست و بازو کی قوت کے بھروسے کھیتی باڑی کرتا تھا. لیکن اب وہ منٹوں میں ٹریکٹر چلا سکتا ہے. کنوئیں کے بجائے ٹیوب ویل استعمال کر سکتا ہے. ایسی کھادیں ڈالی جاتی ہیں جن کی بدولت پہلے سے دگنی فصل پیدا ہو رہی ہے. سائنس کے نوامیس کیمرہ ہی کو لیجئے اس سے تصویر کشی کتنی آسان ہو گئی ہے. اسی طرح ایکسرے جراثیم کش ادویات اور ٹیکوں کی ایجاد نے دنیائے طب میں ایک حیرت انگیز انقلاب برپا کر رہا ہے. یہ سائنس ہی کا کرشمہ ہے کہ انسانی زندگی پہلے کبھی اتنی محفوظ نہ تھی. جتنی کہ آج کل ہے. ان حقائق کے برعکس ایک نہایت اہم پہلو جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یہ ہے کہ سائنس کی بعض ایجادات نے موت کو نہایت ارزاں کر دیا ہے. ایسے ایسے خطرناک اور مہلک ہتھیار ایجاد ہو چکے ہیں جو پلک جھپکنے میں انسانوں اور اس کرۂ ارض پر بسنے والی دیگر جاندار چیزوں کو نیست و نابود کر سکتے ہیں. ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی ایجاد انسان کیلئے مستقل خطرہ بنی ہوئی ہے. سائنس کی مفید ایجادات نے اس دھرتی کی جھولی کو بھر کر اسے جاذب نظر دیا بنایا ہے. لیکن اب یہ اس ڈگر پر پہنچ چکی ہے کہ انسان کی ذرا سی غلطی بھی اسے آن واحد میں خاک کا ڈھیر بنا سکتی ہے ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک راکٹوں کے ذریعے آسانی سے ہلاکت آفرین میزائل جا سکتے ہیں. لہٰذا بنی نوع انسان کا فرض ہے کہ وہ سائنس کی ایجادات صرف ایسے مصرف میں لائیں جن سے ان کی بہتری ہو سکے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ریڈیو

نائلہ سجاد
فرسٹ ایئر پری میڈیکل

تقریباً آج سے تیس سال پہلے ریڈیو سیٹ بڑی بیٹریوں سے چلتے رہتے تھے. لیکن سائنس کی روز افزوں ترقی کے سبب آج بہت چھوٹے چھوٹے سیٹوں میں بازار میں دستیاب ہیں اور چھوٹی چھوٹی بیٹریوں سے چلتے رہتے ہیں اور ریڈیو آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکتا ہے بہرحال ریڈیو کے فوائد بہت زیادہ ہیں اور نقصانات نہ ہونے کے برابر ہیں ریڈیو ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے ہمیں مختلف ملکوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے ریڈیو سے ہم باقاعدگی سے ہم ہر روز خبریں سنتے ہیں ریڈیو ہر گھر میں موجود ہے جس سے ہر انسان معلومات حاصل کرسکتا ہے. ریڈیو سے ہم طرح طرح کی خبروں سے باخبر ہوتے ہیں بعض دفعہ ریڈیو میں بہت اچھے اچھے ڈرامے آتے ہیں جن سے انسان اچھی باتیں سیکھ سکتا ہے. یہ سب ریڈیو کا کمال ہے کہ ہم گھر بیٹھے دنیا کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں. ریڈیو نزدیکی کا ایک ذریعہ ہے بی بی سی کے پروگرام میں "بلوچستان کل اور آج" بہت اچھا معلوماتی پروگرام ہے اس سے ہم اپنے صوبہ بلوچستان کے متعلق معلومات حاصل کرسکتے ہیں اور ریڈیو ہمارے علم میں اضافے کا ذریعہ ہے آج کل تعلیم بھی ریڈیو کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے. ہم ریڈیو کے ذریعے سے دوسری قوموں کی تہذیب و تمدن اور رہن سہن کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں. ریڈیو سے ہم مختلف پروگرام سنتے ہیں اس میں مذہبی، تعلیمی، سائنسی اور کھیل کود کے پروگرام شامل ہوتے ہیں ریڈیو کی مدد سے ہم بڑی بڑی شخصیتوں شاعروں، ادیبوں اور ڈرامہ نگاروں کے حالات زندگی سے واقف ہوتے ہیں.

ہمارے اپنے شہر تربت میں بھی ایک ریڈیو اسٹیشن ہے جو ۱۹۸۱ء میں قائم ہوا اور یہ اس وقت بھی روزانہ چھ گھنٹے کا پروگرام نشر کرتا رہتا ہے. جس میں تین گھنٹے اردو کی نشریات کے ہوتے ہیں اور تین گھنٹے مقامی زبان بلوچی کے پروگرام نشر ہوتے ہیں ریڈیو پاکستان تربت سے مقامی خبریں مختلف شخصیتوں کے حالات زندگی کے بارے میں مضامین اور مشاعرے نشر کئے جاتے ہیں اور فرمائشی پروگرام بھی نشر ہوتے ہیں جنہیں مقامی لوگ بڑی دلچسپی سے سنتے رہتے ہیں.

ریڈیو پاکستان سے ہفتے میں ایک بار بچوں کیلئے بھی پروگرام نشر کیا جاتا ہے جس سے بچوں میں ریڈیو سننے سے دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے. ریڈیو سے خواتین کیلئے بھی پروگرام نشر کیا جاتا ہے جو کہ بڑا معلوماتی ہوتا ہے خواتین کے مختلف پروگرام امور خانہ داری کے بارے میں معلوماتی پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں مثلاً کھانے پکانے کے طریقے بھی نشر کئے جاتے ہیں جس سے خواتین کو کھانے پکانے کے طریقے ریڈیو کے ذریعے معلوم ہو جاتے ہیں. مقامی ریڈیو اسٹیشن کی نشریات صرف (12) میل تک سنی جاسکتی ہیں اور لوگوں کی دلچسپی زیادہ ہونے کی وجہ سے اُن کا مطالبہ ہے کہ نشریات کا دائرہ زیادہ وسیع کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کی نشریات سن سکیں.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

راشدہ افضل
فرسٹ ایئر پری میڈیکل

ٹیلی وژن

ٹیلی وژن اسکاٹ لینڈ کے ایک شخص، جان لوئی جی بیرڈ نے ایجاد کیا تھا۔ ایک دن وہ سمندر کے کنارے ٹہل رہا تھا کہ اسکے کانوں میں گانے کی آواز آئی۔ اُس نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا تو پتہ چلا کہ پاس ہی ایک ہوٹل میں ریڈیو بج رہا تھا۔

اس نے سوچا کہ ہوا کی لہروں پر آواز کتنی دور تک چلی جاتی ہے۔ کیا ان لہروں پر تصویر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتی؟ اُسے فوٹو گرافی کا شوق تھا اور وہ کئی مرتبہ تصویروں اور بجلی کے تاروں پر تجربے کر چکا تھا۔ اُس نے ارادہ کر لیا کہ وہ ہوا کی لہروں پر تصویریں بھیج کر رہے گا۔

اُس نے اُسی دن ایک صندوق، کپڑا سینے کی چند سوئیاں، بسکٹوں کا ایک ڈبا، سائیکل کے لیمپ کا شیشہ، کچھ بیٹریاں، بجلی کا ایک تار اور بہت سا موم اکٹھا کیا۔ اس کے بعد بجلی سے چلنے والی ایک پرانی موٹر خریدی، اور اس سامان کو لیکر ایک کمرے میں بند ہو گیا۔

ایک عرصے تک وہ دن رات اسی کمرے میں تجربے کرتا رہا اس نے سامنے ایک پردہ لگایا ہوا تھا۔ آخر ایک دن اس پردے پر تصویر آگئی، لیکن وہ کچھ زیادہ صاف نہ تھی۔ اُس پر بیرڈ نے زیادہ تیز روشنی استعمال کرنے کی سوچی۔ اُس نے ایک ہزار بیٹریاں ایک ساتھ رکھ دیں اور کئی دنوں کی محنت کے بعد آخر پورے پردے پر صاف تصویریں لانے میں کامیاب ہو گیا۔

اب بیرڈ نے کئی مشہور سائنس دانوں کو اپنا کارنامہ دکھایا یہ سائنس دان بھی ٹیلی وژن ایجاد کرنے کی فکر میں تھے۔ انہوں نے بیرڈ سے کہا کہ تم نے میدان مار لیا ہے۔ اگلے ہی دن برطانیہ کے تمام اخباروں میں بیرڈ کی اس حیرت انگیز ایجاد کا حال چھپ گیا۔ یہ ۱۹۲۶ء کی بات

۳۰ دسمبر ۱۹۲۹ء کو بی بی سی لندن نے ٹیلی وژن کا جو پہلا پروگرام پیش کیا اُس میں بیرڈ ہی کا طریقہ ایجاد کیا گیا تھا۔ اس کے بعد بہت سے سائنس دانوں نے ٹیلی وژن میں اصلاحات کیں۔ اور بیرڈ کے طریقے سے ہٹ کر دوسرے طریقے ایجاد کئے، لیکن ٹیلی وژن کا باوا آدم بیرڈ ہی کو مانا جاتا ہے۔

ٹیلی وژن کا اصول یہ ہے کہ کسی چیز کے سیاہ اور سفید حصّوں کو برقی اختلافات (مثبت اور منفی بجلی) میں تبدیل کر کے برقی لہروں کے ذریعے فضاء میں پھیلا دیا جاتا ہے۔

وصول کرنے والا آلہ (ٹیلی وژن سیٹ) ان برقی اختلافات کو دوبارہ سیاہ و سفید حصّوں میں تبدیل کر دیتا ہے، اور ہمیں ٹیلی وژن کی سکرین پر اس چیز کی تصویر نظر آتی ہے۔

رنگین ٹیلی وژن بہت بعد کی ایجاد ہے، اور یہ بلیک اینڈ وائٹ سے زیادہ پیچیدہ عمل ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

طالب علم کی ذمہ داریاں

گل افروز بلوچ
فرسٹ ایئر پری میڈیکل

طالب علم کسی بھی ملک کا بہترین سرمایہ ہوتے ہیں۔ یہ وہ ذمہ دار ترین شخص ہے جس کے ذمہ ملک کی تعمیر و ترقی ہوتی ہے۔ اس کو چاہیئے کہ حصول علم کو اپنا مقصد حیات بنائے اور اس عظیم نعمت کو صرف اپنے تک محدود نہ کرے بلکہ اس کے نور سے دوسروں کو بھی منوّر کرے۔

اساتذہ مشعل راہ ہوتے ہیں اور ہمیں کامیابی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں۔ طالب علم کو چاہیئے کہ اساتذہ کا احترام کرے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ذہنی تعمیر کے مرحلے طے کرے تو وہ زندگی کے ہر مشکل امتحان میں کامیاب ہوگا۔

دوران تعلیم محنت کو اپنا شعار بنائے اور ملک و قوم کی فلاح کیلئے کام کرے۔ کیوں کہ محب وطن وہی ہوتا ہے جو ملک سے محبت کرے اور اس کی ترقی کیلئے محنت کرے اور پھر اچھا طالب علم وہی ہے جو ایک بہترین محب وطن ہو۔

درس گاہیں وہ مقدس ادارے ہیں جہاں طالب علم زیور علم سے آراستہ ہوتا ہے۔ ایک اچھے طالب علم کا فرض ہے کہ وہ درس گاہوں کے ماحول کو پرسکون رکھے اور ہر قسم کی ہنگامہ آرائی سے دور رہے۔

مگر افسوس کہ آج کا طالب علم اپنی ذمہ داریوں کو بھول گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اساتذہ سے بدتمیزی، پڑھائی سے گریز، امتحانات میں نقل، مذہب سے بے گانگی اور وقت کا ضیاع آج کے طالب علم کے امتیازی نشان بن چکے ہیں۔ ان کا مقصد علم حاصل کرنا اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا نہیں بلکہ اپنے لیے دولت و آسائش جمع کرنا ہے آج کا طالب علم قلم سے زیادہ کلاشنکوف پر اعتماد کرتا ہے۔

جو طالب علم ان راہوں کو اپنی منزل کی امین سمجھتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے ان راہوں کے مسافر منزل تک نہیں پہنچنے بلکہ بھٹک کر اندھیروں میں گم ہو جاتے ہیں۔

طالب علموں کی شان یہی ہے کہ وہ حصول علم کیلئے کوشاں رہیں اور اپنی علمی صلاحیتوں کو ملک و قوم کی بہتری کیلئے وقف کریں اور ان امیدوں کی تکمیل کریں جو قوم نے ان سے وابستہ کر رکھی ہیں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

جہانِ علم اسلام کی نظر میں

(ادارہ)

○ — جو آثارِ قدرت کا علم رکھتے ہیں وہی بندے خدا سے ڈرتے ہیں۔ (القرآن)

○ — جن کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں ہی ہماری آیات محفوظ ہیں۔ (القرآن)

○ — اسلام کا پہلا اعلان "اِقْرَاْ" تھا۔ (القرآن)

○ — آدم کو علم کی وجہ سے فرشتوں پر فضیلت دی گئی۔ (القرآن)

○ — علم کی بدولت طالوت کو جالوت کے سامنے لایا گیا۔ (القرآن)

○ — طالبِ علم طلبِ علم کی حالت میں مرتا ہے تو شہید مرتا ہے۔ (الحدیث)

○ — جہاں علم اور حلم جمع ہو جائیں اس سے بہتر دو چیزیں یکجا نہ ملیں گی۔ (الحدیث)

○ — ایسے علم سے جس سے نفع نہ ہو اللہ کی پناہ مانگو۔ (الحدیث)

○ — علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفّار کی۔ (حضرت ابوبکرؓ)

○ — قبل اس کے کہ بزرگ بنو علم حاصل کرو۔ (حضرت عمرؓ)

○ — علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے اور عمل بغیر علم کے فائدہ نہیں بخشتا۔ (حضرت عثمانؓ)

○ — اگر کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو اس سے لاعلمی کا اظہار نصف علم ہے۔ (حضرت علیؓ)

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

چیخ ....

محسن بالاچ
فرسٹ ائیر پری میڈیکل

پڑھائی، سیر و تفریح، کھیل و کود، شاپنگ، ٹیوشن اور پھر گھر میں مہمانوں کی مسلسل آمد و رفت، ایسا لگے کہ گھر اپنا نہ ہو، پرایا ہو، ہر روز کوئی نیا چہرہ دیکھنے میں آئے۔ خود پتہ نہ چلے کہ بندہ کہاں ہے کبھی کلاس میں اونگھنے لگا کبھی ہوٹل میں بیٹھے بیٹھے سو گیا۔

اتنی مصروف زندگی کہ کھانے کیلئے فرصت نہ ملے۔ کھانا بھی ایسا کہ جلدی جلدی میں ہاتھ کا نوالہ کبھی ناک میں جاتا تو کبھی کان میں۔ ایسی حالت میں ایک اور دکھ، ایک اور تکلیف ....

وہ بہت خوبصورت لگتی تھی۔ نازک نازک پھول جیسی ......

اُس نے اسے بہت پہلے دیکھا تھا مگر جس طرح آج دیکھ کر اس کا دل دھڑکا، پہلے کبھی نہ دھڑکا تھا۔ جس طرح کوئی سرد آتش فشاں اچانک پھٹ جائے اور لاوا اگلنے لگے۔ بالکل اسی طرح آج اس کا دل دھڑکا اور خیالات اگلنے لگا۔

اب تو وہ ایک "مجنوں" کی طرح رہنے لگا۔ ہر وقت چہرے پر پریشانی کے آثار ــ کوئی دیکھتا تو فوراً یہ سمجھ لیتا کہ کوئی "دیرینہ غم کا مارا" ہے۔ دوست دیکھتے تو آبدیدہ ہو کر کہتے "بھئی آپ کا سن کر بڑا افسوس ہوا" اور پھر دوستوں کے اس بناوٹی افسوس پر وہ ان سے وقتی طور پر ناراض ہو جاتا اور ان سے بات نہ کرتا۔ اس کے بچوں کی طرح روٹھ جانے پر اس کے دوست اُسے اور بھی چھیڑتے اور طرح طرح کے طنزیہ فقرے کستے جس سے اُسے بہت پریشانی ہوتی۔

عشق، انسان تنہائی پسند اور کم گو تو بنا ہی لیتا ہے مگر وہ خواہ مخواہ خود کو شاعر بھی سمجھنے لگتا ہے۔

اسی طرح رات کو اس نے کاغذ اور قلم اپنے پاس رکھے کہ شاید ذہن کے کسی کونے میں کوئی شعر چھپا ہو۔ اور جب نکل جائے تو اسے قلم کے حوالے کردے ــ مگر صبح تک ایک لفظ بھی ذہن میں نہیں آیا۔ اور وہ خود کو کوسنے لگا کہ ابھی تک عشق میں مبتلا نہیں ہو سکا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۵ پر

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

پھر ان سارے واقعات کو بھول کر وہ معمول کی سرگرمیوں میں مصروف ہوگیا۔ جس وقت وہ کالج میں داخل ہو رہا تھا کہ کسی شریر لڑکے نے کھڑکی سے اس پر چاک کے کچھ ٹکڑے پھینکے۔ تو وہ یہ سمجھا کہ "قیس پر پتھر برسائے جا رہے ہیں" اور اب لیلیٰ آئیگی اور گانے لگے گی کہ کوئی پتھر سے نہ مارے میرے د۔۔۔ یو۔۔۔ ا۔۔۔ نے۔۔۔ کو"

اس کے خیالات دیر تک قائم نہ رہ سکے۔ کیونکہ پرنسپل صاحب سامنے سے آ رہے تھے۔ وہ ان کا سامنا کرنا نہیں چاہتا تھا اور کلاس میں فوراً جانا چاہتا تھا جلدی میں وہ پرنسپل سے ٹکرا گیا۔ اس کی کتابیں زمین پر بکھر گئیں اور پرنسپل صاحب بھی لڑکھڑائے۔ گھبراہٹ کے عالم میں اس کے منہ سے کچھ ٹوٹے پھوٹے حروف نکل رہے تھے۔ مگر وہ خود انہیں سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"سو۔۔۔ سو۔۔۔ ر۔۔۔ ر۔۔۔ ری"

"دیوانے ہو گئے ہو کیا؟" پرنسپل صاحب گرجنے لگے۔ "جی سر۔۔۔" گھبراہٹ میں اس کے منہ سے نکل گیا۔ "کیا۔۔۔؟" پرنسپل کے پیشانی میں بل پڑ گئے۔ اور حیرانگی سے کہنے لگے: "تو تم۔۔۔؟"

"نہیں نہیں سر!" اس سے پہلے کہ پرنسپل بات پوری کرتے اس نے اپنے الفاظ واپس لے لیے اور پھر پرنسپل صاحب مسکراتے ہوئے آفس میں چلے گئے۔ مگر وہ بدستور وہیں کھڑا رہا اور خود پہ ہنستا رہا۔

اب اسے محسوس ہوا کہ وہ دھیرے دھیرے سچ مچ "دیوانہ" ہوتا جا رہا ہے۔ پھر اس نے کتابیں اٹھالیں اور کلاس جانے کے بجائے گھر کا رخ کیا۔ اور راستے میں گنگناتا ہوا بھی رہا۔ "اے میرے دل کہیں اور چل۔"

"رخسانہ!" نہیں نہیں یہ تو کوئی خاص نام نہیں ہے اسکا نام بڑا خوبصورت ہونا چاہیے۔ تو پھر۔۔۔ یہ "گلبدن"۔۔۔! ارے نہیں نہیں "گلبدن تو ہماری باورچی کا نام ہے۔ جو ٹینک کی طرح موٹی اور بھدی ہے کہیں وہ ایسی موٹی اور۔۔۔۔۔۔؟

"نہیں۔۔۔۔" اس کے اس خیال سے اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ اگر وہ اس کا چہرہ دیکھتا تو فوراً اس کو موزوں نام دے دیتا۔ مگر اس نے تو اسے صرف برقعہ پہنے دیکھا تھا۔ لیکن جب وہ اوپر سے اتنی خوبصورت ہے تو اصل میں کیسی ہوگی۔۔۔۔ بہرحال اسکا نام بڑا خوبصورت اور دلکش ہونا چاہیے۔ جیسے "ساحرہ" جس نے اس پر سحر کیا ہے یا پھر اس کا نام "چاندنی"۔۔۔۔ جو برقعہ کے اندر سے ہی سے چاندنی کی طرح چمکتی ہے۔

وہ ساری رات اسی طرح، اس کے خیالوں میں مگن رہا۔ پھر پتہ نہیں کب آنکھ لگی اور وہ سو گیا۔

پھر دوسری صبح سویرے وہ اٹھ گیا۔ کیونکہ وہ بھی صبح سویرے گھر سے نکلتی اور خبر نہیں کہاں جاتی تھی بس یہ کنگھی پھیرنے کے بعد وہ باہر نکلا یہ شاید وہ ظالم اس پر رحم کھائے اور اپنا جلوہ دکھائے۔ وہ ان کے گھر کے سامنے مگر ذرا دور۔۔۔۔ کھڑا، اسکا انتظار کرنے لگا۔ بڑی دیر کے بعد دروازہ آہستہ آہستہ ہلا اور وہ باہر آگئی۔ تو اس کے منہ سے خود بخود نکل گیا کہ "آپ آئے بہار آئی" یہ سنتے ہی وہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

میر گل خان نصیر

ملوک جان
بی ایس سی فائنل

میر گل خان نصیر ۱۹۱۴ء کو نوشکی میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم نوشکی میں حاصل کر کے کوئٹہ چلے گئے جہاں سے میٹرک پاس کر کے مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے لاہور چلے گئے لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر تعلیم ادھوری چھوڑ کر کوئٹہ چلے آئے۔ یہاں آ کر ریاست قلات میں نائب تحصیلدار بھرتی ہوئے اور بعد میں ترقی کرتے کرتے وزیر کے عہدے تک جا پہنچے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزی حکومت اپنے عروج پر تھی۔ اور دوسری طرف ہندوستان کے باسی اسی تسلط کو جڑوں سے اکھاڑنے کی جدوجہد میں مصروف تھے، دوسری عالمی جنگ کی تباہ کاریوں اور فاشزم کی شکست کے بعد سامراجی نوآبادیوں میں بھی قومی آزادی کی تحریکیں ابھر رہی تھیں۔ ہندوستان میں بھی آزادی کی تحریک زور پکڑ رہی تھی۔ آزادی کی ان تحریکات کے اثرات بلوچستان پر پڑ جانا قدرتی عمل تھا۔ چنانچہ یہاں کے قوم پرست قوتوں نے عوام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کیلئے قلات نیشنل پارٹی تشکیل دے کر خود کو انگریزی تسلط کے خلاف برصغیر کی دیگر اقوام کی صفوں میں شامل کر لیا۔

بلوچستان کی پہلی سیاسی جماعت کی حیثیت سے قلات نیشنل پارٹی کی داغ بیل ڈالنے والی اولین شخصیات میں میر گل خان نصیر کا بھی نام آتا ہے۔ وہ پارٹی کے پہلے نائب صدر تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب انگریز شاہی کے مظالم اپنے عروج پر تھے۔ آزادی کی بات کرنا ایک طرف ان مظالم کے خلاف بات کرنا بھی خطرات کو دعوت دینا تھا۔ انگریزوں نے ریاست قلات کو آزادی کی تحریکوں سے دور رکھنے کے لیے یہاں کے قوم پرستوں کی زبان بندی، گرفتاری، جرمانے، جلاوطنی اور دیگر غیر انسانی سزاؤں کا ایک درسلسلہ شروع کر دیا۔ خود میر گل خان نصیر کی آدھی زندگی جیلوں میں کٹ گئی۔

میر گل خان نصیر ابتداء میں اردو، فارسی اور براہوی زبان میں شاعری کیا کرتے تھے لیکن بعد میں انھوں نے بلوچی زبان کو اظہار کا ذریعہ بنایا۔ وہ بلوچی زبان کے عظیم شاعر تھے۔ ان کی شاعری کا موازنہ دنیا کے کسی بھی شاعر کی شاعری سے کیا جا سکتا ہے۔

میر گل خان نصیر نے اپنے اشعار میں ظلم و جبر اور غربت و افلاس کے خلاف جہاد کیا۔ ان کے اشعار کا موضوع انسان دوستی، مساوات اور آزادی ہے۔

انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے تسلط کو مضبوط کرنے کیلئے خطے کے صادق قسم کے وطن فروشوں کو

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اپنا ہم نوا بنایا۔ اس خطے میں بھی مفاد پرست سرداروں کی شکل میں ایک ایسا ہی طبقہ موجود تھا جس نے چند روپلوں اور معمولی مراعات کے عوض اپنی آزادی کا بہت ہی سستا سودا کرتے ہوتے اپنی سرزمین بیرونی دشمنوں کے ہاتھوں فروخت کردی اور ان کے ساتھ مل کر اپنے بھائیوں کے مال پر ہاتھ صاف کرنے لگے اور گل خان نصیر وقتاً فوقتاً اس وطن فروش ٹولے کے مکروہ چہرے سے پردہ اٹھاتے رہے اور ان سرداروں کو سجدہ کرنے کے بجائے ان کے خلاف بغاوت کا اعلان کرتے ہوتے اپنا ناطہ معاشرے کے ٹھکرائے ہوتے غریب عوام سے جوڑا، طبقاتی عدم مساوات کا تذکرہ وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

بچے رو رو نین گنوائیں، بوڑھے در در ٹھوکر کھائیں
چھپ چھپ پاپئیں نیر بہائیں، بھیک ملے نہ اُدھار
اے بھیا راج کرے سردار

انہوں نے اپنے اشعار میں عوام کے ساتھ ہونے والے مظالم اور ناانصافیوں کی نشاندہی کی ہے اور لوگوں کو ان مظالم اور ناروا سلوک کے خلاف بغاوت پر اکساتے رہے ان کے اشعار میں ظلم و استحصال کے خلاف جدوجہد کا پیغام ہے۔ انہوں نے اپنے اشعار میں بلوچ قوم کی پسماندگی کی وجوہات بیان کی ہیں اور ان مشکلات سے چھٹکارا حاصل کرنے کی راہیں بھی متعین کی ہیں وہ بھوک، افلاس اور محرومیوں کے خلاف زندگی بھر لڑتے رہے۔ راہ عمل میں ان کا ہر دوسرا قدم جیل کی تاریکیوں میں پڑتا لیکن وہ ان اقدام اور مصائب کو ہنس کر جھیلتے رہے۔ ایک منصفانہ سماجی اور اقتصادی نظام اور استحصال سے پاک معاشرے کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے کیلئے اپنے ساتھیوں کے جذبہ حریت کو خراج پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

تم ہو اِک نشانِ راہ، تم وطن کے نور ہو۔
تم طراوتِ نگاہ، اگرچہ ہم سے دور ہو۔
تم ہماری زندگی، تم ہماری جان ہو۔
تم ہماری بندگی، تم ہماری شان ہو۔
فرض ہے بر احترام ساتھیو اسلام۔

گل خان نصیر نے اپنے اشعار میں طبقاتی اور قومی جبر کے خلاف عوام کو جدوجہد کرنے کا سبق دیا۔ عوام کی آزادی سلب کرنے والی تعزیرات جرگہ سسٹم اور جبر و استبداد روا رکھنے والے دوسرے کالے قوانین کی بیخ کنی اور امن و آزادی بحال کرنے کا مطالبہ انہوں نے اپنے اشعار میں بار بار کیا ہے۔

جرگہ کی تعریف انہوں کچھ اس طرح کی ہے:

ہماری شومیٔ قسمت کی ایک تصویر ہے جرگہ
بلوچوں کو مٹانے کی ایک تدبیر ہے جرگہ
ہوا جب وطن کا جو شخص بھی عاشق
اس کا سر اٹھانے کیلئے شمشیر ہے جرگہ
اگر ٹھہریں تو سر پر سردار آتا ہے
اگر بھاگیں تو کیسے، پاؤں میں زنجیر ہے جرگہ۔

گل خان نصیر نے ان غیر انسانی تعزیرات اور قوانین کے خلاف عوام کی زبان بن کر نظمیں اور ترانے لکھے۔ اپنی ایک نظم "میں باغی ہوں" میں کہتے ہیں۔

قصاں بہ دتی من جنگ کناں
حوناں گوں زمین ہم رنگ کناں

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

من قوم ءِ بدآن دل تنگ کناں
من حق گوشان، من باغی آں

میر گل خان نصیر کے انقلابی ترانوں کی بازگشت بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑوں، چٹیل میدانوں اور تپتے ہوئے صحراؤں میں سنائی دی یہاں کے ستم رسیدہ اور بنیادی حقوق سے محروم عوام نے ان کی آواز میں آواز ملا کر قومی جبر کے خلاف جدوجہد میں مزید تیزی پیدا کرلی۔

گل خان نصیر کی شاعری میں استحصالی نظام کے انتقام کا پیغام ملتا ہے۔ مادرِ وطن کی زبوں حالی اور عوام کی بے بسی کی منظر کشی اس طرح کرتے ہیں کہ دل و دماغ پر ایک تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ جب تک جیے وطن کے گیت گاتے رہے۔ اپنی ایک ایک نظم میں وہ مادرِ وطن سے اس انداز میں مخاطب ہیں۔

میں نہ بھاگوں گا کبھی جاہ و حشم سے ڈر کر
میں نہ جاؤں گا کبھی رنج و الم سے ڈر کر
تیری آغوش میں مجھے فنا ہونا ہے
تیرے ماتھے سے مجھے داغِ سیاہ دھونا ہے

ان کی شعری تصانیف میں گلبانگ، شپ گروک، داستانِ دوشکی اور دوستین و شیرین شامل ہیں۔

ان کی نثری تصانیف میں تاریخِ بلوچستان، تاریخ خوانین قلات، بلوچستان قدیم اور جدید ادوار کی روشنی میں، بلوچستان کی کہانی شاعروں کی زبانی، بلوچی عشقیہ شاعری، بلوچی رزمیہ شاعری اور کوچ و بلوچ شامل ہیں۔

بقیہ "والدین کے حقوق"

لیکن ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ زمانہ مذہب سے دور ہوتا جارہا ہے۔ اخلاقی قدریں ختم ہو رہی ہیں۔ دلوں میں محبت کی بجائے نفرت بھرتی جارہی ہے۔ آج کل کی اولاد اس وقت تک والدین کی عزت کرتی ہے، جب تک اس کی شادی ہو نہیں جاتی۔ شادی کے بعد اولاد کا والدین سے بے نیاز ہوجانا والدین کی نگاہوں سے نُور اور دلوں سے سکون کا چھین جانا ہے۔

اس دور میں انسان کی سب سے بڑی ضرورت والدین کا احترام ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کی سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ بڑھاپے میں ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھے۔ والدین نے اولاد کو پڑھا لکھا کر اسی امید سے پالا ہے کہ اولاد ان کے بڑھاپے کا سہارا بنے گی۔ وہ اولاد خوش قسمت ہوتی ہے جو اپنے والدین کی خدمت کرتی ہے۔ یہ خدمت اُن کیلئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنتی ہے۔

بقیہ "چیخ"

اس کی طرف بڑھنے لگی۔ جیسا کہ وہ گھر سے نکلی ہی اس کے لیے تھی۔ اور پھر وہ بہکنے لگا.....

"تیرے عشق میں، میں پاگل ہوا جاتا ہوں جس طرح مجنوں نے لیلیٰ کو، فرہاد نے شیریں کو اور رانجھے نے ہیر کو چاہا تھا اسی طرح میں تجھے چاہتا ہوں....

اب تو اپنا دیدار کروا ظالم!"

پھر جو اس نے اپنا جسم عجیب انداز سے ہلاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور "ہائے جانی..." کہہ کر اپنے چہرے سے برقعے کا نقاب اٹھایا تو اس کے منہ سے اچانک ایک چیخ نکل گئی۔ کیونکہ وہ.....!

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

والدین کے حقوق

فرحت تبسم
فرسٹ ایئر آرٹس

ماں باپ کا جسے نہ بڑھاپے میں ہو خیال
اس نا سعید بیٹے کی قسمت الٹ گئی

اخلاق کا پہلا سبق والدین کی خدمت اور ان کے حقوق ہیں اور اولاد کے ظاہری وجود اور پیدائش کا ایک وسیلہ ہیں وہ اولاد کی پرورش کرتے ہیں اور اولاد کو زیورِ علم و ادب سے آراستہ کرتے ہیں اور اپنی شب و روز کی محنت مشقت سے کمائی ہوئی دولت ان پر خرچ کرتے ہیں تاکہ وہ پڑھ لکھ کر قابل انسان بن سکیں والدین خود غرض نہیں ہوتے وہ خلوص کے پیکر ہوتے ہیں۔ والدین اپنی اولاد کیلئے اللہ سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ ماں باپ کو اپنی اولاد پر رشک آتا ہے اور وہ ان کی کامیابی پر خوش ہوتے ہیں والدین اپنی اولاد سے حسد نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اولاد کی ترقی، بہتری اور بہبودی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہم پر احسان کرتا ہے تو ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

لیکن والدین جو خود ہر طرح کے دکھ اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کیلئے اپنا سکھ چین اور آرام برباد کرتے ہیں تو اولاد کا بھی فرض بنتا ہے کہ ان کے حقوق پہچانے اور دل و جان سے ان کی خدمت کرے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جگہ جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اپنے ماں باپ کی عزت کرو۔ ان کی اطاعت کرو۔ ان کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔ ان کے آگے نہ چلو۔ ان سے سخت کلامی نہ کرو انہیں اُف تک نہ کہو"۔

ماں باپ کی محبت اور ان کے احسانات کو کبھی فراموش نہ کرو۔ بلکہ ان کی خدمت کر کے دنیا اور آخرت میں سرخ رو رہو۔ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت باپ کی شفقت کو خرید نہیں سکتی اور نہ ماں کی مامتا کی قیمت ادا کر سکتی ہے۔ ہر اچھے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے والدین کیساتھ نرمی، اخلاق، ادب اور تعظیم سے پیش آئے۔ ان کے ہر حکم کو مانے اور جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو کھلے دل سے ان کے آرام و آسائش کا بندوبست کرے اور توجہ دے۔ وہ انسان بڑا بدنصیب ہوتا ہے جو اپنے والدین کے حقوق کو نہیں پہچانتا جو انہیں تنگ کرتا اور ستاتا ہے۔ جو شخص چند روزہ عیش و عشرت کی خاطر والدین سے عدم توجہی برتتا ہے اور اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آخرت میں جہنم خریدتا ہے وہ انسان جو دل و جان سے اپنے والدین کی عزت و خدمت کرتا ہے ان کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا ہر وقت ان کے آرام میں کوشاں رہتا ہے اور ان کے حقوق پورے پورے ادا کرتا ہے۔ وہی انسان دنیا میں بھی کامیاب ہوتا ہے اور آخرت میں انعام کا بھی حق دار بنتا ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

وقت وقت کی بات

کوثر عنبرین
بی ۔ ایس ۔ سی فائنل

جس طرح ہمیں معلوم ہے کہ ہر چیز کی کوئی ضد ہوتی ہے ۔ جیسے آگ اور پانی ، گرمی و سردی ، اسی طرح طبیعات میں مادّہ اور ضدِ مادّہ ہوتا ہے ۔ یہ چیز تسلیم شدہ ہے ۔ اب کچھ سائنس دان وقت کے ساتھ ساتھ ضدِ وقت کی اصطلاح بھی استعمال کرنے لگے ہیں ۔ جس طرح وقت ماضی سے حال اور پھر مستقبل کی طرف چلتا ہے ۔ اس طرح ضدِ وقت اس کے مخالف سمت میں یعنی مستقبل سے حال اور پھر ماضی کی طرف چلتا ہے ۔ اصولی طور پر تو ماضی اور مستقبل اضافی اصطلاحیں ہیں ۔ اور ان کی اپنی کوئی مستقل قدر یا قیمت نہیں ۔ اس لیے وقت کا صحیح بھاؤ صرف وہ شخص بتا سکتا ہے جو خود وقت کی بندشوں سے آزاد ہو ۔ اور اس حالت کو فوق وقت کا نام دیا گیا ہے پس اگر کسی اور سیارے میں جہاں ضد وقت ہو تو ان سے ہم کبھی بھی رابطہ قائم نہیں کر سکتے کیونکہ ان کا مستقبل یہاں کا ماضی ہے ۔ اور پھر ادھر کا ماضی یہاں کا مستقبل ہے ۔ بس کائنات کی تشکیل کے بعد سے اب تک صرف ایک لمحہ ہی ایسا آئیگا جب دونوں کا وقت آپس میں قطع کریگا اور صرف اسی لمحے ہم دوسری کائنات والوں کے ساتھ براہِ راست رابطہ قائم کر سکیں گے ۔ لیکن اگر ہم عین اسی لمحے جبکہ ان کا وقت اور ہمارا وقت مشترک ہو اپنا پیغام بھیجیں تو چونکہ پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں کچھ وقت لگتا ہے ، اس لیے یہ پیغام پھر بھی ان تک نہیں پہنچ سکے گا ۔ کیونکہ ہمارے لیے وہ پیدا ہی نہیں ہوا ہے اور ہم ان کے لیے مر چکے ہیں ۔

آیئے وقت میں سفر کے بارے میں کچھ باتیں آپ کو بتاتے ہیں ۔ یہ تمام حقائق آئن اسٹائن کے نظریۂ اضافیت سے ثابت کیے جا سکتے ہیں اور محض مفروضہ نہیں ہیں ۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں اگر کسی چیز کی رفتار روشنی کی رفتار سے تیز ہو جائے تو اس کی کمیت میں لا متناہی اضافہ اور وقت گذرنے کی رفتار میں کمی ہو جاتی ہے ۔ اسی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ انسان روشنی کی رفتار تک نہیں پہنچ سکتا ۔ پس وقت ایک لچکدار چیز ہے جسے بڑا یا چھوٹا کیا جا سکتا ہے ۔ جیسا کہ ہم دیکھیں گے کہ کائنات کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں وقت ساکن بھی ہے ۔ یعنی جہاں ماضی مستقبل اور حال کی اصطلاحیں بے کار ہو جاتی ہیں ۔ ایسی جگہیں جہاں وقت بہت تیز بھاگتا ہے ۔ بلیک ہول کہلاتی ہیں ۔ کوئی بھی ستارہ جب عمر رسیدہ ہو جاتا ہے ۔ تو وہ ڈھیر ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی کثافت اور کشش ثقل اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ اس میں سے کچھ بھی باہر نہیں نکل سکتا حتیٰ کہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

روشنی بھی نہیں۔ چونکہ روشنی بھی اس میں سے باہر نکل نہیں سکتی اس لیے انہیں ہم دیکھ بھی نہیں سکتے لیکن ان کے قریب جو بھی چیز جاتی ہے اُسے یہ اپنی کشش کی وجہ سے ہڑپ کر جاتے ہیں اور ان کا کوئی پتہ بھی نہیں چلتا۔ یہ ایک طرح کا کائنات کا برمودا ٹرائی اینگل ہے۔ پس اگر آپ کو مستقبل کا سفر کرنا ہو تو آپ بلیک ہول کے پاس جائیں۔ اس میں حیران ہونیکی کوئی بات نہیں ہے۔ وقت بلیک ہول اور اس کے گرد مختلف رفتار سے بہتا ہے۔ لیکن اس طرح کے وقت کے سفر میں آپ مستقبل میں ہی تو جا سکتے ہیں لیکن وہاں سے واپس آنے کی کوئی سبیل نہیں۔ کیا کوئی ایسا طریقہ بھی ہے کہ آپ وقت میں دونوں طرف سفر کر سکیں یعنی ماضی میں بھی اور مستقبل میں بھی بلیک ہول کے بارے میں ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ بلیک ہول دو کائناتوں کے درمیان پل کا کام کرتی ہیں۔ یہ دونوں کائناتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک مادے سے مبنی ہے اور اس میں وقت آگے کی طرف بہتا ہے جبکہ دوسری جسے ضد کائنات کہا جاتا ہے ضد مادہ سے مبنی ہے اور اس میں ضد وقت چلتا ہے جو پیچھے سے آگے کی طرف بہتا ہے پس اگر ہم بلیک ہول میں داخل ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ہم دوسری کائنات میں داخل ہو جائیں جہاں کی سرشتے نرالی ہوگی۔

آئیے اب دیکھیں کہ ایک خلا نورد خلا میں اپنی بائیسویں سالگرہ کے دن ایک ایسے ستارے پر جاتا ہے جسکا فاصلہ ۲۵ نوری سالوں کے برابر ہے اور اس کے راکٹ کی رفتار روشنی کے رفتار کی اٹھانوے فیصد ہے۔ یہ بھی فرض کریں گے کہ اپنے پیچھے زمین پر ایک جڑواں بھائی اور ایک بچہ جس کی عمر ایک سال کی ہے چھوڑ کر جاتا ہے۔ تو جب وہ اپنے سفر سے واپس آئیگا تو اسکی اپنی عمر تو ۳۲ سال ہی ہوگی۔ یعنی سفر میں اُس کے حساب سے دس سال گذرے لیکن جب وہ اپنے بھائی سے ملے گا تو اس کے بھائی کی عمر ۷۲ سال کی ہو چکی ہوگی۔ اور اس کا بچہ اس سے بھی بیس ۲۰ سال بڑا یعنی باون ۵۲ سال کا ہوگا۔ جیسے جیسے ہم روشنی کی رفتار کے قریب پہنچتے ہیں۔ ویسے ویسے یہ اثر بڑھتا جاتا ہے۔ اور اگر رفتار روشنی کی رفتار کی ننانوے اعشاریہ نو فیصد کے برابر ہو جائے تو وہی خلا باز جب تک خلا میں پانچ سال گذارے گا۔ زمین میں اس وقت تک تین لاکھ سال گذر چکے ہونگے۔ زمین پر وقت آہستہ آہستہ گذرنے کی وجہ اس کی کشش ثقل ہے بہت بہتر درست ایٹمی گھڑی کے استعمال سے سائنسدانوں نے یہ معلوم کیا ہے کہ تیس ہزار سال کی مدت میں زمین پر رکھی ہوئی گھڑی خلا میں ایک اعشاریہ چھ کلو میٹر اوپر رکھی گئی۔ ایک دوسری گھڑی سے ایک سیکنڈ پیچھے رہ جائیگی۔ یہ تو تھا روشنی کے قریب رفتار سے سفر کرنے کا نتیجہ۔ لیکن اگر کسی طرح روشنی کی رفتار سے تیز سفر کیا جائے تو ہم ماضی میں بھی جا سکتے ہیں یعنی وہی خلا نورد اگر آج سفر پر جائے تو واپس جانے سے ایک دن پہلے بھی آسکتا ہے۔ اگرچہ یہ بات ہمیں عجیب سی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ وقت میں ایک اضافی مقدار ہے۔

طبیعیات میں ایک اور انتہائی جدید نظریہ یہ ہے کہ ہر بلیک ہول کیساتھ ایک وائٹ ہول بھی ہوتا ہے۔ جو مادہ اور توانائی بلیک ہول نے جذب کیے ہوتے ہیں۔ و

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

وہائٹ ہول سے باہر آجاتے ہیں اور یہ دونوں ہول ایک پل سے جڑے ہوتے ہیں۔ جب ہماری کائنات میں قیامت آئیگی تو تمام کی تمام کائنات بلیک ہول میں غائب ہو جائیگی۔ اور کہیں اور وہائٹ ہول سے ایک عظیم دھماکے کے بعد ایک اور کائنات وجود میں آئیگی۔ یہ سائنسی تصور ہمارے اسلامی تصورِ آخرت پر پورا اُترتا ہے۔ یعنی قیامت کے بعد ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔ افلاطون کے ہم عصر تھیوپومپس نے ایک ایسے پھل کا ذکر کیا ہے جسے کھانے سے آدمی واپس عمر میں چھوٹا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ (اسے بنیاد بنا کر بہت سی سائنسی کہانیاں لکھی گئی ہیں۔ اس طرح ایک مشہور ناول ہمارے جانے پہچانے مصنف لیوس لاریل نے لکھا ہے۔ کہ اگر ہم ایسے ہی کسی انسان کا تصور کریں جو رہتا تو ہماری ہی دنیا میں ہے اور لیکن وہ عمر میں چھوٹا ہوتا جا رہا ہے۔ تو یہ بہت ہی پیچیدہ مسئلہ ہوگا۔) تاہم فین مین کی تحقیق سے جنہیں ۱۹۶۵ء میں نوبل انعام طبیعیات کا ملا تھا اور جو انہوں نے قدری میکانیات کے سلسلے میں کی تھیں ہمیں کچھ مدد مل سکتی ہے۔ ان کے خلاء وقت نظریے کے مطابق ضد ذرات ایسے ذرّات ہوتے ہیں۔ وقت میں صرف مائیکرو سیکنڈز کے لیے پیچھے کی طرف جاتے ہیں۔ جبکہ الیکٹران اور اس کی ضد ذرّہ یعنی پوزیٹران بنتا ہے۔ تو پوزیٹران کی زندگی بہت مختصر ہوتی ہے۔ یہ فوراً الیکٹران سے ٹکراتا ہے اور گاما شعاعوں کی صورت میں ضائع ہو جاتا ہے۔ فین مین کے نظریے کے مطابق درحقیقت صرف ایک ہی ذرہ یعنی الیکٹران ہوتا ہے جو وقت میں پیچھے کی طرف جا رہا ہے لیکن ہم چونکہ مستقبل کی طرف دیکھ سکتے ہیں اس لیے ہمیں اس کی زندگی کا وہی حصہ نظر آتا ہے جو ہمارے حال تک ہوتا ہے۔ اور درحقیقت وہ پوزیٹران غائب ہو جاتا ہے تو اصل میں اُس وقت وہ ہمارے ماضی میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق ہماری دنیا اور ضد دنیا بالکل ایک جیسی ہیں۔ جیسے کہ دایاں اور بایاں ہاتھ۔ ہمیں ایسی دنیا میں جانے کیلئے دو کام کرنے ہونگے۔ اوّل (البعید) بلند خلاء میں جانا ہوگا اور دوم فوق وقت میں جانا ہوگا۔ ہم لوگ تین ابعاد میں رہتے ہیں۔ دونوں کائناتوں کو ایکدوسرے کے آئینی شبیہہ کے طور پر دیکھتے ہیں لیکن اگر ہم یہ دونوں کام کرسکیں تو ہمیں یہ دونوں کائناتیں بالکل ایک جیسی لگیں گی انگریزی کی ایک مشہور کہاوت ہے۔

"There was a young lady named bright whose speed was faster than light; she went out one day in a relative way and returned the previous night."

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

زِندگی

حنیف حمّل
سیکنڈ ائیر۔ پری میڈیکل۔

زندگی منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں ایک کٹھن طویل اور تھکا دینے والی سفر کا نام ہے جس کی آخری منزل کو ہم موت کا نام دے سکتے ہیں جب کوئی انسان اس کرۂ ارض پر اپنی انکھیں کھولتا ہے تو وہ زندگی کے تین مراحل طے کرتے ہوتے موت کی طرف اپنے قدم آہستہ آہستہ بڑھاتا رہتا ہے اور آخر کار وہ اس حسین لیکن بے وفا اور بارونق دنیا کو چھوڑ کر ابدی نیند سو جاتا ہے۔

ان تین مراحل سے مراد بچپن، جوانی اور بڑھاپا ہے۔

بچپن انسانی زندگی کا ایک بے خبر اور انجانا دور کہلاتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان کا یہ دور ایک جانور کی زندگی کے مانند ہوتا ہے کیونکہ اس دور میں بچہ سمجھ سے محروم، اچھے برے کا فرق محسوس کرنے سے قاصر اور زندگی کے مفہوم سے انجان ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ بچپن کے دو یا تین سال گزارتا ہے تب وہ سماج میں اپنے قریب کی ہر چیز کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس دور میں اُسے اپنے والدین کی رہنمائی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ حقیقتاً ایک انسان کو اس کی زندگی کی کلیدی کامیابی پر گامزن کرنے یہی تربیت بہترین ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔

اگر بچپن کے اس مرحلے میں انسان کو مکمل او[ر] درست رہنمائی مل جائے تب وہ سماج اور معاشر[ے] میں ایک اچھا اور قابلِ قدر انسان بنے گا۔ وگرنہ سما[ج] میں ایک بوجھ بن کر اپنے والدین اور دوسروں کی ز[ندگی] کو بوجھ بنانے میں کانٹا ثابت ہوگا۔

جوانی انسانی زندگی کا ایک حسین اور پرکشش [...] منظر ہمارے سامنے پیش کرتی ہے یہ دور زندگی [...] بہتر اور سنہری مواقع فراہم کرتا ہے بشرطیکہ کوئی ا[...] دور کی قدر کرے اور اپنے لئے اور عالم انسانیت کے لیے کوئی اچ[...] عمل کر ڈالے۔ اس دور میں انسان دنیا والوں پیار [...] محبت اور خلوص دے کر ان سے وفا کی امید کر سکتا [...]

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ایک دن انسا[ن] اس جہان فانی سے رخصت ہو جائیگا لیکن اگر ایک ان[سان] انسانیت اور معاشرے کی فلاح و بہبود کیلئے اپنی جوا[نی] وقف کرلے تو وہ مر کر بھی ہر انسان کے دل میں امر ر[ہتا] ہے اور اس کی عادات، گفتار، کردار اور سیرت دو[...]

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کیلئے مشعل راہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ ظاہری بات ہے کہ انسان اپنے پہلے دور یعنی بچپن اور آخری دور یعنی بڑھاپے میں کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ بڑھاپے کا دور تو صرف بچپن اور جوانی کے دور کو یاد کرتے کرتے گذر جاتا ہے۔ اسی لیے یہ زندگی کا ایک خوفناک دور ہوتا ہے۔ اسی دور میں انسان موت کو قریب سے دیکھتا ہے اور اپنے ماضی کے ہر مثبت اور منفی اعمال پر نظریں دوڑاتا رہتا ہے۔

جس شخص نے اپنی زندگی غریب، نادار، محتاج اور دوسرے اشخاص کی خدمت کیلئے وقف کردی تو بڑھاپے میں اس کا ضمیر اسے ملامت نہیں کرتا اور وہ اپنی گذری ہوئی زندگی سے مطمئن ہوجاتا ہے لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی خصوصاً جوانی کے مرحلے میں دوسروں کو دکھ دے دے کر گذاری ہے، خوشیوں کے بجائے دکھ درد اور تکلیف کے سامان بہم پہنچاتے وہ بڑھاپے میں سوائے آنسو بہانے اور پچھتانے کے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ بڑھاپے میں انسان موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ زندگی اور موت کی اس کشمکش میں انسان دوسروں کا دست نگر اور محتاج ہوتا ہے۔ لیکن سہارے کے حق دار وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اور جوانی میں کسی دوسرے بوڑھے کو سہارا دیا ہو۔ اور بوقت ضرورت مدد کی ہو۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنی زندگی کو فضول اور لاپرواہی سے نہ گذارے بلکہ دوسروں کے بوجھ کو اپنی کندھوں پر اٹھانے کی ہمت پیدا کریں۔ ایک انسان کو اپنی زندگی اس طرح سے گذارنا چاہیئے کہ جب وہ بڑھاپے میں قدم رکھے تو دوسرے اس کی جوانی کے نیک اعمال سے متاثر ہوکر اُسے سہارا دیں یا مرنے کے بعد اُسے کوئی یاد کرنے والا ہو۔ اور اس کا نام ادب و احترام سے اپنی زبان پر لاتے۔

بقیہ: ملیریا

وہ اس طرح کہ جب کوئی مچھر اینافیلز کی ایک مریض کو کاٹے جو ملیریا میں مبتلا ہو اور کچھ دن بعد وہ کسی ٹھیک ٹھاک آدمی کو کاٹے تو اس طرح ملیریا کا پلازموڈیم مچھر سے اس شخص کے جسم میں داخل ہوجائیگا اور یوں وہ بھی ملیریا میں مبتلا ہوجائیگا۔

ملیریا کی روک تھام: جیسے ہی مختلف ممالک کے حیاتیات دان کے اسباب کو جان گئے، اس طرح اس کی روک تھام کا سلسلہ شروع ہوا جب امریکہ دریافت ہوا تو وہاں سے مختلف اوقات میں مختلف پودے اور جڑی بوٹیاں یورپ لائی گئیں تاکہ ان کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کیا جاسکے۔ سب سے پہلے سائنسدانوں نے سنکونا کی اوپری چھال کو ملیریا کیلئے مؤثر قرار دے دیا۔ یہ تو بعد میں معلوم کیا گیا کہ سنکونا کی چھال میں ایک کیمیائی مادہ "کونین" ہے جو کہ ملیریا کے خلاف مؤثر ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی سمجھنا آسان ہے کہ ملیریا کو ختم کرنے کیلئے مچھروں کو ختم کرنا ضروری ہے اور جہاں جہاں گندہ پانی کھڑا ہو اس کو یا تو نکال دینا چاہیئے یا پھر اس پر مٹی کا تیل چھڑک دینا چاہیئے۔ اگر گندہ پانی نہ ہو تو مچھر بھی نہیں ہونگے اور جب مچھر نہیں ہونگے تو ملیریا بھی نہیں پھیلے گا۔ مچھر اسی گندے پانی میں انڈے دیتے ہیں اور پھلتے پھولتے ہیں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

نجیب الرحمٰن
فورتھ ایئر سائنس

اقوالِ زرّیں

(۱) دل ایک آئینہ ہے اگر بدی سے پاک ہو تو خدا بھی نظر آسکتا ہے (مولانا رومیؒ)
(۲) انسان سے محبت کرنا ہی درحقیقت خدا سے محبت کرنا ہے (شیخ سعدیؒ)
(۳) تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا، عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا ہے (غوث الاعظمؒ)
(۴) انسان کی بے غرض خدمت انسانیت کی معراج ہے (مولانا محمد علی جوہرؒ)
(۵) داناؤں کے رجسٹر میں "کل" کا لفظ نہیں ملتا۔ البتہ بے وقوفوں کی جنتریوں میں یہ کثرت سے ملتا ہے (سرسید احمد
(۶) انسان کو دریا کی طرح سخی، سورج کی طرح شفیق اور زمیں کی طرح نرم ہونا چاہیئے۔ (خواجہ معین الدین چشتیؒ)
(۷) جس انسان میں خود داری نہیں وہ سب کچھ ہے لیکن انسان نہیں۔ (شاہ ولی اللہؒ)
(۸) محبت میں مختصر جدائی محبت میں شدت پیدا کرتا ہے مگر طویل رفاقت اس کا خاتمہ کرتی ہے
(۹) جو بات کسی کو کچھ دینے میں ہے وہ کسی سے کچھ لینے میں نہیں۔
(۱۰) مہمان سے نہ پوچھیں کہ کیا کھانا ہے۔
(۱۱) اگر تمہیں زندگی سے محبت ہے تو وقت سے محبت کرو
(۱۲) اپنی خامیوں کا احساس ہی انسان کی کامیابی کی کنجی ہے (بقراط)
(۱۳) زیادہ خوش حالی اور زیادہ بدحالی دونوں ہی برائی کی طرف لے جاتی ہیں۔ (بوعلی سینا)
(۱۴) جو شخص نگاہ کی التجا نہ سمجھ سکے اس کے سامنے زبان کو شرمندۂ تکلم نہ کرو
(۱۵) حضرت آدمؑ اور حضرت حوا کو اپنے والدین کی خدمت نہیں کرنی پڑی تھی اس لئے ان کی اولاد بھی اس فرض
غافل ہے (ڈکنس)
(۱۶) سب سے بڑی غداری قوم سے غداری ہے حضرت علیؓ)
(۱۷) وقت وہ سرمایہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا (حضرت فاطمہؓ)
(۱۸) تم جو چاہتے ہو، اس کو پانے کی خواہش کبھی نہ کرو کیونکہ جب وہ تمہارے ہاتھ آئے گی تو اپنا روپ کھودے گی چاہے
چیز انسان ہو یا کوئی اور چیز (شیخ سعدی)
(۱۹) اگر کسی کا تمہارے بارے میں اچھا خیال ہے تو اسے اچھا کر کے دکھاؤ۔ (حضرت علیؓ)
(۲۰) اپنا ظرف اتنا بلند کر لو کہ چھوٹی موٹی دنیاوی چیزیں اور تکالیف تمہارے کردار کو ڈگمگا نہ سکیں۔ (حضرت علیؓ
(۲۱) اس خوشی سے دور رہو جو کل کانٹا بن کر چبھے۔ (حضرت علیؓ)

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

تعلیم کا گرتا ہوا معیار

مختار عمر
تھرڈ ائیر سائنس۔

ہمارے ہاں گرتے ہوئے تعلیمی معیار کا سب سے بڑا سبب ہمارا موجودہ تعلیمی نظام ہے۔ کیونکہ اس نظام سے اساتذہ یا طالب علم بالکل مطمئن نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظام سب کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ لکھنا مقصود ہوگا کہ تبدیلیاں تو ضرور ہوتی ہیں مگر صرف کاغذی کارروائیوں کی شکل میں سامنے آجاتی ہیں لیکن عملی جامہ پہنانے کو کوئی تیار ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ کسی بھی قوم یا ملک میں تعلیم کے بغیر ترقی اور خوشحالی ممکن نہیں تعلیم ترقی کی راہ میں پہلی بنیادی سیڑھی ہے۔ جب تک اس بنیادی سیڑھی اور اس کڑی کو مضبوط نہیں کیا جاتا اس وقت تک ترقی ناممکن ہوگی۔

ہمارے ملک میں پسماندگی کی سب سے بڑی وجہ تعلیم کا فقدان ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں تمام سہولیات موجود ہیں لیکن اس فقدان کو کیوں دور نہیں کیا جاتا؟ اس کا جواب واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ قومی بجٹ کا زیادہ تر حصہ مسلح افواج پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر اس کا تھوڑا سا حصہ نکال کر تعلیمی بجٹ کو بڑھایا جائے اور سرمایہ داروں کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اپنے سرمائے کا تھوڑا سا حصہ تعلیمی بجٹ میں شامل کر دیں تو اس طرح تعلیم کو کافی فروغ حاصل ہوگا۔ اور ملک خوشحال ہوگا۔ تعلیم پر توجہ دینے سے ملک میں تعلیمی شرح خواندگی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

پاکستان کے مقابلے میں باقی ممالک کا اگر مشاہدہ کیا جائے تو ہماری نسبت وہ کافی آگے نکل چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سب لوگ تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ اور حکومت کی پالیسی بھی درست انداز میں متعین کی جاتی ہے۔

موجودہ تعلیمی نظام میں خاطر خواہ تبدیلی لاکر عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے "نقل" نامی اصطلاح آجکل وباء کی شکل اختیار کر چکی ہے اور اس کا ذمہ دار اکثر طلباء کو ٹھہرایا جا رہا ہے لیکن حقیقت میں طلباء کا نقل جیسی وباء پھیلانے میں کوئی کردار نہیں بلکہ اس وباء کے پیچھے کسی بڑے کا ہاتھ کارفرما ہے۔ جو کہ تعلیمی ترقی اور خوشحالی نہیں چاہتا۔ ایسے لوگ "قوم دشمن" اور "تعلیم دشمن عناصر" کہلاتے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ پرائمری سے ایک ایسا نصاب مرتب

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کرے کہ جس سے بچوں کو کم از کم بوجھ اٹھانا پڑے۔ کیونکہ بچوں کی کتب کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ وہ گھر سے اسکول اور اسکول سے گھر آجا نہیں سکتے۔ پرائمری سے لیکر انٹرمیڈیٹ تک طریقۂ امتحان میں نمایاں تبدیلی لائی جائیں۔ بجائے اس کے کہ ایک طالب علم ان تمام کتب کا مطالعہ کرکے اور رٹا لگا کر لمبے لمبے سوال یاد کرکے وقت ضائع کردے، امتحانات میں معروضی سوالات (objective type) کا طریقہ رائج کرے تاکہ طلباء کا ذہنی بوجھ ہلکا ہوسکے اور طلباء کو رٹا لگانے سے بچایا جاسکے۔ جس سے وقت کی بچت بھی بہت ہوگی اور مختصر مطالعہ سے طلباء زیادہ سے زیادہ معلومات ذہن نشین کرسکیں گے۔

بورڈ کا امتحان دینے کے بعد طلباء ۴ سے ۶ مہینے تک ریزلٹ کا انتظار کرتے ہیں جس سے طلباء کا کافی وقت ضائع ہوتا ہے اور طلباء میں بے چینی بڑھتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سوالات بہت طویل ہوتے ہیں جن کو پڑتال کرنے میں وقت لگتا ہے۔ معروضی سوالات اور ۴ سے ۶ لائنوں پر مشتمل پیراگراف کی یہ خوبی ہوگی کہ ریزلٹ بھی جلدی نکلیں گے اور طلباء کا وقت بچے گا اور تعلیمی سیشن لیٹ نہیں ہوگا۔

اسکول اور کالجز میں تجربہ کار اور قابل اساتذہ بھرتی کیے جائیں اور ان کے تربیت کیلئے مناسب بندوبست کیا جائے۔ پرائمری سے بچوں کو جو کچھ پڑھایا جاتا ہے اسے عملی شکل میں وہی کچھ دکھایا اور سمجھایا جائے۔ تاکہ طلباء میں دلچسپی بڑھ جائے اور اپنی تعلیمی کیطرف زیادہ سے زیادہ توجہ مرکوز کرسکیں۔ اور شام کو جسمانی ورزشیں اور کھیلوں کا بندوبست کیا جائے جو کہ ذہنی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اسپورٹس کو تعلیم کا ایک ضروری حصہ قرار دیا جائے۔

کسی بھی ملکی ترقی میں ذرائع ابلاغ اہم کردار کرتے ہیں اس سلسلے میں ریڈیو، ٹی وی اور دوسرے ذرائع بروئے کار لائے جائیں۔ نیز ٹی وی پر تعلیمی پروگرام کا ایک الگ سا شعبہ قائم ہونا چاہیے۔ جو کہ طلباء کو عملی طور پر تعلیم دینے میں معاون ثابت ہوسکے۔ مثلاً ریاضی، طب، حیوانات، نباتات فزکس، کیمسٹری، سائنس، ٹیکنالوجی اور دوسرے مضامین شامل ہوں تب ہم تعلیمی میدان میں ترقی کرسکیں گے۔ اور نقل جیسی وباء کا خاتمہ بھی انہیں تجاویز پر عمل کرنے سے ممکن ہوسکے گا۔ کیونکہ نقل کی سب بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے ملک میں ناپسندیدہ تعلیمی پالیسی اپنائی گئی ہے جسے تبدیل کرنے کی اہم ضرورت ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

موسم اور آب و ہوا

فاطمہ واجد
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

آپ نے ریڈیو یا ٹیلی وژن پر موسم کی پیش گوئی سُنی ہوگی کہ آئندہ چوبیس گھنٹے میں موسم خوشگوار رہے گا یا بارش ہوگی اور تیز ہوائیں چلیں گی۔ کسی دن مطلع صاف رہنے کی خبر سنائی جاتی ہے۔ اور کسی دن سخت گرم موسم کی اطلاع ملتی ہے۔ موسم کی پیش گوئی کسی مقام پر دن اور ہوا کی کیفیت کا جائزہ لیکر کیجاتی ہے۔ کسی مقام پر موسم ایک جیسا نہیں رہتا۔ کبھی گرمی پڑتی ہے اور کبھی سردی کبھی بارش ہوتی ہے اور کبھی موسم خشک رہتا ہے۔ کسی مقام پر گرمی، سردی اور بارش ہوتی ہے اور کبھی موسم خشک رہتا ہے۔ کسی مقام پر گرمی، سردی اور بارش وغیرہ کی وجہ سے کافی عرصے کیلئے موسم کی اوسط کیفیت کو اس مقام کی آب و ہوا کہتے ہیں۔ مثلاً مری کی آب و ہوا سرد ہے ملتان اور بہاولپور کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔ جبکہ کراچی کی آب و ہوا معتدل اور مرطوب ہے۔ کرۂ ارض پر مختلف مقامات پر آب و ہوا مختلف ہوتی ہے۔ کسی جگہ کی آب و ہوا اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ یہ جگہ سورج سے کتنی حرارت حاصل کرتی ہے۔ خطِ استوا کے اردگرد کے مقامات پر سورج کی شعاعیں عموداً پڑتی ہے۔ اس لئے ان علاقوں کی آب و ہوا گرم ہوتی ہے۔ قطبِ شمالی اور قطبِ جنوبی کے قریب کے مقامات پر سورج کی شعاعیں ترچھی پڑتی ہے اس لئے یہاں آب و ہوا سرد ہوتی ہے۔ ان دونوں علاقوں کے درمیانی ملکوں میں آب و ہوا معتدل ہوتی ہے۔

کرۂ ارض پر آب و ہوا کی یہ تقسیم مختلف عوامل کے باعث بدل بھی جاتی ہے۔ کسی جگہ کی سطح سمندر سے بلندی اس کے قریب پانی کے بہت بڑے ذخیرے کی موجودگی یا یہاں کی ہواؤں کا رُخ اس علاقے کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بلندی پر ہوا کا درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے۔ اس لئے جہاں سورج کی شعاعیں عموداً پڑتی ہیں۔ وہاں بلند پہاڑوں پر آب و ہوا سرد ہوتی ہے مثال کے طور پر راولپنڈی کی آب و ہوا گرم ہے اور اس سے ساٹھ کلومیٹر دور مری ایک صحت افزا مقام ہے کیونکہ مری سطح سمندر سے ۲۲۵۰ میٹر بلند ہے۔ ساحل سمندر پر واقع مقامات کی آب و ہوا عموماً معتدل ہوتی ہے کیونکہ پانی مٹی کی نسبت نہ ہی زیادہ گرم ہوتا ہے اور نہ رات اتنی سرد یہی وجہ ہے کہ کراچی کی آب و ہوا معتدل ہے۔

کسی علاقے کی آب و ہوا ان ہواؤں کے رُخ پر بھی منحصر ہوتی ہے جو وہاں سے گذرتی ہیں۔ بعض علاقوں پر ہوا سال کے خاص حصّے پر ایک ہی سمت میں چلتی ہے اگر یہ ہوا کسی ریگستان سے آرہی ہو تو ان علاقوں کی آب و ہوا گرم اور خشک ہوگی۔ سمندر سے آنیوالی ہوا سرد ہوتی ہے۔

کسی حد تک ایک علاقے کی آب و ہوا بھی بنی نوع انسان کی وجہ سے متاثر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر درختوں کے لگانے سے بارش میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ تجربات بہت سے صحرائی علاقوں میں کئے گئے ہیں۔ جیسے دبئی اور سعودی عرب وغیرہ۔ وہ علاقے جو کبھی گرم اور تپتے صحرا تھے۔ اب سرسبز ہیں۔ ان کا درجہ حرارت بھی کم ہو گیا ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اس طرح گنجان آبادی اور غیر معمولی صنعتی علاقوں میں بھی گاڑیوں اور فیکٹریوں کی وجہ سے درجہ حرارت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

ہوا میں آبی بخارات ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ آبی بخارات ہوا میں کیسے آتے ہیں ایک تھالی میں پانی کے چند قطرے ڈال کر ہوا میں رکھیں۔ کچھ دیر بعد پانی آبی بخارات میں تبدیل ہوکر اڑجائے گا اور تھالی خشک ہوجائے گی۔ یہ عمل ہر موسم اور ہر درجہ حرارت پر ہوتا رہتا ہے۔ پانی کے اس طرح ہر درجہ حرارت پر بخارات میں تبدیل ہوجانے کے عمل کو عملِ تبخیر کہتے ہیں۔

اس کے ذریعے ہوا میں نمی پیدا ہوجاتی ہے۔ ہوا کی نمی کی پیمائش کیلئے ایک آلہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے رطوبت پیما کہتے ہیں۔ ہوا کی رفتار اور سمت معلوم کرنے کیلئے بھی ایک آلہ استعمال کیا جاتا ہے جسے باد پیما کہتے ہیں۔

کراچی کی علمی دنیا میں

مستند اور معیاری اسلامی، علمی و ادبی کتب کا لائق توجہ ادارہ

◎

عربی، اردو اور سندھی کتب کا
ایسا ذخیرہ جو آپ کی علمی تشنگی
میں معاون ہوسکتا ہے۔

تشریف لائیے

اور

اپنے علمی و دینی ذوق کی تسکین فرمائیے

مکتبہ برہان

اردو بازار۔ کراچی نمبر 2 فون: 219221

○

فہرست کتب مفت طلب کریں

کتب اندرون ملک و بیرون ممالک بھیجنے کا انتظام ہے۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ملیریا

مختار عمر
تھرڈ ایئر سائنس

حضرت انسان شروع دن سے ہی کچھ نہ کچھ کرنے کی جستجو میں رہا ہے۔ کبھی سمندروں کا سینہ چاک کرنے کی آرزو ہے تو کبھی کھلی فضاؤں میں آزاد پرندوں کی طرح اُڑنے کی تمنا بھی ایک جذبہ آرزو کی تکمیل ہی انسان کو اس قابل بنا سکی کہ وہ مسخر کائنات ہے۔ انسان جہاں بہت سی نئی ایجادات کر رہا ہے۔ وہیں کوئی نہ کوئی وبا بھی جنم لے رہی ہے۔ اس کی بہترین مثال ذیابطیس، سرطان ایڈز وغیرہ ہیں لیکن ان کے علاوہ ایک اور بیماری ایسی ہے جو نسبتاً کم نقصان دہ ہے مگر مہلک بہر حال ہے اور وہ ہے "ملیریا"۔ ملیریا کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اگر یہ مہلک ہے تو کس حد تک؟ اور اس کے دریافت کی کہانی کیا ہے؟ اس کے بارے میں ہر شخص کے ذہن میں کم و بیش سوالات اٹھتے ہیں۔

ملیریا بنیادی طور پر ایک "ملیریل پیراسائیٹ" سے پھیلتا ہے۔ جو کہ ایک خلوی جاندار ہے اور جسے ہم پلازموڈیم کہتے ہیں۔ اب پلازموڈیم انسان کے جسم میں کیسے داخل ہوتا ہے؟ تو اس ضمن میں ہمیں صرف یہ جاننا چاہیے کہ کارِ اعلیٰ ایک مچھر "اینافیلیز" انجام دیتا ہے۔

ایک قدیم تصور تھا کہ ملیریا صرف ارد گرد کے ماحول کی آلودگی ہوا کی وجہ سے پھیلتا ہے۔ ملیریا دو اطالوی الفاظ کا مجموعہ ہے۔ "MALA" کے معنی گندے اور غلیظ کے ہیں جبکہ "ARIA" کے معنی "ہوا" کے ہیں۔

ملیریا کی دریافت

سب سے پہلے ۱۷۱۶ء میں ایک اطالوی سائنس دان نے یہ دریافت کیا کہ انسان میں ملیریا ایک خاص قسم کے مچھر کے کاٹنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح ۱۸۷۸ء میں ایک دوسرے فرانسیسی سائنسدان جس کا نام "لیورن" تھا، نے ملیریا کے مریض کے خون میں خوردبین کے ذریعے کوئی جاندار مخلوق دیکھی۔ اس دریافت کے پانچ سال بعد اٹلی میں بھی اس طرح کا مشاہدہ ہوا۔ اس طرح اس یک خلوی جاندار کا نام "پلازموڈیم" رکھا گیا۔ اس کے بعد ۱۸۹۶ء میں ایک امریکی فزیشن لے، ایف، اے کنگ نے اپنا یہ نظریہ پیش کیا کہ ایک خاص قسم کا مچھر ہی ملیریا کا سرغنہ ہے۔ اور اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ ایک خاص قسم کا مچھر ہی انسان کو کاٹ کر اس کے جسم میں "پلازموڈیم" داخل کرتا ہے۔ رونلڈ روس نے بھی ایک تجربہ کیا اور اس کے تجربے سے یہ ثابت ہوا کہ "اینافیلیز" انسانوں میں ملیریا پھیلاتا ہے اور کیولکس پرندوں میں ملیریا پھیلاتا ہے ملیریا بھی دیگر بیماریوں کی طرح لگنے والی بیماری ہے۔

بقیہ ص ۱۵ پر

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

زندگی خوشگوار بنانے کے اصول

ہنسئے متانت کے ساتھ
عطا کیجئے فیاضی کے ساتھ
پڑھیئے انتخاب کے ساتھ
کام کیجئے خوش اسلوبی کے ساتھ
سوچئے جذبۂ تعمیر کے ساتھ
منصوبہ بنایئے فراست کے ساتھ
کھایئے اعتدال کے ساتھ
پیجئے آہستگی کے ساتھ
سمجھایئے نرمی کے ساتھ
کھیلئے فرصت کے ساتھ
زندہ رہیئے حوصلے کے ساتھ
چلئے اعتماد کے ساتھ
خرچ کیجئے سمجھ کے ساتھ
آرام کیجئے وقفوں کے ساتھ
سانس لیجئے روانی کے ساتھ
بحث کیجئے دلائل کے ساتھ
ورزش کیجئے باقاعدگی کے ساتھ

سودا کیجئے ایمانداری کے ساتھ
شروع کیجئے اللہ کے نام کے ساتھ
تمنا کیجئے استحقاق کے ساتھ
سنئے توجہ کے ساتھ
تنقید کیجئے بے لاگی کے ساتھ
سفر کیجئے نیک ارادے کے ساتھ
دیکھئے دلچسپی کے ساتھ
عمل کیجئے بے خوفی اور نیکی کے ساتھ
انتظار کیجئے صبر کے ساتھ
جھکئے وقار کے ساتھ
بولئے ضرورت اور اختصار کے ساتھ
مقابلہ کیجئے احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ
ادا کیجئے عجلت کے ساتھ
لیجئے شکریہ کے ساتھ
جانچئے فراخ دلی کے ساتھ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

انسان اور زندگی

افشاں زیب
فرسٹ ائیر پری میڈیکل

انسان تو اس کتاب کی مانند ہے جو ظاہری طور خوبصورت ہے مگر اس کتاب کے اندر کیا ہے یہ اُسی وقت معلوم ہوتا ہے جب ہم اس انسان میں چھُپی ہوئی کتاب کو کھولیں کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو باہر سے خوبصورت نہیں ہوتیں مگر اندر سے وہ اتنی خوبصورت ہوتی ہیں کہ بار بار پڑھنے کو دل کرتا ہے انسان بھی کچھ ایسے ہی ہیں کچھ انسان دل کے بہت اچھے ہوتے ہیں اور کچھ انسان صرف اپنے چہروں پر دکھاوے کی خوشیاں اور خوبصورتی بکھیرے ہوتے ہیں۔ اسی طرح زندگی خدا کی نعمت ہے مگر ہم انسان اس پھول جیسی خوبصورت اور نرم و نازک زندگی کو خود ہی دکھوں میں گھیر کر کبھی دُکھ کبھی مصیبت، کبھی بوجھ اور نجانے کن کن ناموں سے پکارتے ہیں، مگر ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ انسانوں نے زندگی کو ایک طرف سے پرکھ کر اُسے دوسری طرف سے پرکھنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔

دنیا میں ہر چیز کے دو رُخ ہوتے ہیں، زندگی بھی کہیں غم نچھاور کر رہی ہے۔ تو کہیں اتنی خوشیاں بکھیر رہی ہے کہ انسان کچھ دیر کیلئے یہ بھول جاتا ہے کہ ہر خوشی کے پیچھے غم بھی ہے انسان خوشی کے سمٹے تو زندگی کو اپنے لیے دنیا کی عظیم ہستی سمجھتا ہے مگر جب یہی زندگی اُسے کچھ دیر کیلئے غم کی وادی میں لے جاتی ہے تو انسان مایوسی کی چادر اوڑھ کر زندگی کو غلط الزامات سے نوازتا ہے ہم انسان اس حسین زندگی جس سے ہمیں پیار کرنا چاہیئے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

انسان زندگی کو یادگار اس وقت بنا سکتا ہے جب اس کا اخلاق عمدہ اور اعمال نیک ہونگے۔ ہم سب کو یہ کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ یہ زندگی ہمارے پاس مہمان ہے اور یہ بہت مختصر ہے اس زندگی کا ایک ایک پل قیمتی ہے۔ اس دو پل کی زندگی کو ہمیں سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیئے جب تک ہم انسان اس زندگی کو اپنے طور پر نہیں گزاریں گے اس وقت تک ہم اسے سمجھ نہیں سکیں گے اگر ہم اس زندگی کے ہمراہی نہ بنیں تو یہ ہمیں اپنا ہمراہی بنالے گی اور پھر یہ اس پر منحصر ہوگا کہ وہ ہمیں غم کے کانٹوں بھرے راستے پر ننگے پاؤں چلائے یا پھول کی پتیاں بچھے ہوئے راستے پر۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بچوں پر ماحول کا اثر

زینت بلوچ
بی اے فائنل

عموماً گھر خاندان اور ذرائع ابلاغ، وغیرہ کے علاوہ بچوں کے ہمجولیوں کا گروہ بھی بچوں کے حلقہ اثر میں شامل ہوتا ہے۔ کیوں کہ ہم عمر بچوں کے گروہ کا ایک دوسرے پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

وہ اپنے ہم عمر ساتھیوں کی ہر بات کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مقدم سمجھتے ہیں۔ ساتھیوں کی وضع قطع، لباس، انداز گفتگو کھیل کود وغیرہ کو اپنا کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ گھر میں اپنے ساتھیوں کا ذکر کرنا اُن کی تعریف کرنا اور عارضی جھگڑے کی صورت میں اُن کی برائی کرنا پسندیدہ دوست کے کپڑوں کی طرح اپنا لباس بنوانا، پڑھائی کا مقابلہ کرنا وغیرہ کے اثرات پڑتے ہیں مثلاً

(۱) طفلی دور کے اثرات (IMPACT OF INFANT PROCESS)

اس دور میں بچوں کا حلقہ احباب والدین، خاندان اور محلے کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس دور میں بچوں کی مثبت عادتوں کی تشکیل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس دور میں بچہ اپنی تقلیدی جبلّت کے تحت وہ تمام آداب سیکھتا ہے۔ جو کچھ وہ اپنے گرد و پیش دیکھتا اور سنتا ہے۔ پہلے وہ اپنے والدین کی ہر بات کی نقل کرتا ہے اور پھر قریبی لوگوں کی۔ لیکن سب سے زیادہ اُس پر اپنے ساتھیوں کا اثر ہوتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بچہ اپنے دوسرے بہن، بھائیوں کی نقل بغیر سوچے سمجھے کرتا ہے۔ خواہ وہ بات مثبت ہو یا منفی کیونکہ اسی عمر میں اس کو اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی اس لئے گھر کا ماحول خوشگوار اور مہذب ہونا چاہیے۔

بچے محلہ اور پڑوسی کے ساتھیوں سے بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ اور ان کے اثرات جلد قبول کر لیتے ہیں۔ اسی لیے عقلمند والدین اچھے محلّوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ بچوں کو اچھا تعلیمی ماحول میسر آئے۔ آج تین سال کے بچوں کو نرسری اور مونٹیسری اسکولوں میں داخل کرا دیا جاتا ہے جہاں اُن کے ساتھیوں کا گروہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اور وہ کھیل کود کے ذریعے بنیادی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور مثبت (POSITIVE) عادتوں کی تربیت پاتے ہیں۔ اس دور میں بچوں کی تقلیدی جبلت کے تحت حواس خمسہ کی تربیت ہوتی ہے۔ جو ذہنی نشو و نما کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بچے دوسرے ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ مل کر زیادہ دلچسپی سے پڑھتے لکھتے ہیں اس کے برعکس اگر اس عمر کے بچے کو تنہا پڑھایا جائے تو کسی چیز کو سیکھنے میں دلچسپی لینا تو دور وہ سیکھنے کے عمل سے بیزاری دکھائے گا۔

غرض طفلی دور میں بچہ اپنی تقلیدی جبلّت کے تحت اپنے خاندان اور اپنے ہم عمر ساتھیوں کے گروہ سے آداب محفل، ثقافتی اقدار، بنیادی تعلیم اور مثبت رویہ کی تربیت پاتا ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کے اثرات جلد قبول کر لیتا ہے۔

(۲) بچپن کے دور کے اثرات (IMPACT OF CHILDHOOD PROCESS)

اس دور میں بچہ رسمی تعلیم میں داخل ہو جاتا ہے اور اسکولوں میں اُسکے ساتھیوں کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ وہ اپنی جماعت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ے ساتھیوں کو دوست بنانے کے علاوہ دوسری جماعتوں کے بچوں کو بھی اپنے گروہ میں شامل کر لیتا ہے اس دور میں بچے شعوری طور پر سے پڑھائی پر توجہ دینے کے قابل ہوتے ہیں کیوں کہ اس دور میں بچوں کی قوتِ استدلال کام کرنے لگتی ہے۔ اور وہ ہر بات کو سمجھنے لگتا ہے۔ ذہنی نشوونما بہتر ہو جاتی ہے۔ اس لئے بچپن کے دور کو تعلیمی دور کہا جاتا ہے۔ اس دور میں بچوں پر اپنے ساتھیوں کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لیکر وہ اپنے ساتھیوں پر سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کی عزتِ نفس اور خود نمائی کی خواہش کی تسکین ہو سکے اس دور میں بچے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑے مخلص اور ہمدرد ہوتے ہیں۔ ساتھیوں کے کام آکر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اسکول میں مانیٹری سسٹم گروہ بندی کی جبلت کی تسکین ہے۔ اس نفسیاتی تسکین کیلئے بچے مختلف گروپ میں تقسیم ہو کر مختلف قسم کی ذمہ داریوں کو سنبھال لیتے ہیں کوئی بچہ گرلز گائیڈ اور اسکاوٹ لیڈر بن جاتا ہے کوئی اسپورٹس مین اور کوئی ادبی مقابلوں میں سبقت لے جاتا ہے۔ بعض بچے ہر گروپ میں اپنا اثر ورسوخ بڑھا کر اپنا حلقہ بڑھا لیتے ہیں۔

اور ہر گروپ کے اثرات کو قبول کر لیتے ہیں۔ بچے کا معاشرتی حلقہ جتنا وسیع ہو جاتا ہے اُس میں اتنا ہی معاشرتی شعور پیدا ہوتا جاتا ہے۔ معاشرتی شعور بچوں میں اعلیٰ اوصاف پیدا کرتا ہے۔ اور ذہنی نشوونما کا باعث بنتا ہے یہی خصوصیات بچوں کی ہمہ گیر شخصیت کی نشوونما کرتی ہیں۔ اور معاشرہ میں مطابقت کے قابل بناتی ہیں اس دور کے بچوں کے ہمجولیوں کا گروہ کتابی علم کیساتھ ساتھ عملی علم کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ کیوں کہ بچپن کے دور میں بچے ہر مقابلے میں حصہ لیکر اپنے ساتھیوں پر سبقت لے جانا چاہتے ہیں تاکہ اُن کی خود نمائی کی خواہش کی تسکین ہو سکے۔ اور وہ اپنے ساتھیوں میں ہر دل عزیز رہیں۔ اور اپنے حلقہ میں اپنا نام پیدا کر سکیں۔ یہی خواہش بچوں میں محنت کی عظمت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ اور ان کو تعلیم کی طرف مائل کرتی ہے۔

(۳) دورِ بلوغت کے اثرات:۔

(IMPACT OF ADOLESCENCY PROCESS)

اس دور میں بچوں کا گروہ اپنے پرانے دوستوں کے علاوہ ثانوی سطح کے ہم عمر اور ہم جماعت بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس عمر کے بچوں میں بہت سی جسمانی، ذہنی، جذباتی، معاشی اور معاشرتی تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ جو تدریسی عمل کو متاثر کرتی ہیں۔ اس عہد کی نفسیاتی اور جذباتی تبدیلیوں کا علم والدین اور اساتذہ کو خوب ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ اس عہد کے بچوں کے نفسیاتی تقاضوں کی تسکین کر سکیں اور ان کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔ اس عہد کے نوجوان اپنی بساط بڑھا کر مہم سر کرنے کیلئے اپنے دوستوں کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور نصابی سرگرمیوں کے علاوہ غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے ساتھیوں میں مقبولیت حاصل کر سکیں جو ان کی خود نمائی کی خواہش کی تسکین کا باعث بنتے ہیں۔ اس دور میں بچے بڑے جذباتی ہوتے ہیں اس لئے زیادہ سے زیادہ ذمہ داریاں سونپ کر ان کو مصروف رکھا جائے۔

اس عمر کے بچوں میں آزادی اور خود مختاری کی خواہش زیادہ ہوتی ہے عام طور سے اس عمر کے بچے وہی مضامین پسند کرتے ہیں جو ان کے دوست کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ والدین اور اساتذہ کے مشوروں کو بھی پسِ پشت ڈال دیتے ہیں اس لئے طلبا کو معیاری اسکولوں میں پڑھایا جانا چاہیئے۔ تاکہ انکے ساتھیوں کا گروہ بھی معیاری اور اعلیٰ خصوصیات کا حامل ہو۔ کیونکہ اس عمر کے بچے اپنے ساتھیوں [illegible]

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اور اس کا ترجمہ

نجمہ اسلم شاہ۔ سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

قطعہ

نیم نانے گر خورد مردِ خدا — بذلِ درویشان کند نیمے دگر

مردِ خدا اگر آدھی روٹی کھاتا ہے — تو دوسری آدھی فقیروں پر خرچ کرتا ہے

ملک اقلیمے بگیرد پادشاہ — ہمچنان در بندِ اقلیمے دگر

اگر بادشاہ ایک ولایت کی حکومت حاصل کر لیتا ہے، — تو اسی طرح دوسری ولایت کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

قطعہ

ابر گر آبِ زندگی بارد — ہرگز از شاخِ بید بر نخوری

اگر بادل آبِ حیات بھی برسائے — تو بھی تُو بید کی شاخ سے پھل نہیں کھائیگا

با فرومایہ روزگار مبر — کز نئے بوریا شکر نخوری

کمینے کے ساتھ وقت ضائع نہ کر — کیونکہ پٹ سن سے تو شکر نہیں کھائے گا

قطعہ

زمین شورہ سنبل بر نیارد — درو تخمِ عمل ضائع مگردان

شوریلی زمین سنبل نہیں اگا سکتی — اس میں کوشش کا بیج ضائع نہ کر

نکوئی با بدان کردن چنان است — کہ بد کردن بجائے نیک مردان

بُروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے — جیسے نیکوں کے ساتھ بدی کرنا۔

قطعہ

کس نتواند گرفت دامن دولت بزور — کوشش بے فائدہ است وسمہ بر ابروئے کور

طاقت سے کوئی دولت کا دامن نہیں تھام سکتا — اندھی ابروؤں پر وسمہ لگانا بے کار کوشش ہے

اگر بہر سرِ مویت ہنر دو صد باشد — ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

اگر تیرے ہر بال میں دو سو ہنر ہوں — ایک ہنر بھی کام نہیں آئے گا اگر مقدر خراب ہے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

مثنوی

شاہدہ اسلم شاہ
سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

ہر دم از عمرے رود نفسے
ہر آن زندگی کا ایک سانس جا رہا ہے
اے کہ پنجاہ رفت در خوابی
اے وہ شخص کہ پچاس سال گزر گئے اور تو خواب میں ہے
خجل آں کس کہ رفت و کار نساخت
وہ بہت شرمندہ ہے جو چل دیا اور کوئی کام نہ بنایا
خواب نوشیں بامداد رحیل
کوچ کی صبح کو میٹھی نیند
ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت
جو آیا اس نے ایک نئی عمارت بنائی
واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے
اس دوسرے نے بھی ایسی ہی ہوس پکائی
یار ناپائیدار دوست مدار
غیر مستقل یار سے دوستی نہ کر
مادۂ عیش آدمی شکم است
آدمی کی زندگی کا سرمایہ پیٹ ہے
گر بہ بند چنانکہ نکشاید،
اگر اس میں ایسا بند پڑ جائے جو نہ کھلے
ور کشاید چنانکہ نتواں بست
اور اگر ایسا چل پڑے جو روکا نہ جا سکے
چار طبع مخالف و سرکش.
چار طبیعتیں جو باہمی مخالف اور سرکش ہوں

چون نگہ میکنم نماند بسے
جب میں غور کرتا ہوں تو اب زیادہ باقی نہیں ہے
مگر این پنجروز دریابی،
شاید ان پانچ روز سے فائدہ اٹھالے
کوسِ رحلت زدند و بار نساخت
لوگوں نے کوچ کا نقارہ بجا دیا اور اس نے سامان باندھا
باز دارد پیادہ را ز سبیل
مسافر کو راستہ چلنے سے باز رکھتا ہے
رفت و منزل بدیگرے پرداخت
وہ چلا گیا اور عمارت دوسرے کے لیے خالی کر گیا
ویں عمارت بسر نبرد کسے
اور اس عمارت کو کوئی پورا نہ کر سکا
دوستی را نشاید این غدّار
یہ غدّار دوستی کے لائق نہیں ہے
تا بتدریج میرود چہ غم است
جب تک اس کی رفتار درمیانہ ہے کیا فکر ہے
گر دل از عمر بر کند شاید
تو زندگی سے اگر دل ہٹالے تو مناسب ہے
گو بشو از حیاتِ دنیا دست
تو کہدو کہ دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھولے
چند روزے بوند باہم خوش
وہ چند ہی دن آپس میں خوش رہ سکتی ہیں

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

گر یکے زاں چہار شد غالب
اگر ان چار میں سے ایک غالب ہو گئی
لاجرم مردِ عارفِ کامل
لامحالہ پورا جان کار انسان
نیک و بد چوں ہمی بباید مُرد
نیک اور بد جب سبھی کو مرنا ہے
برگِ عیشے بگورِ خویش فرست
اپنی قبر میں زندگی کا ساماں بھیج دے
عمر برف است و آفتاب تموز
عمر برف کی طرح ہے اور سورج تموز کے مہینہ کا ہے
اے تہی دست رفتہ در بازار
اے وہ جو خالی ہاتھ بازار میں چلا گیا
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید
جو اپنی کھیتی کچی کھا جائے
پندِ این بگوشِ دل بشنو
یہ نصیحت دل کے کان سے سُن لے

جانِ شیریں بر آید از قالب
تو میٹھی جان قالب سے باہر آجاتی ہے
نہ نهد بر حیاتِ دنیا دل
دنیا کی زندگی سے دل نہیں لگاتا
خنک آں کس کہ گوئے نیکی بُرد
تو وہ اچھا ہے جو نیکی میں بازی لے گیا
کس نیارد ز پس تو پیش فرست
بعد میں کوئی نہیں لائے گا تو پہلے بھیج دے
اند کے ماند و خواجہ غرّہ ہنوز
تھوڑی دیر رہی اور جناب ابھی تک غافل ہیں
ترسمت پُر نیاوری دستار
مجھے ڈر ہے تو دستار بھر کر نہیں لائے گا
وقت خرمنش خوشہ باید چید
اس کو کلیاں کرتے وقت بالیں چگنی پڑیں گی
رہ چنین است مرد باش و برو
راستہ یہی ہے مرد بن اور چل!

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

رِدءُ بند (بلوچی بھر)

کتاب ءِ نام ———— کیچ (سالتاک)
زبان ———— بلوچی
دلگوش ———— پروفیسر غلام شبیر
چھاپ کنوک ———— میگزین سوسائٹی ڈگری کالج تربت
سال ———— ۱۹۹۳
تاک ———— ۴۰
مُدیر ———— پروفیسر غنی پرواز۔
طالب علم مُدیر ———— ممتاز یوسف

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

رد ءُ بند

شمار	نبشتانک		تاکدیم
۱	شونگال	غنی پرواز	۳
۲	بلوچ	ڈاکٹر محمد قاسم عینی	۴
۳	امید چہ نوکیں نسل ءَ	پروفیسر علی بخش دشتی	۶
۴	ردانک ءِ لہتیں تہر	سربلند خان	۸
۵	دوستدار	غنی پرواز	۱۰
۶	ادمان	امید امن	۱۱
۷	علم	رخسانہ کریم	۱۲
۸	زر	طارق سخی	۱۳
۹	بلوچی دوچ	خیر بی بلوچ	۱۸
۱۰	مہر	تاج محمد بلیدئی	۱۹
۱۱	بیبگرءِ گراناز	حنیف حمل	۲۱
۱۲	انسان	وہاب شوہاز	۲۴
۱۳	گال	دلیل مومن	″
۱۴	باخور	عبید اللہ آزات	۲۵
۱۵	امروز	الطاف حسین عابد	۲۶
۱۶	گال	ماجد بالیچاہی	۲۷
۱۷	گال	ارشاد پرواز	″
۱۸	بھت ءُ بانزی	بیزن صبا	۲۸
۱۹	بتل	فرزانہ عزیز	۲۹
۲۰	گال	بہار علی گوہر	۳۰
۲۱	گال	رفیق عاجز	۳۱
۲۲	گال	محمد اقبال اسیر	″
۲۳	ھیال	ممتاز یوسف	۳۲
۲۴	گال	منظور بسمل	۳۳
۲۵	گال	واحد گبول	۳۴
۲۶	گال	ایاز حیدر صبا	″
۲۷	آسر	شبیر جنگیان	۳۵
۲۸	آزمانک	[illegible]	[illegible]

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

شونگال

نبشتہ ءِ ارزشت

وانگ و زانگی اداراہانی مراد ایوکا تالب ءِ وانینگ نہ اِنت ۔ بلکیں آئی ءِ راشتریں چڑانی ھیل دیگ ھم وانگ و زانگی ادارھانی یک مزنیں مرادے ۔ چہ راشتریں چڑانی توک ءَ اخلاق، گشتانک، لبیب و گوازی، عکس کشّی، لبزانک سازی ءُ دگہ ھمے ڈولیں چڑ ھوار اَنت، کہ چرے ڈولیں چڑانی ھیل کنگ ءَ زند تالب وتی عملی زند ءِ توک ءَ شرتریں کردے داشت کنت ءُ شرتر سوب مند بوت کنت ۔

لبزانک ـــــ اِزم (ART) ءِ یک بہرے ۔ اے تہی ءُ ڈکّی جاورانی عکس اِنت ۔ ءُ دنیا ءِ چڑانی زانگ و پچارگ ءُ آہانی دیم ءَ برگ ءِ واستا بنی آدم ءِ کُمک و مدت ءَ کنت ۔ قولِ میتھیو آرنلڈ ءِ ءَ "لبزانک زِند ءِ آدینک، زند ءِ شرگداری، زِند ءِ دیم ءَ برگ ءُ زند ءِ پہک و پلگار کنگ اِنت"۔ لبزانک ءِ دو بنیادی تہر اَنت ۔ یکے نازرکیں یا پہکیں لبزانک (Genuine literature) گشنگ بیت، کہ پرائی ءِ جتائیں پکر و جوزہ آلمی لیکگ بیت ۔ ءُ شائری، آزمانک، کسمانک، ناول، شرگداری ءُ دگہ ھمے ڈولیں چڑ آئی ءِ دِگہ دِگہ شکل اَنت ۔ ءُ دومی علمی یا سیادیں لبزانک (Relative literature) گشنگ بیت، کہ پرائی ءِ جتائیں پکر و جوزہ آلمی نہ اِنت ۔ ءُ پلسپہ، تاریخ، سیاسیات، عمرانیات، معاشیات، طبیعیات، حیاتیات، کیمیا ءُ دگہ ھمے ڈولیں علم آئی ءِ دِگہ دِگہ شِکل اَنت ۔

لبزانک سازی یا نبشتہ کنگ یک ھاسیں سازگی (تخلیقی) کارے ۔ پرئیشی ءِ واستا چہ ھُبّ و لیاکت ءَ ابید باز جُہد و کوشست ھم لوٹیت ۔ چہ کالج میگزین "کیچ" ءِ اے دومی تاک ءِ دراجیں لڑ ءَ پَدر بیت کہ مئے کالج ءِ ھُبّ و لیاکت دار ءُ جُہد و کوشست کنوک باز اِنت ۔ اگن آوتی ھُبّ و لیاکتانی پدا جہد و کوشستاں جاری بدار اَنت، تہ یک روچے شر نبشتہ کُت کن اَنت، ءُ وتی وتی پڑاں نامداریں قلمکار جوڑ بنت ۔ ءُ قولِ جان کیٹس ٹیگ ءَ "شر نبشتہ کنگ شر بوگ ءِ نشانی اِنت"۔

غنی پرواز
اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ڈاکٹر محمد قاسم علیمی
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات

بلوچ

بلوچانی حالءِ ترا ماگُشن   پہ گوناب ءَ سُہرءِ ما نقشے گُشن
نوں گوشدارکہ واجہ بلوچ چے گشنت۔ وتی حالءُ احوالءِ اے وڑ دینت

شہ حلبءَ کہ اتا دراھتن پہ شان
چو شہبازءُ شاھینءَ درکپتگن

کمیتاں پہ مھمیز و لوراں پہ دور
پہ زور اشلنگانی ملک گپتگن

چشیں بچ ندیستن مے دیمءَ دربئیت
جہاں زانت کہ ما سرمچار بوتگن

مے بور سواریءُ نیزہ بازیءُ دور
پہ تیرءَ تپنگءِ سوچن سُپتگن

بہ ھر جنگےءَ ماکہ سرگپتگن
جہانءَ راسیلے نشان داتگن

شما کتے چیزے پُلت کرت نکنت
شہ ماڑیگا شاہءِ جنگ بُرتگن

بہ ھر مُلکےءَ ماکہ حملہ کُتہ
تاں آزمان آئی دنزءُ دُوت برتگن

مے بادگیرءُ ماڑی تلارءُ کُہ انت
پہ نشتءُ نہادءَ گِدان گوپتگن

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

پہ سُر خندیں بوراں ماماندگ نبن
پہ پادانی زورءَ جہاں گشتگن

ما پرواہ نداراں پہ بُرنج ءُ مُلا،
ما گُرنوءُ دانکو، وری وارتگن

شہ مرگ ءَ نہ تُرسن سہءِ خوب نے
شپ ءُ روچ، پہ عزت ءَ سر داتگن

بے دیم ءَ شیرءُ پلنگ تو لگے
پہ زورءَ سگارءِ پلنگ کُشتگن

شہ مشرق تاں مغرب، جنوب ءُ شمال
بہ دنیاءِ کُنڈ کنڈءَ مانشتگں

گرمیل ءُ ایران ءُ روس ءُ عرب
بہ ست گھڑ ماکوٹ ءُ قلات بستگن

امے کارءُ کردار پیداورانت
مے نام زندگ اِنت گرچہ مامُرتگن

بلوچان ءَ عینی توار پر جتہ،
کہ امّا مروچی پدا کپتگن

وتی ما بچارن پت ءُ پیرکاں
کہ آچون اتنت، ماچہ ڈول بوتگن

شے جوانیں سپتاں یکے گوں ما یکے نے
اگر جواں بچارے ما دُور مانتگن

وپاؤ سخا، ما نداراں تپاک
بہ دنیاے ءَ ماتار پتار بوتگن

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

پروفیسر علی بخش دشتی

امید چہ نوکیں نسلءَ

زندءِ دیمرویءَ راتُرندکنگ و مهمیز دیگءِ خاطرءَ الّمی انت که هر نوکیں نسل علمی پٹ و پولءِ تہا شہ وتی پیسریگیں نسلءَ دیمءَ بروت. اگن گِندے اے وڑ نہ بُوت و آ پدی شتنت تہ روشنائیءِ بدلءَ اے وڑیں راجءِ نسل دیم پہ جاهلی و تهاریءَ رونت. ما یورپءَ کوهنیں یونانءِ شہ کرنانی کرنءَ فلسفہ و سائنسءِ تہا همکمال شون دات کہ اچ اے پیهانیں مڈّیءَ مروچی و باندا تیں دگنیا هم بهرگرگءَ اِنت. زندءِ رومءِ راجءِ علم و زانت و کسبءِ چراگ روشن کُرت. بلے یورپ شہ هما قوماں بوت کہ آئی دیما شت نہ کُرت پدی کنتران شت. ایشیءِ آسرا اے بوت کہ یورپءَ را انچیں تهاریءَ مان شانت کہ تاریخ ایشرا یورپءِ تهارتریں دور گوشیت.

مصر و نینواءِ کوهنیں قوماں شہ وتی جهد و کوششتان دنیاءَ را بے مثالیں مڈّی پچهارینت. بلے اے قومانی نوکیں نسلاں وتی بیدگءَ را پلّہ کرت وتی تعلقداریءَ را شہ جهد و کوششتان پروشت و جاهلیءِ آماچءُ وڈّالی بوتنت. وت مے وتی جندءِ قومءَ هما جهدانءِ و علمی پٹ و پولانءَ کہ آ شہ کرنان مے مڈّی اَنت، پروشت و یلہ داتنت. اے وڑءَ اے واجہیں قوم شہ وتی میراث و مڈّیءَ جتا و گِستہ بوان سرءَ پہ گلامیءَ کُش اِت.

ما آزادی پہ همے واهگءُ اُمیتءِ حاصل کُرت کہ وتی قومی دودءِ ربیدگ آنءَ پہ یکّی و پہ هواری هر دو وطان زندگ بداران وتی قومی تسنیخءِ راشہ گلامیءِ زهرزیلان آجو بکناں، زندءِ هر تگ و هر پهناتا کسب و کمالءَ دیما بہ براں. اے زانت و تسنیخ اللہءِ یک دادے کہ کسےءِ را دنتے.

بایدتہ ایش اَت کہ ما وتی مستر و بزرگانی کسب و کمالانی سرءَ پهربندگءِ همراهیءَ وت هم کسب کار و زانتکار بہ باں. پرچیکہ مسترانی زانت آوانی جندءِ اَت آوان مے راهشونی کُرت نوں دیما روگ مے فرض اِنت.

اے دگنیا یک چکاسے عزت هماوان رسیت کہ آ عزت دار بوگءِ جهدا بکننت. هر پڑءَ شہ یک و دومیءَ باج برگءِ جهدءَ بکنن اَنت.

اے دنیا عمل مُنگنت اگن ما بہ ننداں و تهنا پهر بہ بنداں کہ ابن رازی، ابن سینا، ابن رشد و دگران اے اے نمیرانیں کارگشاد داتگ اَنت تہ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ایشی مارا ہچ پائدگ نہ رسیت۔ روو راتک ءُ روبرکتی سائنس زانت آں زمین و آزمان ءِ طنابان یکجا بستگ اَنت۔ زمین ءِ تہہ و توکانی جگران ءِ بُرِاتہ وتاں ماہ واستالاں سربوتگ اَنت۔ بلے ما کُشکانشہ و تی پت پیرکی داستانانی سرءِ بہر بندان۔ شہ وتی جند ءِ کمال و زانت ءِ ہچ کار نہ گراں ھمے سیب اِنت کہ سائنس و ٹیکنالوجی کہ مے میراث اَت ما پہ باد داتہ و دیمروی ءِ منزل شہ ما دیر اِنت۔ پہ نقل امتحانانی پاس کنگ، کاگد ءِ سرٹیفیکٹ ونت بلے کسب و زانت ءِ اصل چمگ شہ اے ورنایان بازدور انت۔ امتحان و وانگ ءِ تہا پہ زور و زاری سوبمند بووگ مارا زند ءِ اصل پڑءِ ہچ بر سوبمند کرُت نہ کنت۔ اگن یک ورنائے انجنیری و ڈاکٹری امتحاناں پہ اے وڑی پاس بکنت تہ آ نہ انجنیری کارے گشادہ دات کنت و نہ نادراھی ءِ در کنت و آئی درمان ءِ کرُت کنت۔ البت اے وڑیں کاگدی سوبمند پہ دومی آں تاوان و بیرانی کارنت۔ اے وڑیں ڈاکٹرانی بابت ءِ گشگ بوتہ۔

نیم حکیم خطرہ جان

مارا باید انت کہ علم و زانت ءِ ہر پڑءِ زانوگر و عالم بہ باں گڈا ما و مے راج سوبمند بان

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی

اے وڑیں سوبمندی ءِ خاطرءِ الّمی اِنت کہ ما شہ طالبی ءِ پہ دل و جان بواناں، استادانی جراں پہ دلگوش گوش بداراں پہ چیکہ زند ءِ اے ہر سک گران بہاو بے در ور انت۔ اے وقت دوار پدا نہ ایت اگن اے عمر ءِ را بیدیم گوازینگ بوت تہ بزان کہ تیوگیں زند بے معنی و بوچ اِنت۔ اسلامی ملت ءِ زھگان ءِ علامہ اقبال ءِ "شاھین"، گوندینگ اَنت آوان حاک و پلکانی تہا بے معنی زند ءِ گوازینگ ہچ بر سکین ءِ نہ دنت۔ رومی گشیت ے

از خدا خواھیم توفیق ادب

شاگرد ءِ تہا استاد ءِ حرمت و علم ءِ واھگ بہ بیت تہ آ عالم و عزتدار بیت۔ اگن آئی دل ءِ تہا علم ءِ واھگ مہ بیت تہ آ شہ علم ءِ روشنائی ءِ زبہر بیت۔ و شہ دومی آئی چمان جہل کپیت و نا امیتی ءِ ھرج و آما چان بیت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ردانک ءِ لہتیں تہر

سربلند خان لیکچرار بلوچی

ردانک ءِ بازیں تہر اَنت بلے ما لہتیں تہرانی سرا گپ جناں۔

۱، کِسّہ

کِسّہ ردانک ءِ یک کوہنیں تہرے اِنت۔ کِسّہ گیشتر دروگ اَنت ءُ آ گیشتر بادشاہ، شہزادگ، جن، پری و پیشتگانی کِسّہ اَنت۔ کِسّہ انچش کہ ماگُشت جن پری ءِ بادشاہانی بارو ءَ اَنت ءُ جن و پری مردمانی دوست و سنگت بنت ءُ مردمانی گرانیں وہد ءَ آوانی کمک و مَدت ءَ کن اَنت۔

کوہنیں کِسّہ ہانی تہا جنگلانی جناور چوش کہ شیر، روباہ، توتگ، مم، پُلنگ چو مردمانی پیم ءَ گپ جن اَنت۔ ءُ گرانیں وہدان مردمانی کمک ءَ کن اَنت۔ بلے اِے زمانگ کِسّہ ءِ زمانگ نہ اِنت نوں کِسّہ ءِ جاگہ ءَ آزمانک و گِدار ءِ زمانگ اِنت بلوچی زبان ءَ کِسّہ ہانی مزنیں مڈّی ءِ است ءُ گیدی کِسّہ ءِ نام ءَ ہشت جلد بلوچی اکیڈمی ءِ نیمگا شنگ بوتگنت۔ کہ ایشانی پٹ و پول کنوک واجہ ملک پناہ (لالارنگ ورتھ ڈیمز)۔ میر عاقل خان، محمود خان مری۔ صورت خان مری۔ امان اللہ بلوچ۔ پیر محمد و دگہ بازین انت۔

۲، آزمانک

آزمانک ءَ اُردو زبان ءَ افسانہ ءُ انگریزی ءَ Short Story گُش اَنت۔ آزمانک ءَ یک مردم ءِ زند ءِ یک بہر ءِ یا لہتیں بہرانی سرا ہما مردم ءِ شری یا ھرابی گشگ بنت۔ پرچہ کہ آزمانک کسان بیت پمشکا مردم ءِ تیوگیں زند ءِ سرا گپ جنگ نہ بیت چہ گدار (ناول) ءِ نسبت ءَ آزمانک ءِ کردار اوں کمتر بنت بلے آزمانک ءَ ہما مردم ءِ بارو ءَ کہ گپ جنگی انت آئی ءِ زند ءِ یکیں بہر ءِ سرا الکاپی ءَ گپ جنگ بیت۔ بلوچی ءِ جوانیں آزمانک نویس۔ واجہ ڈاکٹر نعمت اللہ گچکی۔ واجہ غنی پرواز۔ واجہ غوث بہار۔ واجہ محمد بیگ بیگل و دگہ بازین انت۔

۳، گِدار

گِدار ءَ انگریزی ءُ اردو ءَ ناول گُشنت ءُ ناول ءِ بزانت (معنی) انت نوکیں چیز۔ گِدار ءَ یک مردم ءِ یا کردارے ءِ سرا الکاپی ءَ ہبر کنگ بیت بزاں آئی ءِ زند ءِ دریستیں تک و پہناداں ہبر کنگ بیت آئی ءِ شری ہرابی۔ نند ءُ پاد آئگ۔ آئی ءِ عادت کردار دود و ربیدگ۔ ءُ آئی ءِ زند ءِ سرگوست

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ءِ کلیں تک ءَ پہنادانی سرا الکاپی ءُ ءَ آوان ءُ مزن کنگ ءِ پیش دارگ بنت۔ گدارءِ پڑ پراہ و مزن اِنت۔ پمشکا آئی ءِ کلیں کردانی سرا الکاپی ءُ سہر کنگ بیت۔ ءِ گدارءِ وانوک شش و پنچ ءُ کپیت کہ دیم ترءُ چہ بیت۔ پمشکا آئی ءِ بزاں وانوک ءِ دل گُشیت کہ داں کہ من ہلاسی نہ کناں ایری نہ کناں بلوچی زبان ءُ اوّلی گدار واجہ ظہور شاہ ہاشمی ءُ "ناز ک" نام ءُ نبیس اِتگ ملّے آسک کسان انت۔

۴ شرگداری

شرگداری لبزانک ءِ آدینک انت ءِ لبزانک زندءِ آدینک اِنت۔ شرگداری اوں لبزانک ءِ بہر ایت۔ شرگداری ھما چیز ءُ گُشنت کہ لبزانک ءِ کجام چیز ءِ بزاں لبجہ کاری. آزمانک، کسمانک۔ گدار ءُ دگہ دگہ لبزانکی چیزانی شرّی ءُ ہرابی پدّر کنگ بہ بنت شرگداری ءِ جوانی ایش اِنت کہ لبزانک چہ ہرابیں چیزاں پہک بیت ءِ شرگداری لبزانک ءُ چہ لبزانک ءِ سیم سراں در روگ ءُ نیلیت۔ اگاں یک لبزانک ءِ تہا شرگداری مر بیت گڈا آ لبزانک چہ سیم سراں در روت گڈا آئی ءِ تہا الکاپی نہ بیت۔ پمشکا لبزانک ءِ تہا شرگداری اَلَم انت۔ بلوچی زبان و لبزانک ءُ جوانیں شرگدار بُوتگنت ءُ است اَنت چوش کہ ھدامرزی تیں کریم دشتی ءِ ابید واجہ میر عاقل خان مینگل۔ میر مٹھا خان مری، عبدالحکیم بلوچی ءُ دگہ بازیں۔

۵ کسمانک

کسمانک ءُ اردو ءُ انگریزی ءُ ڈرامہ گُشنت ءُ آئی ءِ بزانت (معنی) انت کنگ و پیش دارگ۔ کسمانک اوں یک کِستہ ءِ وڑیں چیزے بلے کسمانک چو اے دگہ کسہانی ہیم ءُ گُشگ نہ بیت۔ کسمانک کنگ و پیش دارگ بیت کسمانک کسانیں اوں است انت ءُ مزنیں ھَم است اَنت سکیں مزنیں کسمانک ءِ چارگ ءُ مردم دم بَرَنت. کسمانک دو وڑیں اَنت۔ یکے ءِ ہلاسی گوں بامرد (ہیرو) یا باجن (ہیروئن) ءِ مرگ ءُ بیت اے وڑیں کسمانکاں انگریزی ءُ TRAGEDY گُشنت. ءِ دومی کسمانک ءِ ہلاسی گوں وشی و شانکامی ءُ بیت ودیریں وکوھنیں جتا بُوتگیں مات و چک یا برات و گوار۔ یا جن و مرد یا دوسنگت ءِ یک جا بُوتگ ءُ بیت۔ اے وڑیں کسمانکاں انگریزی COMEDY گُشنت۔ ءِ اے وڑیں کسمانکانی تہا کندگ و مسکرا. تِرّن و بچکند سک باز بیت۔

بلوچی زبان ءُ جوانیں کسمانک نبیسگ بُوتگ اَنت. واجہ امان اللہ گچکی. واجہ عطا شادؔ. واجہ غنی پرواز. واجہ فضل خالق ءُ جوانیں کسمانک نبیستگ اَنت۔

۶ سفرنامہ

سفرنامہ ءِ نبیسگ اوں لبزانک ءُ یک بہر ایت سفرنامہ آ بائد انت کہ انچیں نبیسگ بہ بیت کہ مردم آئی ءِ وانگ ءُ ہُدوک بہ بنت۔ نبسوک ھمے ہیم ءُ وتی سفرنامہ ءُ بگوشیت کہ وانوک انچش بجاریت کہ گُش ءِ من ھمائی ءِ ہمراھاں۔ سفرنامہ نبسوک ءُ لازم اِنت کہ ھما کوھنیں جاگہ یا کجام ھندو جاگہ ءِ بارو ءُ کہ نبسیت آئی ءُ را الکاپی ءُ گوں زانکاری بہ بیت ءُ آئی ءِ سفرنامہ ءِ تہا لبزانکی دروشم بہ بیت ✲ ✲

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

غنی پرواز
اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات

دوستدار

موکل اِنت چمّن ترا دےُ تو منا را موکل
پادا لوگ ءَ نوں بروتو ءُ اِدا ھِچّ محَلّ
میری بیبگر نہاں گُل کہ بدُزّاں من ترا
شئے مریدءِ من نھاں ، پتو بباں کہ شیدا
روچاں گرانازءِ ورڈءَ یمّن مئبُو وارو عذاب
حانیءِ ڈولءَ مئبُو لنخیں شپاں توبے واب
ییُےّ ءِ توکہ پکار اِنت - تراجندءِ مٹّ
یکیاں من کہ کنگ راجءِ گماں سک دزگٹّ
ٹُو ولی جندءِ دلءِ دردءِ دَواءِ لوٹوک
من دُرھیں گم جتیں کاڑانی گمانی زوروک
ھور چُنچون ببنت میگءُ تتئ - دُوریں دل
میگءُ تتئ راہ جتااَنت ، جتااَنت مِنزِل

موکل اِنت چمّن ترا - دےُ تو منا را موکل
پادا لوگ ءَ نوں بروتوءُ اِدا ھِچّ محَلّ
یا اگن تو پہ دِل وِستک منی بئے دوستدار
شرّیءَ ھُلّءُ ھیالاں کنئے پہک ءُ پلگار
جندءِ گپّ ءَ نہ جلنئے ، آلمءِ درداں مارئے
نوک رِتریں دورءِ دُرھیں جیڑہءُ لوٹاں چارئے
گڈّا - پادمیاءُ مَروانگتءِ تو سہتے نجلّ
تا دلءِ رازاں وتی گوں تو بریچاں ماھَل
کہ منا برّگی اِنت دراج ءُ نہ وشّیں راھے
ءُ پرَے راہ ءَ پکار اِنت منا ھمراھے

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آزمانک

اومان

امید ابن سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

انشپی آزمان ساپ ات ءُ درپشوکیں ماہ چو پُلّ ءَ اَت ۔ ھرگوریں ماہ ءَ وتی درپشناکیں گوناپ نالان کتگ اَت ۔ زِرگوات ءِ وشّ ءُ مھلبیں کوش پہ اندام ءَ کشگ ءَ اَت ۔ سرجمیں الگین انسرتگ اَت ۔ ھرگورا چیاں موری ءَ ابید ھچ دگے رنگ ءَ دروشمے گندگ ءَ نہ بیتگ ۔ ھرکس گوں وتی زندءِ وشّ ءُ دشدلیں مُراداں امبازاَت بلے نورجان انگت ھما ساہیں پڑگ ءِ سرا دلبرزا وپتگ اَت ءُ وتی چمّ ءَ پہ ساہیں آزمان ءُ درپشوکیں ماہ ءَ سک داتگ اَنت ۔

پرچہ کہ آ درد ءُ مونتش وشیدیں ترانگ ءُ زھیرانی لنجیں زرا بڈّتگ اَت ۔ بس آئی ءَ ھمے یکیں گپّ دپ ءَ اَت کہ گل جان ترا کے چہ من پلت ءُ منی اُمیت واھگانی کلات ءَ تاراج کُت ۔ ترا کے چہ منی مرادانی چارگُلّ ءَ درکُت ءُ منی درپشوکیں زندءَ پہ تیاری تہار کُت ءُ من ءِ ماں رنج ءُ جلّا مانی دوربُنیں چاتاں دورداَت ۔ بلے ھوازاناں اے منی بہت ءُ تالھ ءِ سٹ اِنت ۔ ھمے ڈول منی نصیب ءَ نبشتہ بُوتگ کہ ترا چہ من جتا بکن اَنت ۔ من نوں تاں زندگاں تئی مونشتانی ایرجیگاں پہ من جھان ءَ دگے درے نیست کہ من وتی زندءِ چاریں روچاں آئی سارتیں سائگ ءَ بگوازیناں بلے اللہ تئی سیرءِ ھیرا بکنت باریں تو پہ چونی وتی زندءِ مرادانی وشّیں ساھتاں بگوازینے ۔ باریں تو وشّ ءُ وشدلیں زندءِ مرادانی منگیر ءَ سالونکیں امبازانی سارتیں چارگل ءَ پہ تاھیر نشتگ ءِ یا پہ دلتنگی بلے من نزاناں پرچہ کہ من ءَ ھچ توجیلے نیست کہ من تئی چارگ ءَ بیایاں وتی کوریں دیدوکاں چہ تئی آسکی دیدگاں ترمپے ارس بزوراں وتی چمّانی تاجگیں زہیاں درمانے بکناں یا کہ تئی شنگینتگیں ملگور ءُ پریں جان ءَ دمانے پہ گوڑ امبازاں بزوراں ءُ وتی دراہیں زندءِ درد ءُ جلّامانی لوپ ءَ چہ وتی گوڑءِ دور بکناں بلے اے دراہ چہ منی وس ءُ واک ءَ در اَنت ۔ پرچہ کہ تو دگہ آپ بندے ءَ نشتگ ءُ من دگہ دوریں ھلکے ءِ باھوٹاں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

علم

رخسانہ کریم
فرسٹ ائیر آرٹس

علم ہمارو شنائیءِ نام اِنت کہ آئیءَ ہیچ تہاری گار نہ کنت. علمءِ روشنی اِنت کہ مرچی تیوگیں جہان چہ ایشیءِ روشنیءَ دربشکاں اِنت. آچوش کہ علمءِ مانا زانگءُ مارگ اِنت۔ بنی آدمءَ کہ مرچی ماہءِ سرءَ قدم ایر کتگ اَنت۔ ہے علمءِ بدولتءَ مرچی انسان نوکیں ٹکنالوجی ایجاد کنگءَ اِنت۔ یک مردمے کہ علم حاصل کنتءُ شرّیں سرپدیں مردمے جوڑ بیتءُ آ ہر چیزءِ نیکءُ بدءَ زانتءُ آئیءَ ماریت۔ بلے ہما مردم کہ آئیءَ علم دربرتگ ءَ ہیچ نہ زانت تہ آئیءَ ءُ حیوانءَ ہیچ پرک نہ بیت۔ ہر چی مردمے کہ علمءُ زانتءَ وتی مقصد زانت۔ تہ آ ہچ وہدءَ ناکامیءُ نامرادی نہ گندیت۔ بلے ہما مردم کہ علمءَ چہ دور بوتگءُ ہچ نہ ونتگ، آئیءِ نزیکءَ تیوگیں جہان تہار اِنت۔ آ ہر چ وہدءَ ناکامءُ نامراد بیتءَ وتی چاگردءُ زندءِ بارءَ ہچ پکر نہ کنت۔ ایشیءِ مقابلہءَ ہما انسان کہ علمءِ شعورءِ منزلءَ روگءَ اِنت آ وتی زندءُ چاگردءِ ہر چیزءِ بارءَ سرپد بیت۔

علمءِ دگہ شرّیءِ ہمیش اِنت کہ آ مردمءَ چہ ردی مردمءَ انسان جوڑ کنت۔ پرچہ کہ یک مردمے تانکہ وہدءَ تیوگیں انسانے جوڑ نہ بیت کہ شعوری حوالہءَ وتی جندءِ بارءَ سرپد مہ بیت۔ اے علم اِنت کہ آ انسانءَ فکر کنگ پرمائیت۔ آئیءَ چہ قدیمءُ جدیدءِ نیمگءِ بارت، آچوش کہ مایک وانندھیں مردمےءِ سوچءَ بچاریںءُ آئیءِ سوچءَ گوں ناوانندھیں مردمءِ سوچءَ زمینءُ آسمانءِ پرک بیت۔ پرچہ کہ وہدے وانندھیں مردم علمءَ دربارت تہ آ چہ مردم انسانے جوڑ بیتءُ آ وتی چاگردءِ بارءَ ہر چ حوالہءَ زانت تہذیب یافتہ جوڑ بیت۔

علمءُ زانتءِ برکتءَ مرچی انسانءَ قدرتءِ ہر چیزءِ مقابلہءَ کمر بستگءُ اوشتاتگ۔ مرچی کہ ماں خلاءَ مریخءِ انسان پرواز کنگءَ اَنت آ ہمے علمءِ برکت اِنت کہ آئیءَ چیزے بازانتگءُ ماراِتگ کہ قدرتءِ ہر چ حوالہءَ پٹءُ پول کنگءَ اِنت۔ علم یک انچیں دولت ایت کہ آئیءَ ہر چ پیما خرچ بکن آ ہلاس نہ بیت۔ مرچی تیوگیں سائنسی ایجادات ہم ہمے علمءِ کمالات اَنت۔ کہ مرچی ٹیلیفون، ٹیلیویژن، ریڈیو ویڈیوءُ دگہ بازیں چیز جوڑ بوتگ اَنت۔

علمءِ دربرگءِ واستہ زلوری اِنت کہ مئے تہا پختہ عزمءُ جرأت ببیت۔ گڈا ہما وہدءَ ما علم دربرت کنیں۔ علمءِ راہءَ بازیں اڑءُ جنجال بنت۔ بلے مارا اے تیوگیں اڑءُ جنجالاں مارگ اَنت۔ ما وتی بلوچ قومءِ مثالءَ بزوریں کہ پرچہ جہالتءِ تہارو کیءِ تہا اِنت: ایشیءِ مستریں سبب مئے وشیمے کم علمیءُ کم زانتی اِنت۔ مارا لوٹ ایت کہ ما وتی قومءِ تہا شعورءُ زانتءَ مردم بدی ٹیں۔ اے ہما وہدءَ بیت کہ ما چہ علمءِ سلاہءَ سلاہ بند ببیں۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کسمانک

زرّ

طارق بسمتی
بی ایس سی فائنل

کِردار

میران :	ہمے میتگ ءِ یک مردے
شاری :	میران ءِ جن
لہداو :	نشتیں چیے ءِ بہاکنوک
آشا :	لہداو ءِ جن
جمال خان :	نشتیں چیے ءِ بہاکنوک
ٹلو :	لہداو ءِ چُک
ڈاکٹر :	بازارے یک ڈاکٹرے
سلیم :	لہداو ءِ چُک

اولی ئلارگ

شاری: حداگرک کنات ہمے لہداو ءِ را

میران: پرچہ زانا چے بوتگ کہ تو لہداو ءِ دعا ءِ بدکنگا ئے؟

شاری: مۓ بازار چہ اودءِ درسیں نزیک گور ءِ بازاراں شرتریں بازار بوتگ اِدنوں .....

میران: اِدنوں چے؟ ساری ءِ شرتریں بازار بوتگ او انگت شرتریں بازار انت۔

شاری: توانگہ الیشی ءِ شرتریں بازار گشِس ءِ پیشی ءِ ما گشتگ کہ دسندات ا دیک فرضی نام ءِ بے سندات

انوں چے بازارسک باز شرتر انت۔

میران: چیا تو وتی بازار ءِ انگیاس ایرجنگا ئے چے حرابی ءِ مان مۓ بازار ءِ ہاں بگش باریں۔

شاری: گُشتے زاناں تو وت اے حرابیاں نہ گندے کہ من ءَ جُست کنئے۔ ہوٹل ءِ دکاناں ہر وَج تو چکرے تو نہ گندے ہچیر؟

میران: یک بازارے ءِ درسیں مردم لہتیں پیریناں وادوں وانندہ بہ بنت اودءِ چے حرابی بوت کنت۔

ڈاکٹر، انجینیر، ماسٹر، ہیڈ ماسٹر، نائب تحصیلدار

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

او ایدگہ بازیں افسر کہ بلا بلاهیں نوکریانی سرا اَنت
دراہ مئے بازارے ٹیگ انت۔ گڈا اے وڑیں بازارے
مردم چون حراب بنت۔

شاری: آ ہو دے کہ وڑسیں مردم وانندہ بے بنت، اودءِ
مردم حراب نہ بنت ہاں۔

میران: انا۔ اودے مردم چون حراب بنت۔؟

شاری: شرتو منءَ بگش کہ توا نوں چہ، کجا پیداک ءِ۔؟

میران: من دُرتازءِ چکءِ جبانزہءَ چہ پیداک اوں،
چونیں ورنائیں بچکے ات بلے حدائیءِ وتی مال آت۔
ہمیشا حدا ہا وتی مال کت۔

شاری: دیما بچار! اے وڑیں ورنائیں بچک چینت مری!

میران: تو گشگ چے لوٹ ئے تئی متلب چے انت؟

شاری: من گشگ اے لوٹیں کہ لہدادءِ وڑیں وانندہ ئے
کہ آئی ءِ سانزدہ جماعت (ایم اے) وتنگ آ
ہیروین، چرس او دگہ باریں چے نشئیں چیز بہا
کنت۔ انگت تو گشئے کہ مئے بازارءِ مردم وانندہ
انت مئے بازارءَ ہچ حرابی نہ بیت۔

میران: (زہرگیت ءُ گشت ءِ) دپءَ سُدکن وتی تو
زانئے کہ توا اے گپان کیرا گشگءَ ئے۔

شاری: ہاں! ہاں! من زانیں کہ اے گپان من کیارا
گشگا ہوں، ہیروین بہا کنوک، مہلوکءِ سہانی
سوداجنوک او ورنازءِ بچ کشوک میر لہدادءَ
گشگءَ اوں۔

میران: گرے گپاں میرانءَ جت شاری ءِ دیمءَ یک
درندیں شہمات ءِ (چہبک) میر لہدادءَ توا ے

وڑیں بہتام جنئے۔

شاری: (گریوگءَ ات ءُ گشت ءِ) بجن انگت بجن گیشتر
بجن چیا تئی دست لرزگءَ انت بجن ناں۔

(میران زہرءَ زہرچہ لوگءَ درا تک ءُ شت)

(شاری ءَ وتارا تحتءِ سرا دور دات ءُ شری ءِ
سرا گریوگءَ لگیت)

دومی نندارگ

لہداد: ٹلوءِ مات او ٹلوءِ مات تو کجائے؟

آشا: پیداکوں۔

لہداد: بیا بچار کہ من پہ تو چے آرتگ۔

آشا: چے آرتگ تو منی باریں منءَ بیشتی بدار!

لہداد: ہامگرازان منءِ دے۔

آشا: مگرازءَ چون کنئے۔

لہداد: تو بدے ءِ منءَ من ایشیءِ پٹءِ چیناں۔

آشا: بزور مگراز انت۔

لہداد: بچار چونیں جلوہ تاکیں ہارءِ پورا پانزدہ سُہر انت
کمءِ نزیک ترا بیا گردن ءَ کمءِ نزیک ترکں۔ ہاں!
ہاں بروتوں آدینکءِ دیما وتارا بچار برابر چو جنتی
حور ائے۔

آشا: آدینکءِ دیمءَ وا منءَ وتارا چارین بلے تو منءَ
بگش کہ توا اے ہار آرتگ چہ کجا؟

لہداد: چے زاناں ترا منی سرا شک انت تو گشئے کہ من
وزی کنتگ۔

آشا: حدا تئی دژمناں وزیءِ نگہداری بلے من تئی لوگ
بانک اوں جست کنگ منی حق انت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ہداد : تو منی لوگ بانک ءِ گڈا وتی لوگ ءِ سنبال ترا گون وگے ہچ گپ ءِ کار نیست او مرچی ءُ آدیم من ءَ لے وڑیں جُست ہم مکن بشتریں بروچین کوپ ءِ چاہ بیار سلیمانی چاہ ءِ بکن ءِ او شرکن بکن ۔

شا : وت یک کوپ ءِ زھریں چاہ وات نہ کن ءِ او مہلوک ءَ را زھر واریں ئے ۔

ہداد : پہ گُشت تو منی مہلوک ءَ را زھر وار نییں، نو گنوک نہ بُو تنگ سے تی سر شرّیں ۔

شا : منی سر شرّیں بلے تی سر برابر نییں من تی حال ءَ سر بیدوں کہ تی کار چے اِنت او تو لے زراں چہ کجا کارے ، تو ہیریں ءِ وڑیں مردم گُشیں زھر بہا کنت ۔

ہداد : تو لے گپّاں من ءِ گش تگ ءَ اے من تی لوگ واجہ بیوں ۔

شا : من تی لوگ بانکوں ۔

ہداد : (دستاناں سرا کت ءُ سرے جہل کت ءُ گُشت ءِ) یا اللہ اے چونیں مصیبت ءِ تو منی سرا دات جیرے جن ءِ بدل ءَ من سو ر مکتیں شر ترا آت ۔ ہرچ کار ءِ تہا وتی پاداں ھڈ تی ھنکیاس من گُشتگ انگت سر بیدنہ بیت یا اللہ ایشی ءِ تو وت سر بید بکن ۔

شا : دگر یوگ ءِ نوک ءُ گشت ءِ) من تی سرا مصیبت ءِ اوں تی سرا جنجال ءِ اوں گڈا بدے منی سہناں درکن من ءَ چیر وتی لوگ ءَ ۔

ہداد : شریں بس کن نہ لوٹی لوں گر یوگ ءِ

(بیمے سہت ءُ یکے ءَ دروازگ ٹک اِت ۔ ٹک ٹک ٹک ٹک)

لہداد : آشا تو برو آدیمی بان ءَ

(بیدا ٹک اِت ءِ ٹک ٹک ٹک ٹک)

لہداد : بیدا کوں

(لہداد ءُ دروازگ پچ کت)

لہداد : جمال خان تو !

جمال خان : او من !

لہداد : بیا نندادا ! اے سر جاہ ءِ بزور تکیہ دے ۔

جمال خان : باز جوانیں او شوقیں لوگ ءِ تنی

لہداد : اُو ! حدائی برکت ءِ او تنیگ ءَ .....

جمال خان : اے چک ....

لہداد : (لہداد سر پد بوت) ٹلو جان تو برو مات ءِ را بگش بیما چائے جوڑ کن

ٹلو : شریں آبا !

(ٹلو دراتک ءُ شت دومی بان ءَ)

لہداد : جمال خان تو باریں حال کن اے زگریں نیمروچ ءَ وتارا عذاب کتگ تو بگشتیں من وت اتکگ اتوں ۔

جمال خان : مال تیار اَنت ۔ ؟

لہداد : اوں !

(لہداد پاداتک کہ مالاں کاریں بلے ٹلو گوں چاہاں پیترت ۔ لہداد پدا نشت ۔)

ٹلو : واجہ اے تئی چاہ اِنت او اے آبا تئی چاہ اِنت ۔

جمال خان : ٹلو بزور اے زراں برو پدنی بگر بوڑ ۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ٹلو : من ءَ تئی زرانی ضلورت نہ اِنت من ءَ وتا ازر گوں اگہ شمار اگپ ءِ جبگی انت شما وتی گپ ءَ بجن ءِ من وا انچو شی ءَ بے زر ءَ درکائیں روئیں ۔

(ٹلو دراتک ءُ شت)

جمال خان : باز سر بدیں چک ..... لہداد مالاں بدے کہ من ءَ دیر بوگ ءَ انت ۔

لہداد : زر تو آرتگ انگوں تاں ۔

جمال خان : جمال خان کدی بے زرا کیت ۔ اے تئی زراں ، یک کلدارے ہم کمے نہ انت ۔

لہداد : یک ہزار ، دو ہزار ، سے ہزار ، چار ہزار ....

جمال خان : ترا ازا تاں منی زبان ءِ سرا بروسہ نہ کنت کہ تو زراں چو یک یک ءَ حساب کنگا ئے ؟

لہداد : تئی سرا من ءَ چوں بروسہ نہ کنت ۔

جمال خان : گڈا تو زراں چیا حساب کنگا ئے ؟

لہداد : حساب ءُ کتا آوا حرابیں گپّے نہ اِنت ۔

جمال خان : حرابیں گپ ءِ وا نہ اِنت بلے من ءَ دیر بوگا اِنت

لہداد : شریں ترا کہ دیر بوگ ءَ اِنت گڈا من حساب ءِ نہ کنیں !

(لہداد یا داتک ءُ شت یک بلاھیں قرآن شریف ءِ زرت ءُ آورت جمال خان ءِ دیم ءَ ایر کُت)

جمال خان : اے چے مسکرائے تو کنگ ءَ ئے من قرآن شریف ءِ رند ءَ نہ بیتگ اوں من وتی مالانی زند ءَ آنگلوں ۔

لہداد : تو سرے بُرے نبشتہ کتگیں حرپاں بجار تو کائے تیچ کس بجارے ۔

جمال خان : واہ تئی جواب نیست ۔

لہداد : تو ایشی ءِ بگل ءَ کن ءُ دلبند ءِ سرا ایدار ءِ کس گشتیت کہ قرآن شریف ءِ گوں ءِ کس تئی سرا شک ہم نہ کنت کہ ایشی ءِ توک ءِ تاک درکتگ آنت ءُ ہیروین مان کتگ ۔

جمال خان : شر جوان گڈا ۔

لہداد : شر جوان ۔

سیمی ندارگ

(جمال خان ءِ ہمے قرآن شریف بگل ءَ کُت دراتک ءُ شُت)

آشا : (چہ دومی بان ءِ توکی دپ ءَ اوشتاتگ اَت) دات ، الشراز ھر پہ مہلوک ءِ کُشگ ءِ واستہ من ترا انگت گشتیں کہ اے مردم کُشتیں دندا ءَ یل دے ۔

لہداد : ٹہک ءِ جیت ءِ ، آہ ، آہ ، آہ اد ا بچیار ءِ چنکیاس زرے من ءِ دات ۔

آشا : آس کپات چُشیں زرا ۔

لہداد : گنوک مبو زر ءِ بدواہی ءَ مکن ، یات کن وتی گریبی ءِ روچاں کہ من ءُ او ترا شہمیں ٹُترے پہ ننزگ ءَ نیست اَت ، مرچی ترا اے ماڑی ءِ تہا نشتگ ءِ ، ترا شہمیں جوڑی ءِ گُد نیست اَت پہ پرکنگ ءَ مرچی تئی پیتی چہ نہ دوتگگیں گُداں پُر انت ۔ پیریگیں روچ ءَ ترا یک پیلک ءِ پونز ءَ نیست اَت مرچی تو چہ سُہرا لڈاتگ ءِ چگ شریں کالجے ءِ وانگ ءَ اَنت ۔ لوگ ءِ دپ ءَ ہروھداد ءِ سے گاڑی اوشتاتگ ، انگت تو گُشئے کہ اے ہرابیں دندائے ۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آشتا : من نہ لوٹیں چُشیں ازگاری، باریں تنینگہ تو چنکیاس لوگ تباہ کتگ، باریں تنینگہ تو چنکیاس جن بے مرد کتگ، باریں چینکیاس گوہارے برات کتگ، باریں توچنکیاس مات بے بچ کتگ۔

لہداد : سرا ہوش کن من کسی ءِ لوگ تباہ نہ کتگ، من ہچ جن بے مرد نہ کتگ، من ہچ مات بے بچ نہ کتگ، من ہچ گوھارے برات نہ کتگ، ہر کس وتی ذمہ واروت انت من کسی ءِ سرا زور نہ داتگ اگہ من کسی ءَ راداتگ من زر گپتگ، مپت ءَ من کس ءَ را ہیروین نہ داتگ، من ءَ زر لوٹیت زر ہر کس وتی ءَ تباہیں منی چے من ءَ بس زر لوٹیت زر آہ آہ آہ آہ (ٹہک)

ٹلو : اماں اماں، لالا سلیم ئیں۔

آشتا : سلیم جانیں۔ کُجیں

ٹلو : آئیں پیداک انت۔

(سلیم شُل ءَ شُل اتک ءُ لوگ ءِ سر بوت، نہ گُشتگیں سلام ءِ دات ءُ او وتی بیگ ءُ میگ ءِ لوگ ءِ توک ءَ دور دات انت ءُ پلنگ ءِ سرا تچک بوت)

آشتا : ٹلو ءِ پت آئیا کن برو ڈاکٹرے بیار سلیم جان ءَ بچار چوں لاگر انت سلیم جان امیدیں سک نادراہ بوتگ بچارے چو الیگدار ءَ زرد انت۔

(لہداد دراتک ءُ شت ڈاکٹرے ءِ رندا)

چارمی ندارگ

ڈاکٹر : تئی چک ءَ ہیروین گشتگ۔

لہداد : چے گشت تو ڈاکٹر صاحب منی چک ءَ ہیروین کشتگ۔

(لہداد ءَ برابر گنوکیاں زرت)

ڈاکٹر : اوتی چک ءَ ہیروین کشتگ، ایشی ءَ ہسپتال ءَ داخل کن۔

لہداد : باندا واعید انت، عید ءَ رند من داخل ءِ کنیں۔

(ڈاکٹر ءَ وتی بیگ زرت ءُ شت)

پنچمی ندارگ

آشتا : سلیم جان او سلیم جان پادا مرچی عید انت، روچ دراتک ءُ برز انت تو انگہ پادا جان شوود ۔

(سلیم ہچ نہ گشیت)

(آشتا اتک سلیم ءِ نزیک ءَ چارات ءِ تانکہ واب انت)

آشتا : سلیم جان چماں پچ کن نوں روچ انت دوست ءِ برت کر من سلیم ءِ سرا چیست کنیں تانکہ گردنے یلہ ئیں نوں آشتا ءَ جیت پر یاتے)

ٹلو ءِ پت ماتباہ بوتاں بیا سلیم ءَ بچار کہ چماں پچ نہ کنت۔

لہداد : سلیم ءَ چو ئیں ؟

آشتا : (زار زارا گریوگ ءَ ات) مہلوک ءِ دعا ءِ بداں مارا گار کت سلیم جان ءَ، اے عید ءِ روچاں مارا یلہ دات ءُ شت، من ترا انگیاس گشت کہ اے مردم کشیں زہراں بہا مکن تو منی گپ نہ زرت تانکہ مئے وتی سرا کپیت چوں کنے تو نوں اے زراں برو زراں تر زر ءِ کار انت ناں انگت گیشتر پچ کن سلیم جان تو مارا یل دات شت ءُ اتو سلیم جاں، او سلیم جان ....

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بلوچی دوچ

[illegible]

بلوچی دوچ باز نامدار ءُ براہ دار انت ۔ اے بلوچانی واستا فخر ءِ جیگہ اِنت کہ دنیاءِ ہر کُنڈ ءَ بلوچانی دوچ مشہور انت بلوچی دوچ ءِ چیزانی ءَ بازیں وڑ است اَنت بلے مَن کہ اے دوچانی بارو ءَ نبشتہ کنگاہاں اے دوچ باز براہ دار انت ءُ اے دوچانی شرپ ءُ عزت مرچاں سک باز انت ۔ اوگیشتر ءَ دوکیتی ھنداں نام دار انت چوش کہ :

مُرگ پانچ بہار و، کانٹک نال، کپتک نال، چوٹ، باقی بلوچ، چریشاں ابید دگہ لہتیں نوکیں دوچ ہم است اَنت، چوشکہ باغ و بہار، مرچک، مندیلو، جاڑک، پازیب ۔

مُرگ پانچ بہارو

اے دوچ ءَ ہے واستا مُرگ پانچ بہارو گوشن اَنت کہ اے مُرگ ءِ پادگ ءِ وڑ ءَ انت ۔ اے دوچ ءَ ھیت تہر ءِ دوچ اَنت، ایشی ءَ پشک شلوار ءُ گُشتان ءَ ابید مروچاں پلنگ پوش، سرجاپوش ءُ میز پوشانی سرءَ ہم دوچ انت ۔

کانٹک نال

اے دوچ باز مشہور انت ۔ ایشی ءُ ھیت تہر ءِ دوچ اَنت ۔ ایشی ءَ پشک، شلوار ءُ سرگیگ ءَ ابید دگہ بازیں چیزانی سرءَ دوچگ بیت ۔

کپتک نال

ایش چہ تمامیں دوچاں براہ دار تر ءُ مشہور تر انت ایشی ءَ یک رنگ ءِ جن اَنت ءُ چہ ھیت رنگ ءَ پُر کن اَنت ۔

چوٹ

اے دوچ ءَ رودراتکی بلوچستان ءَ دوچنت ایشی ءُ سیاہ ءَ جن انت ءُ چہ دہ دوازدہ رنگ ءَ پُر کن اَنت ۔ ایشی ءَ راستیشنگ ہم مان بیت ۔

باقی بلوچ

باقی کہ بلوچ قوم ءِ یک نام داریں دانشور او سیاست دان ءِ اَتی ءِ نام ءِ سرءَ اے دوچ دوچگ بونگ بیتگ ایشی ءَ را باقی بلوچ گشنت ۔

نوکیں دوچ

چوشکہ باغ و بہار، مرچک، مندیلو، پازیب، جاڑک ءُ بگلگڈی ۔ اے دوچاں یک تہر ءِ ہمک تہر ءِ دوچنت ءُ شیشگ ہم مان کن اَنت ۔

ایش اَنت لہتیں چیز بلوچی دوچ کہ تریشانی دوچگ ءَ بازیں گر ہبیں مردمانی پوریا گری بیت ۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

مھر

تاج محمد بلیدی
فرسٹ ایئر انجینئرنگ

ماھل رحیم بخش ءِ یکیں جنک اَت ۔ رحیم بخش وتی ھلک ءِ سیر تریں مردم ءِ اَت ءُ ماھل ھلک ءِ لاڈکیں جنک اَت ۔ ماھل ہر روچ بیگاہ ءِ وھدءَ وتی دزگوھارانی ہمراہی ءَ ماں گیابان ءَ ترءِ تلب ءَ شت ۔ یک روچے ماھل سیل ءِ روگ ءِ اَت کہ یک سروزی توارے آئی ءِ گوشاں کپت ۔ اے توار چو گشئے ماھل ءِ دل ءِ توک ءَ شُت ءُ ماھلءِ بے سُدّ ءُ سا کُت ۔ ماھل پہ بے آرامی ءَ ہے توار ءِ شوہاز ءَ گوں وتی دزگوھاراں شُت ۔ روان روان تاں دُور ءَ شت انت ۔ اودءَ کہ سر بوتنت ، چے دیست کہ یک کسان سالیں ءُ شرنگیں ورنائے نشتگ ءُ پس ءِ چارینگ ءَ اِنت ۔ پس چرگ ءَ اَنت ءُ ورنا وت گوں سروز ءَ دزگٹ اِنت ۔ نہ ماھل ءَ وتار ایک درچکے ءِ پشت ءَ اندیم کُت ۔ ءُ ہما ورنا ءِ سروز جنگ ءِ وڑ ءُ پیماں گوں حیرانی ءَ گوں دوستی ءُ مہراں چارگ ءَ لگ اِت ۔ ہمدا اوشتگی جاگہ ءَ اے ورنا ءَ ماھل ءِ دل ءَ جاگہ کُت ۔ ماھل حیران بوت کہ نوں چے بکنت ۔ زرد اوں بے تاھیر اِنت ۔ ءُ دزگوھاراں اوں ہمراہ اَنت ۔ ماھل ءِ دزگہاراں چہ اد ا زُرت ءُ شُت ، کمو دور شُت ۔ نہ وتی دزگہاراں ءَ گشت ءِ کہ شما ہمدا بہ بئیت ۔ من کمو پیشتر ءَ روان ءَ کایاں ۔ دزگوھاراں ھو کُت ۔

ماھل چہ دُور ءَ گردان گردان ءَ ہے ورنا ءِ گور ءَ شت ءُ سر بُوت ۔ ورنا ءِ ویم ءَ اوشتات ۔ حمل ءَ وھدے ماھل ءَ دیست ۔ آ اوں چو ماھل ءَ دیوانگ بوت ۔ ماھل جُنزان جُنزان ءَ حمل ءِ نزیک ءَ شُت ءُ گُشتی کہ ، "تو کئے ؟" ورنا ءَ پسّو دات کہ "منی نام حمل اِنت ۔ من یک سکیں غریبیں لوگ ءِ بچّاں ۔ من ادا کایاں ۔ گریبی ءِ کناں ، پس ءِ چارینان ءُ پد ءَ وتی ھلک ءَ رواں" ۔

چہ حمل ءِ چمّاں ارس ایر ریچان بوتنت ۔ حمل ءَ ماھل ءُ ماھل ءَ حمل ءِ چمّانی توک ءَ روک روک ءَ چارات تاں دیر ءَ ہنچو اوشتاتنت ۔ پدا حمل ءَ جُست کت کہ "تو کئے ؟" ماھل ءُ وتی نام ءُ پت ءِ نام گشتانت ۔ پدا گُشتی کہ "منی پت اے ھلک ءِ سیر تریں مردم اِنت ۔"

حمل ءَ نیم کندگ ءُ نیم گریوگ ءَ گشت "من بازوشّ ءُ بازولسپرد بوتاں ۔"

"پرچہ ؟" ماھل ءَ پہ حیرانی جُست کُت ۔

"پرچہ ، کہ منی ءُ تئی ارمان پیلہ نہ بنت" حمل ءَ پسّو دات ۔

"چونی ءَ ؟ من سر پد نہ بوتاں" ماھل ءَ پدا جُست کُت ۔

"اے وڑ ءَ کہ تئی پت اے ھلک ءِ سیر تریں مردم اِنت ۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ءُ من یک تواتکیاں، حمل ءَ پہ نا امیتی لیبہ دات ۔

"منی پت" منی وشی ءِ واستا ہرچی کرد ستے بر سیت کنت تو نا امید مبو، ءُ منی پت ءِ گور ءَ ھبر ءِ راہ دئے" ماھل ءَ درائینت ۔

ماھل! من چے بگشاں من کُشاں ۔ اگاں واجہ ھرائے گوڑ ءَ روگ بیتیں تہ من تئی ھبر ادو ءَ اوں برت ۔ بلے من چہ تئی پت ءَ بیہگ نا امیدان، بلے ھبر من وتی پت ءَ رداں دیاں" حمل ءَ کمکے خیال کُت ءُ گُشت ۔

ایدگہ روچ ءَ حمل وتی ھلک ءَ ریت ءُ وتی پیری پت ءِ نا مُلاج کت ءُ رحیم بخش ءِ گوڑ ءَ پہ ماھل ءِ واستا ھبر دیم دات ۔ وھدے حمل ءِ پت گمانی ءَ رحیم بخش ءَ را اے ھبر گشت ۔ تہ رحیم بخش ءَ گشت کہ تئی لبتار چے انت ؟ تو منی لوگ ءِ رد پیگ ءِ لائق نہئے ۔ تو منی لاڈکیں جنک ماھل ءَ لوٹئے ۔ دراڈ تہ بلے آسندہ ءَ اِدا نیائے ۔ کہ تئی ھبر نہ بیت"

ایدگہ روچ ءَ وھدے حمل ءَ ماھل ءَ را اے ھال دات تہ ماھل ءَ گشت کہ تئی ھاترا من ہرچی کت کناں ۔ اگاں منی ھبر بیت ءَ نہ زرت ۔ تہ من ءَ اے قول اِنت کہ من وتی لوگ ءَ یل دیان ءُ تئی گور ءَ کایاں"

"آبا! ماھل ءَ گوں وتی پت ءَ درائینت ۔

"جی اماں!" پت ءَ لیبہ دات ۔

"من ترا ھبرے گُشاں، منی ھبر ءَ الم ءَ بزور"

"اماں! تئی ھاترا من چے نہ کناں؟ بس تو وتی لُٹاں کاربند ءُ من ءَ چکاس ۔"

"ابا! من گوں حمل ءَ سانگ کناں"

"تو چے گُشت ؟ تو گوں حمل ءَ سانگ کنئے ؟ گوں شوانگ ءَ کہ مئے لوگ ءِ رو پیگ ءِ لائق نہ انت ؟" پت سک زہر گپت ۔

"ابا! من ترا گوشتاں کہ اگاں تو منی دست، حمل ءِ دست ءَ نہ دات ۔ تہ من چہ لوگ ءَ در کایان ءُ گوں حمل ءَ در بہ دربان" ماھل ءِ ہم زہر ا ھر گُشت ۔

پت ءَ ماھل ءِ دیم ءَ یک زرا ہیں شہماتے جت ءُ گُشت کہ "اگاں تو مرچی ءَ پہ حمل ءِ نام گپت تہ ترا من کُشاں ۔"

رحیم بخش ءَ ماھل ءِ را لوگ ءَ بند کت ءُ وتی کستریں برات کریم بخش لو تائینت ءُ گشت: "کریم بخش!"

"جی واجہ!" کریم بخش ءَ لیبہ دات ۔

"بچار! تو تئی بچ نبی بخش ورنا انت ءُ ماھل اوں ماشاء اللہ کسان نہ انت ۔ من لوٹاں کہ دوئیناں جلدی سور بدئیاں ۔ تو باریں چے گشتئے ؟"

"واجہ! تو منی مستریں برات ئے ءُ پت ءِ جاگہا ئے ۔ تئی ھبر ءَ من چون پرونشت کناں ؟"

"تہ بزاں تو راضی ئے ؟"

"جی ھئو"

"گڑا تو جلدی سیر ءِ چیت ءُ چینگ ءَ بوکہ سے چار روچ ءَ پدا آروس بیت" رحیم بخش ءَ درائینت ۔

"جی شر انت" کریم بخش ءَ لیبہ دات ۔

نبی بخش ءُ ماھل ءِ آروس ءِ چیت ءُ چینگ بوگا انت کہ ھلک ءَ جار جَت، کہ بریت ملا عیسیٰ ءِ بیارات کہ واجہ رحیم بخش ءِ جنک چہ لوگ ءَ گسر بیتگ ءَ ....

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

حنیف حمل
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

بیبگر ءُ گراناز

قندھار باگے یامراگاھے
پادشاھانی ھندءُ جاگاھے
رپتگوں سیل ءَ جلگھیں شھرءَ
سرمنی کپتگ حاکمی کیزاں
بادشاھانی تاڑءُ تیلانکاں

اے شعرءَ پدّر بیت کہ بیبگر قندھارءَ درکپیت ءُ چہ آئیءِ دست ءَ ھنچش ردی ئے بیت کہ بادشاہ آرا گیپت ءُ قید کنت ۔ آقیدءِ تہ ءَ وتی پُرسوزیں شعراں ھمک شپ گوں وتی پُرسوزیں توارءَ الھان کنت ۔ آگوشیت ؎

گوں مُگھلِ[1] کوٹھی بستگیں مرداں
من دی پہ سیتانی[2] جناں شعراں
چو نپوڈی ئیں مردمے ناراں

آئیءِ پُرسوزیں توار گرانازءِ گوشاں کپیت ۔ ءُ گراناز بیبگرءِ گندگ ءَ مرادی بیت ۔ آوتی سپاھیگاں حکم دنت کہ اِے مردءَ چہ کوٹھی ءَ ڈنّ بکشتے تنکہ من ایشیءَ دیست بکنیں ۔ سپاھی بادشاہءِ جنک ءَ حکمءِ پدءَ ایشاراچہ کوٹھی ءَ کشّاں گرانازءِ وتی محلءِ سرءَ اوشتیت ءُ بیبگرءَ چاریت ۔ بیبگرءِ چم اوں تچک ءَ پہ گرانازءَ کپنت ۔ آگشیت ؎

من جنے سیاھمارچوٹیں دلیتہ	ھندی مس میری ھیتمی محل آنت
چو منیں مردے پہ گندگءِ شاانت	گردن ءَ کشیت چہ چھجویں محلءَ
گردن ءَ کشیت ءُ مٹے دلءِ ماں بیت	مہری ریزنت چو کمبریں مارءَ

بیبگرءِ وڑیں عاشق تبیں شاعرے وھدے گرانازءَ گوں دابان گندیت تہ آشپانی الھاناں ٹرندءُ پُرسوزتر

[1] مُغل [2] فارسی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کنت۔ ایندگہ روچ ءِ گرانازوتی پت ءِ کرّءَ روت ءُ گوں وتی پت ءَ درّائینیت ؂

بوج ھے بندی ءَ بلوچین ءَ
نیم شپاں زُلمیں زاریاں کشیت
مارا پہ واب ءِ شادھاں ٹلیت

گرانازءِ سپارش قبول کنگ بیت ایندگہ سُھب ءَ بیبگرچہ قیدءَ رھاکنگ بیت۔ بیبگرچہ بادشاہ ءِ قیدءَ وا درکیٹیت بلے آعشق ءِ قیدءَ بندی بیت۔ بیبگر اے شہرءِ نزاں قندہار ءِ یلہ دیگ ءَ تیار نہ بیت آنچیں راہ ءُ درے ءِ شوھازءَ اِت کہ گوں گرانازءَ ءُ چار بہ کپیت۔ بقول بیبگرءَ، آگشیت کہ یکروچے من بادشاہ ءِ ماڑی ءِ چیرءَ گوزگ ءَ اتوں کہ ھمے ھیر دوستیں مہگونگ ءَ پہ منی چم کپتنت ءُ آئی ءِ من ءَ گشت ؂

بیا بلوچ، مردی توکل ءَ بالا

روژ ناھیں روچ قلات ءِ بُرزیں دیوال ءِ چاریں نیمگاں سپاھیانی پہرہ۔ پہ بیبگرءَ سک گران اَت بُرزءِ روگ۔ آوا تر کنت لوھارے ءِ گورءَ روت سے چار میخ گُڈّائینیت ءُ پہ شپ ءِ ودارءَ نندیت۔ وھدے شپ ءِ اولی پاس ھلاس بیت تہ آوتی اسپ ءَ زوریت ءُ دیم پہ بادشاہ ءِ ماڑی ءَ کئیت۔ جہل ءَ اسپ ءَ یکرّے بندیت۔ آگشیت ؂

نیں کہ من ماڑی ءِ بُن ءَ کایاں
کپسگنت جاگیگاں اُملیگاں
سے ءُ چار شُہریں اشرپی کشّاں
زیرنت زرّان ءُ جہل جنت چمّاں

آگُشیت کہ سپاھیاں من ءَ یلہ دات ءُ شُت اَنت ءُ من گوں میخانی کمک ءَ محل ءِ سرکپگ ءَ سوبی بوتوں ءُ وھدے من ھپتمی تبک ءَ مھگونگ ءِ کوٹھی ءَ سربوتوں تہ ؂

اچ منی پاد بُرمشاں مزاری ئیں
تراس کنگ زمزیرمہریں دوست ءَ
کٹی اشتگ گوں بچکلیں بوپ ءَ
دیرلرزیت مس یک گُدے توک ءَ
دیرلرزیت ءُ نگدھاں دنتوں
گمبرو! تقدیرءَ ترا آوُرتگ
ترک تئی گہگیریں سرءَ بُرآنت
مس قلات ءِ دروازگے درنجنت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بیبگرءَ اگاں چہ ترکاں بزاں مغلاں ترسے بوتیں تہ آئیءَ چوشیں وت نہ کت۔ آئیشو دنت کہ

آمرن چیڑیں رندمنءَ سجنت
چاکرءُ میرهانءِ نزیاں زونگیں
کئے منی ساندیں گردنءَ گڈّیت
من کلاتءِ دروازگءَ ڈنجیت
من نیاں ھیکّاں چہ شدیجیناں
کارچاں کشنت ءُ گرَبنت میشءِ
آمگ میشی دمبگءَ بوڈ انت
من ھما بیبگراں کلامانی!
تو منی بیلیءِ سلامانی!

نوں گراناز ءَ سمابیت کہ اِے ھمے ورنا اِنت کہ ایشرا من وت آھگءِ گشتگ۔ ھردو یکے دومی را امبازاں زورنت۔ راجیءُ چاکردی دردانی پدءَ ھردو اِے گپءَ سرپہ بنت کہ ادءِ نندگءَ مئے آروس بوت نہ کنت پمے ھاترءَ گراناز گوں بیبگرءَ گشیت کہ

بروھموداں کہ ملک بلوچی اِنت
ملک بلوچیءُ شہر سیبی اِنت

بیبگر گشیت کہ منءَ آئیءِ گپ دوست بوت گوں آئیءِ ھمراھیءَ ماملءَ چہ دراتکیں وتی اسپءَ سوار بوتیں ءُ دیم پہ بولانءَ دات راہءَ یک جاگھے دمءِ بالاآرگءَ ھردو درچکےءِ ساھگءَ نندنت۔ ھمدا بیبگرءِ چاکرءُ گہرامءِ گپ جت۔ گڈا گراناز چراۓ جُست کنت کہ چہ ایشاں کئے تئیِ دوست ءُ کئے تئیِ دشمن اِنت تہ بیبگرءَ دراھینت کہ چاکر منی دوست ءُ گہرام منی دژمن اِنت۔ گراناز آرا گہرامءِ کرءِ روگءِ سلاہءَ دنت بیبگر اوں تیار بیت آھاں زانتگ اَت کہ بلوچی میارءِ پدءَ گہرام مھمانداریءِ حقءَ اداکنت ءُ اے پیمءَ ھردوئنگ مئے کمکءَ درکپنت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

وھاش شوھاز
[illegible]

انسان

جندءِ عیباں چہ پراموش اِنت مروچاں انسان
وشں نیتکیءِ پڑءَ جوش اِنت مروچاں انسان

نئے تتگ اِنت نئے مننگ اِنت نئے وتی جندیگ اِنت
من نزاناں کہ چیا چوش اِنت مروچاں انسان

بُراتیءُ سیادیءِ جزگ دِلانی مُرتءُ شُت اَنت
اینچو بے سُدءُ سما اِنت مروچاں انسان

مارٹیءَ شیشگءِ نشتگءُ ڈوکے دستءَ اِنت
کئے گشیت بیلاں سرءِ ھوش اِنت مروچاں انسان

گال

[illegible] گچکی

مدام شات باتے مھرنگیں جانی
کہ دات تو منءَ گم، تئی مھربانی

منی زردءِ واھگ تئی جندءِ لوٹیں
تھاریں شپانی توئے ماھکانی

بھارانی پُلیئے تو مھرءِ قلاتءِ
منی زندگانی تئی یادیں جانی

چیا دردءُ دورانی آماچ ئے دلپل
اسل اتک گُلءِ توار قاصدانی

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بانور

عُبیداللہ آزات
سیکنڈ ایئر پری انجینیئرنگ

کُبلیں بروانءُ قدّ حیں چمّاں
شیگیں پونز ماں لانٹیاں سُھریں

بارگیں میان گوں پُچّءُ پوشاکاں
شیر کنیں ثران ءُ کاگدیں لُنٹاں

بجلیں شار گوں زردیں پوشاکاں
سُھرءِ چوڑیک گوں پادءِ پادیںکاں

آسکی گردن گوں پرنکیاں جوانیں
گنڈز نوکیں ءُ زلپ سیاہ ماریں

لنکاں سبزے نُگرھیں مُندریک
تاکی ئیں ھنّی ماں پنجگاں سُھریں

وھدے کندیت ماں سرشپاں لُنجیں
بس کنت آسمانی پری سئیلءَ

کیت نندیت ءُ چارگے لگیت
آگلءَ مرچی شتّری ءَ چاریت

نوں پری جیڑیت ماں دلءِ توکءَ
پرچی ءَ نوں من سئیل کناں بُرزءَ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آزمانک

امبروز

الطاف حسین عابد
فرسٹ ایئر پری میڈیکل

جیئند منی نزیکیں سنگتے اَت ما دوئیں یکیں بازارءِ نندوک اتیں۔ منیءَ لوگ کمّے گِستا گِستا اِتاں۔ ما دوئیں ہم جماعت اتیں۔ آ ہوشیار ءُ شرکردیں بچکے اَت اسکولءِ روگءِ وہدءَ منءُ آ ہوری ءَ شُتیں ءُ ہوری ءَ واتر بوتیں۔ بیگاہءِ وہدءَ من آئیءِ گس ءَ شُتاں ءُ ما دوئیناں گوں سرجمی ءَ وتی اسکولءِ داتگیں کاران ءَ کت. وتی اے کاراں چہ پد ما دوئیں دیم پہ بازارءَ تروتابءِ ہاترءَ ہم ہوری ءَ شُتاں۔

ہمے پیم ءَ یک ہپتگے من تا دیراں آئیءِ ودارءَ نشتاں کہ آ کئیت ما دوئیں اسکول ءَ رواں۔ اسکولءِ گھنٹیءِ لگگءَ کمّے ملّٹ پچتگ اَت۔ جیئند اوں گار اَت۔ گڈّا من جیئندءِ حالءِ گرگءَ آئیءِ گسءَ شُتوں۔ وہدے من آئیءِ گسءَ رستاں تہ من دیست کہ جیئند سک پریشان اِنت ءُ نشتہ حاموش اِنت ءُ ہچّی نہ گوشیت۔ من سک ہیران بوتاں پہ ہیرانی جُست کُت "ترا ہیر اِنت۔ مروچی تو پریشان گندگا کائے"۔ آئیءَ منی گپتءِ ہچ پسّو نہ دات۔ من پدا گُشت "جیئند؟" "تو ہچی نگُشئے تئی پریشانیءِ وجہ چی اِنت؟" چریشیءَ پد جیئندءَ منی گپءِ پسّو دات ءُ منا گُشت "دوشی ...... شپءَ .... چہ مشکتءِ ٹیلیفونءَ اتکگ کہ ...کہ ... منی ... منی برات حمل بیراں بوتگ۔" ہمے گپءِ چہ پد آئیءَ گریوگے زُرت ءُ چمّانی ارسءَ چو جمبری ہوراں گوارگءَ لگّ اِت اَنت ءُ آئیءِ چمّاں اے روژنائیں امبروز چو شپءِ سیاہیں چادرءِ پیما سیاہ ءُ تہار بوُت۔ جیئندءِ گریوگ ءُ ارسے ریچگءَ ات منی دلءَ اے نگیگیں جاور برداشت کُت نہ کُت۔ حملءَ امبروزءَ چہ وت یک زہگءُ ہم ناراض نہ کتگ اَت۔ جیئندءِ ہمراہیءَ من ہم گریوگا لگتاں۔ دومی روچءَ حملءِ جونءِ بال گرابءِ سرا چہ مشکتءَ آورت اِتش۔ بیگاہءِ وہدءَ دربیں بازارءِ مردم یک جاہ بوتنت ءُ حملءِ جونءِ زرت ءُ قبرستانءَ بُرت۔ جنازہءِ قبرءِ کسارتءَ پد دراہیں مردم وتی وتی گِساں رہادگ بوتنت۔ من تا سہہ روچءَ حملءِ پرساں جیئندءِ لوگءَ نِشتاں۔

چہ براتءِ مرگءَ پد جیئند تا جوڑ بوُت تہ من

(منتگیں تاکدیم ٣٦ ءَ سرا)

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ماجد بالیچائی
سیکنڈ ایئر آرٹس

گال

وشنیتکانی چہ ردیں کاراں
شال ءِ سنگت نوں گوں من زاراں

ہندگ ءِ نئیل انت یات ءَ من ءَ مرچاں
تئی جتائی ءِ غم سرءَ باراں

سرجاناں من لال ءِ شوہاز ءَ
وت بلے راہ ءَ مادنیں گاراں

مرتگ انت باغانی کشار اجگیں
چے کبناں ھشکیں ڈنگرءُ داراں

زندماں ویرانیں پڑءَ کپتگ
یک بھارے پہ زندءَ من کاراں

حال ہے شنگ انت ماجد بازارءَ
چم گل ءِ یاتاں تئی مدام گواراں

ارشاد عزیز
بی ایس سی سال اول

گال

لبس انت مہرنگ ہمینچو باز انت
کہ دلے دردءَ گوں ہمراز انت

باریں کئی یات ءَ کئی امیت ءَ
واھگ ءِ سُر بے سروزءَ ساز انت

تئی بدن سر دیں زمستان ءِ علاج
چوگش ءِ آس ءِ شپاں امباز انت

بیاکہ ماھکان ءِ گُڈی وہد انت
بیا مئے پہمیں دگہ ہم باز انت

گیشیں توصیف نہ کرزیت زاناں
نام ارشاد، پنام ءِ پرواز انت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آزمانک

بیزن علی صبا
سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

بھت ءُ بانزی

مروچی پدا گُلام ھما چُنّ جتگیں، نکش ءُ نگارین کوٹی ءِ نیمگ ءَ رھادگ اَت۔ آ کوٹی ءِ گِندگ ءَ انچوش گُمان بُوت کہ چاردھی ماہ ءِ بدے درکیت گڈا کوہ ءِ ڈنّانی سرءِ کپتگیں شیشگ ءُ تِش ترپنت۔ پرے واستہ آ کوٹی روچ ءِ براز ءِ لوٹے انزار بندگ ءَ ترپگ ءَ اَت۔

گوستگیں سالءِ چار روچ ءَ گُلام ءَ را چپراسی ءِ توک ءِ پُترگ ءِ نیشتنگ اَت۔ گُلام ءِ پت یک دھکان کارے اَت۔ آئی ءَ وس کُت ءُ گُلام ءَ را دہ جماعت وانینت۔ گُلام ءَ وھدے وتی پت ءِ چاورد لیست اَنت گُڈا آئی ءَ پہ دیمترے وانگ ءَ دل شُشت۔ آئی ءَ وتی گسترین براتانی آیوکیں روچانی پگر اَنت۔ پرے واستہ آئی ءَ پہ نوکری ءِ شوھاز ءَ تگ ءُ تاچ بناکُت۔ یک بجاروکے ءِ دپ ءَ آئی ءَ اِشکتگ اَت کہ ھمے دیتر ءِ یک کسانیں نوکری ءِ جاہ ھورک اِنت۔ گُلام ءِ دل ءَ وڈوڑیں پکر و ھیال سرءُ جیر بُوگ ءَ اتنت۔ آ گوں وتی دل ءَ جیڑگ ءَ اَت کہ باریں مروچی من ءَ چپراسی تھے پترگ ءَ کلیت یا نا؟ من وتی مچ ءَ نوکیں گُدپُرگُنگ۔ آیا! واجہ مروچی گوں مزنیں مردماں گپ ءُ تران ءَ دزگٹ اِنت، یا مروچی واجہ ءَ را بازیں کار است اِنت؟"

ھیالانی لڑ ھما وھدءَ پُرست کہ گُلام اوّلی باد پدیانک ءِ سرءَ اَت۔ ھما پدیانک کہ پادءِ ایر کنگ مردم ءَ را وتی شترگ ءُ کپگ ءِ تُرس بیت ءُ بازیں مردمانی جان ءِ پُٹ پاد کائنت۔

گُلام ءَ وتی دست کیسگ ءَ بُرت ءُ وتی دست ءِ نبشتگیں اِسپیتیں کاگد درکُت۔ چپراسی ءِ دڑی وڑیان ءَ درگوز کنان ءَ گُلام ءَ دروازگ ءِ دپ ءِ پردہ لیٹینت آنت۔ ءُ اولی پادءِ ایر کنگ ءَ آسک حیران بُوت۔ یک پراہ گُشادھیں کوٹی ئے اَت۔ کوٹی ءِ دیوالانی سرءَ وڈوڑیں عکس لونجان اَت اَنت۔ یک گُنڈے ءَ یک بدھالیں زھگے ءِ عکس اَت کہ گُلام ءِ چم ھمائی ءَ سکّ اتنت۔ آ پادشیاداَت۔ گُدءُ وڑتگ اتنت۔ یک کسانیں بڈّے بڈّ ءِ کتگ اَت ءُ لگے دست ءَ اتے۔ گُلام ءِ ھیال وتی ھماشوانگ ءَ شُت کہ اے کوہ پراہ کوہ وتی رمگ ءِ رند ءَ پہ پادشیادی ءَ گوں وتی بڈّے توشگ ءُ کلّی ءَ کپتگ۔

ھمے عکس ءِ جیر ءَ انگریزی ءَ نبشتہ اات

"A POOR CHILD WANTS YOUR HELP"

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بلے دومی نیمگءَ یک کسانیں جنکوےءِ عکس اَت کہ وتی ساپءِ سلھیں کُچّکءَ راشیرواریگءَ اَت۔ ءُ کُچّک پہ نازشیران ورگءَ اَت۔

دگہ یک نیمگے ہمے سالءِ کلینڈرے اَت کہ آئیءِ سرءَ یک بڑھنگیں جلوہ دارین بلمی جنکےءِ عکس اَت کہ پہ کھیسے چارگءَ اَت۔

"بیاورنا دیچے چارگ دے"

یک گرانیں توارے آئیءِ گوشاں کپت، گلام یک برے گڈا اِتءَ اجازتے گِپت ءُ پترت ھمے دمانءَ الیسرءِ آئیءِ کدءَ بالادءِ ڈیلءُ ڈول شرءَ چارتگ اَنت۔

یک برے پدءَ گلامءِ چم الیسرءِ دیمءِ گھنٹیءُ قلمءُ کاگداں کپت اَنت۔ بلے الّوں آئیءِ ھیال گوں الیسرءِ جندءَ اَت۔ کہ آئیءَ راچے پیتو دنت۔ ہمے دمانءَ الیسرءَ وتی دستءِ کاگد بے تحبلیءَ آئیءِ نیمگءَ شہارت۔ چیزے گوشگءَ چہ پیسر آئیءَ یک دراجیں گہاسگے جتءُ گوشت:

"آپ ایسا کریں، کسی اور جگہ کوشش کریں۔ ہمارے پاس جگہ نہیں ہے"

آ پہ ناامیتی چہ دپترءِ دراتک۔ آئیءَ را وتی گریبیءِ سرا الیسوز لوگءَ اَت۔ پہ دومی دپترءِ روگءِ واستا ناامیتی آئیءِ رامکن کنگءَ اَت۔ "آئیءِ آئیوکیں روچ ھشکیں نندگءُ پتءِ سرءِ جو کنیءَ گوز اَنت" ؟

"اِناّں"

آئیءِ ھیالءِ یک شہمےءَ ھندءِ نامئیں شپک بیل کمالانءِ ھبرءَ ھال چست بوتاں ات اَنت کہ آئےءِ دل سدّکی داتگ اَت کہ "تو دگہ نوکری مکنءَ"

ھمے دمانءَ گلامءِ دستءِ کاگدءِ چنڈ گوّاتءَ چوز مستانءِ درچکءِ تاکاں بال دات اَنت۔

فرزانہ عزیز
بی۔ایس۔سی فائنل

بتل

- شُدءَ مردگوں مزارءَ میڑ بیتہ۔
- آرگان جائے بن سنگءَ چہ وتءَ کم کنئے۔
- شالءَ پوش، شالگءَ مہ شموشں
- نوک کیپگءِ وامءَ مکن۔
- شریداری دیگ نہ گردیت۔
- تئی مدگ گزءَ اِنت۔
- سادھوءَ سد اِیت کہ بارگ تراِنت۔
- مور پہ چرپیءَ رچیت۔
- چہ بلاءِ لاپءَ بلاءِ بیم
- وتی جنگءَ گریوگ نہ اِیت
- دل کہ نہ کشیت نان نہ پشیت
- گپّءَ پہ خدا بکن لٹءَ پہ براتءَ بور
- مدے گریبءَ مجن گریبءَ
- کاھکے بور راھکے برو
- گزءَ روگ مال بوتیں پہ وتئے بوت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کال

بهار علی گوهر - سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

دل کہ ہچ رنگ ءَ منی سالکم ءُ وشّان نہ بیت
مہر ءِ نادراهاں دل ءِ درد کہ درمان نہ بیت

تو کہ ارزان بہ کن ءِ پمّن ءَ وتی مسک ءُ دناں
مئے سر ءَ نود چتو مہلبیں ساچان نہ بیت

ساہ پہ ساہ دل گوں دل ءَ تئی کہ بہ مانیت همسنگ
سر ءِ سودا چو شیں نزکیاں تاوان نہ بیت

چاردهی ماه ءَ چو بانور ءَ وت ءَ پر بستگ
من مہ باتاں کہ گل ءِ میتگ ءَ چوگان نہ بیت

پرکپیں لنٹ ، دهنیں ماهپر ءُ آسکی دیدگ
کئی سر ءِ هوش نہ روت کے انت کہ حیران نہ بیت

ستک ءِ دل جُهد بہ کنت کسّے اگاں مهر ءِ پڑ ءَ
نیست چُشیں مشکلیں کارے کہ آسان نہ بیت

گوهر ءُ لال ءُ گسد من کہ شوهاز کناں
نیست چُشیں روچے زِر ءَ جُهلگیں توپان نہ بیت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

گال

رفیق عاجز
سیکنڈ ایئر پری میڈیکل

وت ءُ را انگو لیک ئے دل ءَ راداگ پر دارئے
گمانی اشکرے زورئے دل ءِ گلّ ءَ را ماندارئے

مرادانی گُلیں امبار وتی جندءَ بکن جُستے
ہما پیشی ھیالاں تو دلءِ میل ءَ گوں ایرارئے

ابید جتوّنہ سھر ئیت دل ابیتکیں چہ وتی زندءَ
مرادانی رواداروک وتی دستاں گوں بیگارئے

بلوریں قدح ءُ کیفاں من ءَ بے وت کتگ بے سار
شُتگ ہوش اوں سرءِ گارانت پدا ساقی گِلگدارئے

وداریءِ منزل ءَ کپتگ مروچ عاجز عذابی ءَ
نہ کنت رھشونی ءَ کیگد وتی جندءَ چہ بیزارئے

گال

محمد اقبال اسیر
فرسٹ ایئر

گوستگیں نیادانی حساب ءَ بل
بستگیں گالانی حساب ءَ بل،

من ھمک تھرءَ ترا دیست مھگل
دلبریں ھیالانی حساب ءَ بل

شات ترا چون بوت منی ڈوبارگ
وارتگیں کیفانی حساب ءَ بل

من ھمک وھد ءَ تئی رھچاراں
گل ودارانی حساب ءَ بل

ھر رتیچ ارساں اسیر پہ بانک ءَ
رتگیں ارسانی حساب ءَ بل

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

ممتاز یوسف
بی اے فائنل

ھیال

منٔ ھیال ءِ بُرزتریں کوہ ءِ سرءَ اُشتات
وھدءِ دیدگانٔ ءَ شانک دات
دُور گندال
نوک بانوریں جنکے
نشتگ میرءِ بادگیرءِ ساھگ ءَ
گوں وتی شارءَ ، ءُ شنگیں مھپراں
چو منٔ ءَ راگوانک جنت
اینگو بیا
نئے منی پادانی پادینکاں بچار
نئے منی گوں مھلباں، ششتگیں بیکاں بچار
نئے منی دستانی دستونکاں بگند
نئے منی ارس میتگیں دوچانی آستونکاں بگند
نئے منی اے گریتگیں چماں، گوں روک روک ءَ بچار
نئے منٔ ءَ دستاں سرءَ ایر موش .
منٔ ءَ نیکہ تلاھے بدے
دور بگند
دور بچار
اے منی موجیں دل ءِ
موجریں
درد ءَ
بمار !

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بازشتریں غزلے

منظور بشمل
فرسٹ ائیر پری میڈیکل

گال

مارا بدل بکن تو بروپہ جھانے ءَ
مہ زنزرایت بلے پہ یک ماھکانے ءَ

ایمان وھدے بیت بہا پہ جی ءُ جانے ءَ
تو بد برے چی ءَ پہ منی یک شگانے ءَ

چے پھر بندئے پہ وتی راج ءِ سرءَ بگش
کہ آس شہرے سوچیت چہ یک گدانے ءَ

سوچ اِت گلاں گوں کارگساں لبزانک ءِ بےسریں
سیاھگ مہ بیت کہ دلجمیں لوٹھیں زبانے ءَ

لکوڑ

گہبودی اِنت ڈٹی زبانانی شر ادا...،
نابودی ءَ چہ لبزنیست پہ شہدیں ترانے ءَ

لیکہ بہ بیت بُرز ءُ بزا نتے پدرا
گشتگ پہ شائرے ءَ یک دُربیانے ءَ

آدینک ئیں شرگداری لبزانک ءِ سنگتاں
بے شرگدار ءَ انچشیں چوگاریں کاروانے ءَ = بے شہر گدار ءَ گاریں چو کاروانے ءَ
بے وزن ×

وت ساہ ئے ندرگت پہ بلوچی ءِ ھزمت ءَ
چوکہ سید پہ راج ءَ وتی پاسبانے ءَ

ایراد بہ بنت وھدے پہ ایراد، تو بجزم،
تئی شائری دُر ءُ ردانک نزوُت پہ جانے ءَ

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

واحد گچکول
فرسٹ ایئر آرٹس

گال

بے ترھیں دردءِ دوائے گُت نہ گُت
گوں وفاھاں تو وفائے گُت نہ گُت

زندگی گوراس بیت چو سیہ شپءَ
پمّنءَ تو کہ سبائے گُت نہ گُت

سمبھینتگ پہ تراوشّیں غزل
تئی چدءُ گیشیں ستائے گُت نہ گُت

بے سمائیں دوست اِنچو تئی ورڑا
ماوتارا پارسائے گُت نہ گُت

تانسریں زندءَ من واحد گوں وتی
وشنیتکاں ھم وگائے گُت نہ گُت

ابرار حمید [illegible]
بی ایس سی فائنل

گال

میتنگءُ بازار تئی ترانگءَ گیجنت
گلگءُ کُہسار تئی ترانگءَ گیجنت

سرکپیت وھدے ھکھاں مہرءَ
ستکیں غم وار تئی ترانگءَ گیجنت

غم جتیں زردءُ شپ جتیں دیدگ
پلپیں بامسار تئی ترانگءَ گیجنت

من وتءَ لیکاں چہ تو بے ترانگ
براہءُ براہ دار تئی ترانگءَ گیجنت

سہہ گریں دودءُ مہر کشیں حیا گرد
مہرءِ شہیدار تئی ترانگءَ گیجنت

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

آزمانک

آسر

شبیر جنگیان
سیکنڈ ائیر پری میڈیکل

تربت کالجءِ بالاچ مسی ہم جماعت اَت۔ آ مُگ جان ءِ پچیں بچکے اَت۔ آ ہژارءُ شرکردیں بچکے اَت کالجءِ توکءِ ہر چکاسءِ اول نمبر بُوت۔ اگن اول نہ بوت تہ دومی ضرور بُوت۔

بالاچ چہ کسانیءِ منی نزیکیں سنگتے اَت چیا کہ ما دوئیں یکیں بازارءِ نندوک اتیں آئیءِ پت بازارءِ ستریں دہکان ات پتءِ ماہے ہشت سد کلدار گپت پنچ سد کلدارے بالاچءِ راہر چہ دات ءُ سے سد کلدارے لوگءِ ہر چہ دات، یک روچے دلمرادءِ گوں بالاچءِ گُشت "بیا روئیں پکنکءَ"۔ بالاچ پہ روگءِ تیار بُوت دلمرادءُ بالاچ دلمرادءِ گاڑیءِ سوار بُوت ءُ شُت اَنت بیدارکءِ مگرب تہار بُوت بالاچ اےمک من گُشت "چوں بُوت باریں شے پکنک، کجام؟ آپیندءِ آپ کجا سبزی۔ آگپءِ مجن" بالاچءِ درائیت۔

یک روچے منءِ نصیر راجءِ کالجءِ ہال دات کہ بالاچءِ دلمرادءِ ہمراہیءِ شراب وارتگ من حیران بوتاں ءُ پہ حیرانی درائینت "بالاچ وتی شریں ہمراہیءِ انت آ ئیءِ چوں شراب وارتگ"۔ "بالاچءِ را دا تگءُ شراب اش وارینتگ"۔ نصیرءِ پسہ دات۔ نصیر راج تربتءِ توکءِ نندوک اَت پمیشکہ بالاچءِ

ہالءِ مالوم اَت۔ "بالاچءِ پت اے حالءِ مالوم بہ بیت گُڈا بالاچءِ راچہ وانگءِ درکنت" منءِ گوں نصیر راجءِ گُشت۔

یک شپے من دیست سنجرانی ہوٹلءِ بالاچ گوں دلمرادءِ اےمک ہمانہ اِنت کہ بہ کپ اِیت۔ سُہب بوت من بالاچءِ راچہ کالجءِ درکِتءِ گُشت "بالاچ من ترا دیستگ۔ توءُ دلمراد بوتگے۔ تو سک بے ہوش بوتگے من وءُ چدءُ ساری نصیر راجءِ گُشتگ۔ منءِ باور نہ بوتگ دوشی من وت ترا دیستگ"

"من نہ بوتگاں نصیر راج اوں دروگ بندایت۔ تو اوں پدءِ نصیر راجءِ ورڈیں بےکوبےءِ" بالاچءِ گُشت۔ "بالاچ ملکاں دگہ مردم سک بازاَنت۔ پرچہ من چُشیں گپّےءِ نہ گُشاں۔ منی دل سُچیت ترا گنداں پرےحالءِ" من پہ دردواری درائینت۔

"ترا منی کارءِ کار نیست تو وتیگءُ من وتیگ"، زہرءِ گُشتے ءُ بسترءِ زرت اَنت ءُ چہ ہاسٹلءِ در اےمک۔ یک روچے من دیست افغان ہوٹلءِ منءِ توارےءِ جت۔ من نشتاں۔ گُشتے "تو چونءِ حالاں بدءِ باریں؟" "من جوڈاں" منءِ پسہ دات۔

"وانگءِ حالاں بدءِ باریں۔ وانگ چون اِنت؟"

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بالاچ ءَ درائینت۔ ”واںگ شتر اِنت۔ لہتیں روچاں پد چکّاس بوہگی اِنت“ من آ حال دات۔ ”اے چکّاس ہچبر نہ گُٹھ اَنت“ آئی ءَ پہ شُزاری درّائینت۔ دمانے ءَ رند وہدے من ءُ آ ہاسٹل ءَ شُتیں، راہ ءَ آئی ءَ سگریٹے بُن دات۔ سک بوئے گُت ”اے چی ءِ تئی دپ ءَ اِنت؟“ من پہ حیرانی ءُ اجکّہی جُست گُت۔

”اے …… چرسے۔“ آئی ءَ پسّہ دات۔ ”اگں من ایشی ءَ مہ کشّاں، گڈا اسک نہ گیگ باں۔ ہمیشا پہ نالاچی کشّانے ……“

لہتیں روچ ءَ رند چکّاس بوت اَنت۔ وہدے آ سر درآتک اَنت۔ تہ بالاچ پیل اَت۔ من حیال ہمیش گُت کہ بالاچ ءِ حال ءُ گرگ ءَ آئی ءِ لوگ ءَ بُروان۔ من تئی وہدی آئی ءِ لوگ ءَ نہ شُتگ اِتاں۔ یک بیگاھے آ وت ہاسٹل ءَ منی کوٹی ءَ اتک۔ آ سک لاگر اَت۔ ”من امتحان ءَ پیل بوتاں۔ پت ءَ منی وانگ ءِ ھرچ بند کتگ ءُ پترگ ءِ شرط ءَ آئی ءَ گُشت۔ ھمے دمان ءَ لہتیں کاگد و ماگدے درگُت ءُ دگر وڑیں چیزّے ءِ کشّگ ءَ لگّت۔ ”اے چی ءِ؟“ من پہ باز حیرانی ءُ اجکّہی جُست گُت۔

”ہیروئن“ آئی ءَ پہ بزّگ بزّگی منی نیمگ ءَ روک ءُ وک ءَ چار اِت ءُ پسّہ دات۔

”بزاں شراب ءِ آسر چرس بوُت۔ ھچہ چرس ءِ نوں تئی سرا ہیروئن ءَ کپتگ؟“ پہ حیرانی واجکّہی چہ منی دپ ءَ درآتک۔

(منتگیں امبروز)

آر ءِ ہسپتال ءَ بُرت۔ ڈاکٹر ءَ آرا دارو درمان دات آ ہمے زوتاں جوڑ ءُ سلامت بُوت۔ اے وہداں کہ جیئند ءِ برات حمل بیراں بُوت۔ جیئند دہمی جماعت وانگا اَت۔ چریشی ءَ پد جیئند ءِ سالینی چکّاس بُوت۔ جیئند ءَ اے چکّاس ءِ تہا بہر زُرت ءُ سوبی بُوت۔ پدا جیئند ءِ پت ءَ دہقان کاری کت ءُ وتی زہگ ءَ را ایف، ایس، سی ءَ داخل کنائینت۔ ہمے پیما ایف، ایس، سی ءِ چکّاس وہدے کہ بوت، جیئند ءَ اے چکّاس ءِ توکا ہم بہر زُرت۔ ءُ گوں جوانیں نمبراں پاس بُوت۔ آئی ءَ رابولان میڈیکل کالج ءَ پہ وانگ ءِ بابت ءَ سیٹ رس اِت۔ لہتیں سالاں پد آئی ءَ ایم بی بی ایس گُت ءُ ڈاکٹرے جوڑ بُوت۔ ہمے پیما جیئند چہ امبروز ءِ گرانیں سکیاں ءُ رندنوں الکابیں زندے ءَ دوچار کپت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

اسلم خان
سیکنڈ ائیر آرٹس

آزمانک

آزمانک ءِ اسلی مانا دروگیں گپ اِنت ۔ لبزانک ءِ توک ءَ آزمانک، کسانیں کسہ ءَ گُش انت ۔ اُردو ءَ ایشی ءَ افسانہ یا مختصر افسانہ ءُ انگریزی ءَ شارٹ اسٹوری گُش اَنت ۔ آزمانک چہ ناول ءَ زندی چیز ایت ــــ تنی وھدی ناول و تی تکنیکی، بُن گیج ءُ اِزمی معیار ءَ زرستگ اَت کہ آزمانک پیداک بُوت ءُ انگت ءَ چہ دگہ دگہ چپ ءُ چوٹیں راھاں گوْزان اِنت ۔ اے لبزانک ءِ اولی شکل اِنت کہ چہ انگریزی ءَ مان اُردو ءَ اتک ءُ چہ اُردو ءَ مان بلوچی ءَ ایشی ءِ توک ءَ داستان ءُ ناولانی آدراھیں ھاسیت اَست اَنت کہ کہ چہ کرناں تفریحی، اخلاقی ءُ شرگداری مقصداں داستاں کارمرد گنگ بنت ۔ مِثالِ ھبر ءَ کسہ، کردار، منظرنگاری، پلاٹ، جزبات نگاری ءُ دگہ ھمے ڈولیں چیز ۔ آزمانک یک انچیں گونڈیں پگری داستان ءَ کہ آئی ءِ توک ءَ یک ھاسیں واقعہ یا یک ھاسیں کردارے ءِ سراگپ بیت ۔ ایشی ءِ توک ءَ پلاٹ ءُ ایشی ءِ واقعاتانی تفصیل انچو کسان ءُ بیان انچو منظم بیت کہ آیک ھوریں اثرے پیداک کنت آزمانک پڑ کسان بیت ہمیشا ایشی ءِ توک ءَ ناول ءِ ھاسیت

پہ گونڈی آرگ بنت آزمانک ءُ ناول ءِ بنیادی پرک ھمیش اِنت کہ ناول دراج بیت ءُ آئی ءِ کردار باز بنت ۔ بلے آزمانک گُک بیت ءُ آئی ءِ کردار کمک بنت ءُ آزمانک ءِ زلورت ھما وھدءَ مارگ بُوت کہ انسانی زندگی باز معروف بُوت ءُ انسان ءَ ناول وانگ ءِ فرصت نہ رس اِت ۔ ھمے حالتاں آزمانک پیداک بُوت ۔ کہ آئی ءِ تہا انسانی زندگے ءِ عکس کشی، منظرکشی، کردارنگاری، پلاٹ ءُ دگہ ھمے ڈولیں چیز بیت ۔ دُنیا ءِ نامداریں آزمانک نویسانی توک ءَ فرانس ءِ موپاسانٹ، روس ءِ چیخوف، امریکہ ءِ ٹرومن کپوٹ، برطانیہ ءِ سومرسٹ ماہم ۔ مصر ءِ توفیق الحکیم، اُردو ءِ کرشن چندر، سندھی ءِ جمال ابڑو ءُ دگہ بازیں آزمانک نویسے ھور گنگ بیت۔

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بازجوان انت

غنی پرواز

بیت

بیت اِنت ۔ اُمبرہ لُنجیں شپاں چتّو ماھکان
بیت اِنت چتّو روژنا روچاں دُرھیں جھان
تئی برکت ءَ ھرراھی انت ۔ منزل ءَ جنان
تئی منّت اِنت ، سرجمیں دُگنیا ءِ زندمان
اِستار ءُ ماہ ءُ روچ ، تئی ۔ زیب ءِ دروشم اَنت

ھررنج و گمے چتّو وتی دُور ءِ دارگ اِنت ...
ھرشادھ وگلے ۔ تئی نیادانی مارگ اِنت
ھرمرگ ماں دل ءَ ۔ تئی ھیال ءِ نیارگ اِنت
اللہ اِزند اصلا تئی ۔ راہ ءِ چارگ اِنت
دوزہ تئی بے حیالی ءُ جنّت تئی مولم اَنت
زیبائی بِبیت ، ٹھل بِبیت یا بِبیت وفا
بالاد ءِ مَڈّی ئے بِبیت یا واھگ ءِ مَتا
وَڑ بوی ببیت ، رنگ ببیت یا بہار ءِ گا
مہکانی زردپیں ببیت یا سُھر دپیں صبا
تو حقّ ، تئی حقیقت ءِ اے درست موسم اَنت !

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

لوٹ (سانیٹ)

غنی پرواز

ماں شانتہ زندءِ سیہ شپءِ ھرجاڑیں نیمگاں
دنیا گشتے کہ سرجمیں پہنیام و اندرانت
آلم گشتے کہ سرجمیں بے راہ ءُ آپسرانت
نے بیرت بامسارءُ بیت نئے کہ ماھکاں

ھنچشیں کہ ماں جہانءَ بونگ کرن ءُ باریگاں
بنی آدم گشتے کہ ھما ڈولءِ بے سرانت
انگت گشتے کہ بے وس ءُ بے واک ءُ بے درانت
میرانءِ ھلکءِ بندیگ انت مرچی ھوں زندمان

بیاات پہ رُژنءِ حاطرءَ یکّے کمّے گم کنیں
آزگ بنت دلانی تاکہ ڈراھیں ٹپ ءُ داگ
بیاات دلانی دردءُ سوزمانءَ جم کنیں
یکجا کنیں اشانءَ کنیں روک ھزار چراگ

روچے نہ روچے بلکیں بہ بیت روژنا جہان
بنی آدمی بہ بیت پہ وتی منزلءَ روان

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

کتاب

شرّیں هم هست و بدیں هم

شما

شرّیں کتاباں بوان اِت

پرچالہ

شمارا وت شربوگی اِنت و دگراں هم شرکنگی اِنت

شرّیں شرّیں کتابانی بُنجاه

یات بکن اِت

پاک نیوز ایجنسی۔ تُربت مکران (بلوچستان)

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Players getting introduced to the Principal.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

The Principal with the members of the Editorial Board.

A group of the students ready to go for study tour.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

The student speaker at the Science Seminar.

The audience of the Science Seminar

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

The Principal with the College Staff.

The College Cricket Team.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

The Principal giving prize at the end of Science Seminar.

A Table Tennis Tournament.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Golden Week Celebration and the members of the college football team.

The Principal giving prize at the end of Debate.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

The College Botanical Garden and its Staff.

The Principal and the College Teaching Staff.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

A view of the College Building.

A view of the College Complex.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

The teacher with the students (Botany Deptt)

Our Principal

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Tallo. A concoction made by boiling dates is given to children immediately after birth. Dates mixed with ashes and ghee are used as fomentation.

Animals of all kinds are fed and attended on a gruel (noks) made of compressed dates kneaded in water in amen season every morning and evening. Even the fodder and grain ration are mixed with dates.

Dry leaflets are used in the manufacture of baskets, mats and other articles. A solution of date, kark (Calotropis gigantes) and salt is used for tanning. The date tree provides timber for building.

Quotable Quotes

A committee can make a decision
that is dumber than any of its members.

You're never a loser
until you quit trying.

Getting angry can sometimes be like
leaping into a wonderfully
responsive
sports car, gunning the motor,
taking off at high speed and then
discovering the brakes are out of order.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

June a few ripe fruits are available. This is a precious gift that the farmers give to their friends and relatives. This main harvesting period (amen) begins in July and ends in September. It is the season when the Kech Valley hums with activity. Not many years ago the people from the hills and also the coast would flock into the valley. They would live on date. They would collect date for which they would be paid in date. After the season is over they go back home with a load of date. The camel, the goats, the sheep, the cow and the donkey would have their share in the date. With pouring of money in Makran from the Middle East and the diversification of economy, the amen season has greatly lost its fervor and glamour and the seasonal migration of labour into the Valley has been considerably reduced. Recently merchants from Karachi have started to come to the Kech Valley for purchase of date. They started to come to the Kech Valley for purchase of date. They have been paying good money and thereby the interest in dates has been revitalized.

The date is usually gathered with the help of a small jarshaped palm basket, which has a small string around its neck. The basket is passed over the bunch of date when it is half ripe. The basket is tied with the bunch with the help of the string attached with the basket. After three weeks the bunch is cut off from the tree without taking it out from the basket. This work is done by one person who is an expert climber of palm tree.

Date is preserved in earthen jars (humb) of various sizes or baskets made of date palm leaves (danagi) or date pounded with feet (laghati) in palm leaf bags.

USES OF DATES

The dates are eaten green, half-ripe and ripe. Some special preparations. Harag is made of immature haleni and mazati dates which are boiled and then dried in the sun. Dastlaghath is prepared from haleni and dandari dates by skinning the fruit, extracting the stone and then kneading the dates into a paste. It is usually preserved in dry sheep skin. Haleni and Begum-jungi dates are cut into pieces lengthwise and then preserved in jar. This is called

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

around the main stem. The part of the offset which remains above the ground is further wrapped in date fibers or in mats made of dwarf palm. The wrapper protects the offset from heat and cold. The offset is then put into the hole. After one year the leaflets appear above the wrapper and soon after the upper end of the stem also makes appearance. It is then that the wrapper is removed.

For forty days after planting of the offset water is given every alternate day. Therefore water is required every fourth day. After one year water is applied every seventh day. Once roots spread out in the surrounding fields no routine irrigation is required. But supply of irrigation water assures good growth, better yield and long life. A good tree may live for 180 years or more, attain a height of 80 to 100 feet with a girth of about 5 feet and give 60 to 120 kilos of ripe fruit. The gogna date palm may produce 240 kilos of fruit. The date palm may survive for three to four years without rain and irrigation. After that it dies. Insufficient water in any year will adversely affect the yield.

The stem grows to about two feet in six years after planting. It looks like a dwarf tree and starts to bear fruit (two to three bunches). After eight years it attains a man's height. It is then called mach, a full grown tree.

The date season in the Kech Valley divided into for periods. Machgonsh is the season of fertilization of the date spathes. This take place in the middle of February. Then comes the period of papunkwaran which begins in the middle of May and continues upto the end of the month. It is time to eat green fruit (papunk). It is relished by the poor women and children. It is eaten in two forms, rekiwar or sorapag. Rekiwar means eating dates after ripening on the sand. Green dates are plucked in the morning and spread over sand under hot sun. It is kept there for several days after which it looks like ripe date. The second method is that sora page (sour water) is removed from the green fruit by beating with a stick and what remains is eaten. By the end of May begins the period of rang of kulant which lasts upto the third week of June. It is the time of half-ripe dates when the fruits take color. These dates are called kulont. By looking at the first color on the date the farmer predicts the type of crop that he is going to get. Therefore it is a period of hope and expectation. Every body wishes to hear the good news. In the last week of

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

larger than Begam Jungi. Chapshuk and Zard-e-kalligi are other dates which are eaten fresh. Sabzo is as excellent a date as ap-e-dandan but it is found mostly in Panjgur and is not very common in Kech.

Among pedigree dates of second quality may be mentioned dandari, rabai, qusbaqo, shinglish kand, haragi, miri-e-zard, panidi, jowano-bu-shams qoari and reko. All of them are eaten fresh. Some of them like dandari can also be preserved. Juice extracted from some of the dates are preserved in humb or date-jars. Most of the dates have yellow color.

Some of the ordinary quality of pedigree dates are dishtari, roqini, jauzo, masudi, nasua, qonzali, kaleri, husseini, kungo, sadrami, kaleri and kaleruk are red. Goqna (cow date) and kala-dizzali are the dates of largest size in Makran.

Among the kuroch (indigenous) dates kuzanibad and barr-i-shakari are of good quality while Shehri, Siah-dap, Pono, Bindak, Irdiki, Shakari, Napagi, Ichko, Fard and Zorabad are of second quality and there are many varieties of ordinary quality (Rago, Anguro, Wash Kung, Sorien ap-e-dandan, Umbi and others).

DATE CULTIVATION

The date tree when young produces a number of rootsuckers round the root. Out of these rootsuckers three or four offsets are selected and the remainder are cut off as they take much nourishment out of the parent tree. The selected offsets called gwang are allowed to remain with the parent tree for three to eight years depending upon the variety of the date. By the time they attain a height of three feet, they are ready for transplantation.

A plot of land of good soil is then selected. Usually the milk soil is preferred. Rows of holes about 7 to 14 feet apart are dug which vary in depth from 8 to 12 inches. Between the rows water channels about 2 ft. wide and 1 1/2 ft. deep are made This is done between the end of February and beginning of April. The offsets are then removed from the parent tree. Their lower leaflets are cut off and they are used to wrap the upper leaflets

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

dot the water channel, therefore whether they receive water for their field or not, the date palms continue to receive water. Date palm as a prestige symbol has a long history. Deep seated social attitude do not easily die out.

Dates in Makran have a very long history. Strabo has mentioned the existence of date palm in Makran. Alexander's army (326 B.C) would have perished in Makran's sandy desert by hunger but for the presence of dates. When the Arabs entered Makran in the seventh century they found date palms grown extensively. There is a strong possibility that date palms entered Makran in the distant past from the Arab countries as the names of some of the species of dates are a corrupted form of Arabic (jowano bu shams, masudi, musali, rabai, barni and halemi).

In Makran irrigated oases and date palm go together. A deyat (irrigated oasis) will be considered incomplete without date palm. Two areas are particularly important for date palms namely the Kech Valley and the Rakshan Valley (Panjgur). Of the two, the Kech Valley is more important.

VARIETIES OF DATES

Dates belong to the species Phoenix dactylifera. In Makran more than 100 varieties of dates are distinguished on the basis of size, shape, color and taste of the fruit. All the dates are divided into two groups: nesabi and kuroch. Nesabi are high class pedigree dates of good taste and high value. Kuroch are indigenous dates of inferior quality.

Among the Nesabi dates some varieties of best quality are ap-e-dandan, begam janqi, haleni, nazani, zard-e-kallaqi, muzati or muzawati, sabzo, chapshuk and arrisht or arrarisht. Ap-e-dandan is yellow in color. It is about 1-3/4" long with broad head and narrow tail. It is delicious and is eaten fresh. It is shorter and rounder than ap-e-dandan. It is a late variety date. Locally it is called posh-pag i.e. latest of all. This quality adds to its importance. Nazani is also eaten fresh but it is a rare date. Begam-Jangi and Muzati are well known for their keeping quality. They can be preserved for long without deterioration or loss of taste. Muzati has red color and is

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

DATES FARMING IN KECH VALLEY

Prof. Ali Bakhsh Dashti

Date in Makran is a food crop, cash crop and prestige crop. Date for a long period of time constituted the staple food. It was eaten green, half-ripe and ripe. It was eaten with jawar, wheat, rice and also fish. Many poor persons lived exclusively on date for months. Date was also given to the animals for fattening. It was not the cereals but date which made possible to make a living from small farms. Recently with prosperity coming in the Kech Valley and with change in the life style date is no longer the staple crop. Wheat, rice and jawar have taken its place. Date, however, continues to be an important form of food. It is taken as sweet dish after food and as breakfast in many families.

Since date has served as staple food for long, it was also an important cash crop. Those who did not posses date palms would purchase it in the market. The surplus date was invariably marketed. With shift in diet habits date as cash crop has lost some ground. However during the last five years date is again gaining importance as cash crop. Merchants from Karachi have started to go to Makran for purchase of dates. The farmers in the Kech Valley have welcomed this development. The date palms per farm was 100 in 1970 that increased to 155 in 1990.

Date is also a prestige crop. To have a respectable position in the society one has to own a few date palms. If a person does not own some date palms it will be difficult for him to marry in a respectable family. Therefore a person who loses interest in the farm because of its fragmentation to an unmanageable small size or because of better earning from other sources he still keeps his share in the land and water. Many a times these people are reluctant to pay for the maintenance of the karez and they hinder its smooth working. In this they are encouraged by the fact that the date palms

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

THE QUOTATIONS WHICH APPEALED TO ME

Naguman Hamdam
Third Year Arts

- One thought driven home is better than three left on base.
- Children are likely to live up to what you believe of them.
- An optimist stays up until midnight to see the new year in. A pessimist stays up to make sure the old year leaves.
- Most men pursue pleasure with such breathless haste that they hurry past it.
- At the touch of love, everyone becomes a poet.
- Always do what you say, you are going to do. It is the glue and fiber that binds successful relationships.
- To carry a grudge is like being stung to death by one bee.
- You do not stop laughing because you grow old; you grow old because you stop laughing.
- When a man is willing and eager God joins in.
- We must accept finite disappointment but we must never lose infinite hope.
- It requires wisdom to understand wisdom; the music is nothing if the audience is deaf.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

PEACOCK

Mir Jan Mir
First Year

A peacock is a very beautiful bird. It has a nice crest on its head. It has a long tail of beautiful feathers. These feathers have many eye-like spots on them. Peacocks live in large flocks. They can run very fast. They can fly very well. Sometimes they dance with wings and tail outstretched; then it looks very beautiful. Peahens are not so beautiful as peacocks.A peacock is of dark blue colour.This beautiful bird is found chiefly in India. It is also found in Pakistan, Japan, Sri Lanka, Tibet, China and some parts of Europe.

It is useful to us in some ways. Many of us keep it as a pet. Some men keep its beautiful feathers to decorate their drawing-rooms. It's quills are also used for writing. It is a big enemy of snakes. This beautiful and lovely bird is held sacred by Hindus.

Quotable Quotes

You can't run a society or cope
with its problems if people
are not held accountable
for what they do.

There are times when forgetting
can be just as important as
remembering - and even
more difficult.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

SELECTED QUOTATIONS

Sammy Perwaz
1st year

(1) Man is born free and every where he is in chains (Rousseau)

(2) A man can do as he will, but not will as he will. (Schopenhauer)

(3) Man is a warrior, woman is the creator of man. (Nietzsche)

(4) Our earth is a shining planet. (M. Gorky)

(5) All that is real is rational, and all that is rational is real. (Hegel)

QUOTABLE QUOTES

The best discipline, maybe
the only discipline that really
works, is self discipline.

Wherever they burn books they
will also, in the end, burn
human beings.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

is done specially on caps. These caps symbolise the culture of the Eastern Balochistan. Small pieces of glass are also used in the embroidery. These caps when worn by the shepherds, shine beautifully in the sun, while the sheep graze in the pasture. There are many kinds of embroidery spread all over Balochistan. Some of the names are as follows.

1. Bagh dady
2. Chenok
3. Kapot-a-nal
4. Merchuk
5. Jalar
6. Chileko
7. Kash
8. Mosam
9. Baharo-o-Pharago
11. Kantuk

The Balochi embroidery is used as a fashion and is very much popular among all the people. The Baloch Doch-Ger women have developed many intricate designs with great labour. Balochi embroidery can be exported to earn a lot of foreign exchange.

Quotable Quotes

Pride is tasteless, colorless and sizeless. Yet it is the hardest thing to swallow.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

BALOCHI EMBROIDERY

Bezan Saba Baloch
2nd year Pre- Medical

A culture reflects the present, and the past of a nation and determines the future. Dress plays an important part in any culture. In Balochi culture no one can deny the importance of Balochi embroidery. The Baloch women weave exquisite embroidery, which is liked by all and sundry. It is very popular among Balochis and throughout Pakistan. There is great demand of Balochi embroidery even in Europe and America.

The Balochi enbroidery is done in attractive colours and in different designs. Smooth embroidery on cloth is done with needles, coloured threads, pieces of mirror, leads etc. The Balochi women do a lot of fine embroidery which is liked throughout the world. The women who do Balochi embroidery are called "Doch-Ger". They work with keen interest and with confidence. Embroidery work takes a lot of time. Even a shirt can take months for an intricate embroidery. The Balochi women have developed many designs and have given them different names.

There is a lot of difference in the embroidery worn by the old women and the embroidery worn by the young girls. The old women wear dresses of dark colours with sober embroidery, while the young girls wear dresses of bright Colour with rich embroidery. Embroidery is done on all parts of the shirts like collar, sleeves and the front.

Balochi embroidery is very popular among the college students. They wear embroidered shirts, caps and jackets and use embroidered handkerchiefs. Balochi embroidery is also done on articles like pillows, table cloths, bed sheets, hand fans etc. Intricate work of embroidery

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

JOKES

Mir Jan Mir
First year

Father : Well son, how did you get on in the history exam?

Son : Not very well, Dad, the questions were asked about things that happened before I was born.

Ann : I'm glad I wasn't born in France.

Dan : Why's That?

Ann : I can't speak French.

Doctor : I can't decide exactly what's wrong with you. I think it is drink.

Patients : That's all right, doctor. I'll come back when you're sober.

Teacher : Now Maisie, tell the truth. Did your father do this home work for you?

Maisie : No Miss, he didn't. He tried, but Mum had to finish it.

Teacher : How many sides has a tootball?

Pupil : Sir, two; inside and outside.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

THE EVILS OF DRINKING

Naguman Hamdam
B. A. Final

Drinking too much wine and gambling are old sins of mankind. Man has always known how to produce alcoholic drinks from fruits and vegetables. Islam and Christianity denounce the sin of drunkenness.

Wine, beer or other fermented drinks all contain alcohol. The alcohol first stimulates the body, then gradually confuses the thinking powers. A drunkard will gravely proceed to do something which seems to him quite sensible though in his sober moments he would see that it is nonsense.Continued drinking for a long time would dull one's thinking and mental process and weakens the body. Intelligence tests have shown that even a small amount of alcohol affects reasoning powers unfavourably. A drunkard is often a noisy and quarrel some person. He loses his senses but thinks that he is fully conscious and is doing the right things. Thus his impaired senses do him great harm. By the passage of time, prolonged intake of alcohol damages his nerves, stomach and liver. He needs more alcoholic drinks to satisfy his ever growing need of it. This evil practice makes him look older than his age.

Unless he is very rich, his family leads a poor life. Such a person tends to neglect his wife and children as the money available for food and clothing is spent on buying alcoholic drinks.

A drunkard is not respected in the society. He also loses self confidence and cannot command the respect of his family and friends. So we come to the conclusion that we should never, never, never ever go near beer, wine or other alcoholic drinks and should discourage our friends who are addicted to it.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

proved to be good mothers, good house-wives as well as good doctors, administrators, politicians and good workers in all fields. Our women can feel proud of their achievements. The nation acknowledge their contribution towards the national progress and has high esteem for it's womenfolk.

Quotable Quotes

You know you're
old when you've lost all
your marvels.

Faith is like radar that
sees through the fog - the reality
of things at a distance that the
human eye canot see.

If god had really intended men to
fly, he'd make it easier to
get to the airport

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

WOMEN'S PLACE IN OUR SOCIETY

Afshan Zeb
First Year Pre-Medical

In the past, it was thought that women were inferior to men. And they were not allowed to participate in the social life. Their activities were limited to domestic life only. Upto the 19th century, the women were treated as servants of homes. Not to speak of taking part in social and Political activites and adminstration, they were not even allowed to raise their voice before their husbands.

It is only in the modern times that the women are allowed to take part in the social and political life. Modern women are thousand times luckier than the women in the past. They can now take up any profession they like. In some respects they have excelled men. In the field of sports, intellectual and artistic pursuits, in offices and industries, women have set a new record of honesty and efficiency. They can be fully trusted with the work assigned to them. Women have succeeded well as teachers, doctors and nurses. Women are competing with men in all fields like business, trade, industry, politics, administration, scientific research and in the field of literary and artistic activities. Women are found in almost every department, even in police and military. A lot of girls are working as air-hostesses, clerks steno-typists and secretaries. As the time passes, we shall get used to see women working side by side with men, riding, driving, flying planes, playing and even fighting with enemy. In Pakistan women enjoy a lot of freedom. They work along with men in the fields of education, medical, industry and business. Our village women work in the fields and help grow rich harvests. In Pakistan women have rights equal to men. They have the right to vote, which is a great privilege.

It is evident that women will play a greater role in the progress of the country. They enjoy a privileged place in our society. They have

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

LOVE LETTER OF A BIOLOGIST

Mohsin Balach
First Year, Pre-Medical

From, Biology Lab.
Date: Day of experiment,
Nov. 21, 1991

My dearest .... !

I received your letter yesterday. Since then my heart has been fluttering like the heart of a frog. I wish that you always smile like a "sea horse".

But, please, don't fondle me with a "pair of scissors," and don't tease me, because I am busy with an experiment on a "pigeon". I know that you are more beautiful than a sunflower, but you must come to my heart's laboratory, and listen to my heart's lecture, which presents best theory of life for both of us. I don't like any cell wall to come between our hearts, because you are a necessity of my life, like the blood circulation.

With best wishes,

Your Lover (a biologist)
R. N. A.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

" L I F E "

Abdul Nabi Baloch
2nd year
Pre-Medical

Life is such a storm which does not give time to man to mourn the passing movements. What is life? We know about it after it has passed away. Man has happiness as well as afflictions in his life.

Life brings about a situation, where a man is obliged to bear it. At last life finds a way out. Man goes on this way considering it the inevitable fate, forgetting other things. Here lies greatness.

Every one has joys and worries in life. But some people have no worries. Happiness is precious.

As flowers are deeply related to thorns; so is darkness to brightness. Similarly worries are also very deeply related with life. Life is not enjoyable when there are no worries and change in it. Worry is the second name of life. Joys are unfaithful,which come for a short time give a grimace and push man into the ocean of remembrance.

Pains is partner of life. Infact, pleasure, that comes for a very short time is not worth it. It comes for pains and sorrows to take it's place.

No doubt we should remember joys but not so much so that we forget sorrows. We should act well in the world so that we come out good on the day judgement.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

the college students are keen to publish photographs taken by them. Their joy known no bonds when their photographs are published in the college magazine. In this way the college magazine helps boost new talent. The young budding authors and poets are encouraged a lot when their works are published in the magazine. Obviously, it is a rare pleasure to see one's work in print in the college magazine.

The sports and cultural editors give their reports on sports events and the cultural activities like dramas, music, debates and seminars. Thus we learn a great deal about the manifold educational, literary and sports activities of the college. We learn how many students have performed extraordinarily and won distinctions in the examinations. Such students bring credit to the name of the college.

The college magazine is a comprehensive magazine as it contains valuable articles from the college professors and from the ex-students, who want to convey about their successful career and about their interesting experiences. Thus a college magazine plays an important role in the life of college students. For old students it revives their memories.

Quotable Quotes

Every private citizen has a public responsibility.

Stop worrying about the potholes in the road and celebrate the journey!

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

"THE IMPORTANCE OF COLLEGE MAGAZINE"

Mohammad Imran Ashraf
B. A. Final.

A College magazine is a mirror of the college life. It reflects the literary, educational and sports activities going on in the college. It projects the important events celebrated in the college during the year. It also contains news about the college. A lay man can judge the standard of the education of a college just by going through the college magazine. The magazine is a periodical publication and is often published once in a year. It shows the activities of students in the field of their extra-curricular activities as well as in their academic ventures. That is why every student looks forward for its publication and contributes to it. The magazine is received by the students very enthusiastically.

The magazine prepares students for their future. It gives them training in concentration of thoughts and ideas and in discipline. It can educate and prepare students for their different roles in society which they will certainly play in the near future. Students can benefit a lot by the friendly guidance of a college magazine.

The college magazine has an Editorial Board which consists of senior students of the college. These students editors make preparations for the magazine under the friendly supervision of the college senior professors. The Principal of the college is the patron-in-chief of the magazine. The student editors are thus guided by the professors and they receive their first training in how to publish a magazine.

The young writers and poets get an excellent opportunity for displaying their talent. Essays, short stories, poems, informative articles are written by students and are published in the magazine. This cultivates a fine literary taste among the students. Amateur photographers among

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

of his characters his own cough and another his own mood, and made a play out of actual rehearsals. The characters of his greatest plays look like the members of his theatrical company. It was his great desire that he should die while playing the part of the sick man as he really was.

The actor in him influenced his writing. He wrote as much, as he could most naturally act. He gave himself choleric parts, servants' parts, a hen-pecked husband, a foolish bourgeois, and a superstitions old man.

Comedies, in his view, might be funny, it they are based on double vision of wise and foolish, right and wrong seen together or side by side. The main feature of Moliere's technique is a mixing of imaginations or of contexts.

Both the Government and the church were his enemies. The court wanted more light plays than great works. The church prevented public performance of two of his plays "The Tartuffe" for five years and "Don Juan" for the whole of his life.

One of his greatest creations George Dandin, was often dismissed as a farce. The world acknowledges his genius and pays high tribute to him. He died at the age of 51 years after 30 years of artistic and literary struggle.

Quotable Quotes

Laziness has many disguises.
Soon "winter doldrums'
will become 'spring fever'

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

MOLIERE

Sammy Parwaz
2nd year
Pre-Medical

Moliere was born on January 15, 1622 and died on February 21, 1673 in the heart of Paris. He got his higher education in Philosophy and Law. His father, one of the appointed furnishers of the royal household, intended him to take over his royal appointment. But he was very fond of stage acting and play writing. So he joined nine other fellows to produce and stage comedy plays. They named their company "Illustre Theatre". It was founded in 1643. He began to write plays for the theatrical company, and at last became one of the greatest stage actors and play writers of the world.

He was a comic actor and writer. Although comedy had a long history before him, but he succeeded in inventing a new style that was based on a double vision of normal and abnormal, seen in relation to each other.

His dual positions of acting and writing were not separated from each other, but inter linked. His plays were made for the stage. Comedies, in his view, were made to be acted.

It is a good proof of freshness of his art that Charile Chaplin the greatest comic artist working centuries later for other media, is compared with him (Moliere).

Voltaire described him as "The Painter of France", because all the ranges of French attitudes are found in his plays.

He had tireless energy for acting. He was always ready to make a scene out of an incident, to put himself on a stage. He gave one

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

BALUCHI SONNET

Written and Translated by:-
Ghani Parwaz,
Assistant Professor of
Political Science

DEMAND

The dark night of life has spread everywhere
It seems as if the whole world has sunk in the darkness
It seems as if the entire humanity has neither any way nor any destination
Neither the sun rises nor the moon

It also happened in the old times
There is no leader for the mankind
Mankind even now is weak, helpless and homeless
even today the humanity is imprisoned in the village of death

Let us grieve a little for the light
So that, the wounds of heart freshen
let us gather all the pains and sufferings
and kindle the thousand lights

so that the humanity may take a start
Towards it's destination.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Another step that can be taken in the direction of eliminating worries and difficulties is self-realisaion. "Find yourself and be yourself". Try to create happiness for others. "When you are good to others, you are best to yourself". Be interested in the welfare of others. You will get rid of wrong notions and peace and happiness would be yours. If you have a good sense of humour see the funny ride of life;and health and happiness will be yours.

Quotable Quotes

- Never fear shadows, They simply mean there's light shining some where nearby.
- Age is a high price to pay for maturity.
- The bitterest tears shed over graves are for words left unsaid and deeds left undone.
- Too much of a good thing is wonderful.
- The trust expression of a people is in its dances and its music. Bodies never lie.
- Universal peace sounds ridiculous to the head of an average family.
- Love is never squandered; the least remnant; however tattered, abides to our ends.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

MENTAL ATTITUDE AND HAPPINESS

Anwar Jamil
Lecturer in Physics

Mental attitude has incredible power. It is an established fact that our happiness and peace of mind in life is directly related to our mental attitude. It has no concern with our material possessions or position. Peace and happiness is not altogether an exernal entity. It is not something that is brought from outside. It is already there, within ourselves.

A great Roman philosopher says "Our life is what our thoughts make it". If we dwell on happy thoughts, obviously we would be happy, but if our very thoughts are pessimistic,we would be definitely miserable. Life is made up of hours and days, the day which has passed is gone for ever and the speed with which it passes is terrific. We are racing through space at the speed of nineteen miles per second. Every day is precious. It must be lived. Attend only to the present. Unpleasant past memories should not be allowed to spoil and embitter the present. Past is gone. Dante said, "Think that day will never dawn again".

No body can avoid coming across difficulties and worries in life. Unpleasant circumstances do often stand in the way of success and happiness.

Failure is more certain and one quite feels discouraged at time. Some disappointments can be acute, which may even cause serious physical disorders, such as sleeplessness, high blood pressure etc. Now the problem is how to handle the situation. First of all,we should analyse the situation perfectly, find out what can be the worst consequences and then prepare ourselves mentally to meet the worst. Having done so much, our mind will get considerably relaxed. Now is the time to think and plan and to improve the situation. Surely a way would be found and disappointment would vanish.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

an iron plate (on which bread is baked) and asked . The iron plate was bigger and more black than a common iron plate. The black and tall man overturned it . The back side of the iron plate was more black. Nader looked at it with wonder and silence. " Blackness of this iron plate is the treatment of your shortness. The more of the black soot you rub on your face, the more your height will grow. Now tell me how much you want your height to be increased?" The black and tall man tried to make it clear to the short man, and asked about his wish.

"How much time will it take me to get rid of this back colour on my face?" Nader asked.

"It will never go "The black and tall man answered and smilled in a peculiar style . Nader throght that fair complexion is good, but not as good as tallness, and it is not a bad bargain to become black for being tall.

Afterwards he said happily " I want my hieght to be increased, as much as it could be.

"The soot of this iron plate can increase your height equal to mine, or it can increase you height one and a half times or twice as much of mine." The black and tall man made it very clear to him.

"Increase my height twice as much of yours. I shall be grateful to you for this." Nader said and got ready to get the black soot rubbed on his face.

The black and tall man seated Nader on a big chair. Took off a lot of soot and rubbed on his face.

Nader came out with black face. Since then he passed his whole life with black face. But he was very happy, that at last he was regarded as one of the tallest man in his city.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

to Dr. Kamal.

"What is your trouble? " Dr. Kamal asked.
"My height is short, I want it to be increased." he answered.
"I don't know the treatment of shortness. Certainly, if you want, then see Dr. Waseem. He is a very expert doctor. May be he can treat you or advise you." Dr. Kamal also replied, in a way that he hung between hope and hopelessness. He came to Dr.Waseem in this state.

"yes, What is your trouble? " Dr.Waseem stared at him and asked.
"My trouble is the shortness of height can you increase my height please?" He said with a mixed feeling of hope and hopelessness.

"The fact is this, that," Dr.Waseem began to say slowly." Shortness of stature, old age and death are some problems, for which there is no remedy anywhere in the world . Therefore, you running about after this is waste of your money and time. It is better for you to pass your life with satisfaction in the way other countless short persons are passing."

After Dr. Waseem's assertions, all the hopes of Nader to increase his height, were dashed to ground, and he went out of the room in utter despair.

After he came out of Dr. Waseem's room, a black and tall man moved towards him, and asked him.

"My brother ! you are so sad. Could you please tell me, what your disease is ? "

"Why?, Are you a doctor ?" Nader answered unintentionally.

"My disease is the shortness of height. I want my height to be increased." A ray of hope came to him and his heart began to trob with delight.

"It is not a complicated disease." The black and tall man said with confidence. "Come with me . I shall treat you now."

The black and tall man took Nader to a vast building ad entered into a big room .The room was so big .There was not enough light , although two big bulbs were lit.

"Do you see this big iron plate?" The black and tall man showed him

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

BALUCHI SHORT STORY

THE TALL MAN

Written and Translated
By
Ghani Perwaz
Asstt. Prof. of Pol. Sc

Nader was a dwarf. But none else noticed his shortness so much, as he did. He had been sorrowful always at his shortness, and thought whether his height could be increased by treatment or not.

After a great deal of deliberation, one day at last he decided to go to hospital and consult doctors about this. He went to hospital next day. The hospital was crowded with patients, and all the doctors were busy examining patients and writing prescription. Anyhow, after much efforts he got a chance to meet Dr. Anwar.

"yes, tell me what is your complaint? asked Dr. Anwar lowering his eyeglasses and looking at him.

"Doctor! my height is very short. I want it to be increased. If you can increase it by treatment, I shall satisfy you by all means and shall not mind the expenditure whatever it may be." Nader spoke daringly and looked at the doctor with hopeful glance.

"What is your age ? " The doctor asked astonishingly.
"Thirty six years." Nader answered.
"The age of your physical growth has passed away, and therefore, your height can't be increased by treatment now. Anyway, you can go to another doctor, and try." The doctor gave him his final opinion.

He got up under the mixed feelings of hope and hopelessness, and went

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

when giving a wrong answer, if you say "no" (very politely). He will not feel discouraged if you say, "yes, you are right, but I think, if you say like this ....it will be more correct."

I would like to say something more about "Motivation". A student who is not motivated to study is like a radio with a flat battery. You can try any channel you like, but you will get no response. Some students are not motivated and you have to charge their batteries and even the motivated ones need a boost. "Interest" "challenge" and "enjoyment", are to be used to maintain attention of students to the lesson. In this way your well-planned lesson will create interest and enjoyment. When students come to you with some problems, solve their problems most sympathetically. Love and respect your profession, take keen interest in preparing your lessons well ahead of schedule. This will create great confidence in you and you will really enjoy delivering your lessons. The students will respond by loving you and giving you their utmost respect. These are the secrets of teaching and they can be acquired by a little hard work and interest in the teaching profession.

Quotable Quotes

- The glory of friendship is not the outstreched hand, nor the kindly smile nor the joy of companionship; it is the spirtual inspiration that comes to one when he discovers that someone else believes in him and is willing to trust him.
- History doesn't pass the dishes again.
- It has amazed me that the most incongruous traits should exist in the same person and, for all that. yield a plausible harmony.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

Use as many different activities as possible in the class. Remember that monotony produces drowsiness. Frequent change of activity will lead to greater interest, leave the teacher with fewer discipline problems.

Do not forget the principles that listening provides material particularly for speaking; speaking provides material for reading; reading provides material for writing, so all these four activities suppliment each other.

Use Audio-Visual Aids to make the lesson concrete. But aids should be used as a means to an end, and not an end in themselves.

When you are standing in the class-room before the students you should not focus your attention on a particular area of the class. During your teaching, switch your gaze evenly from one side to another. In fact, you should be like a well-regulated light house.

Ask questions in the class. It is a way of compelling the attention of your students. Asking questions is not simple. It is an art which is learnt after careful preparations and by constant practice. It is a technique which one masters after working with it conscientiously and regularly in different class-room situations. If a back-bencher is yawning, ask him a question. If a mischievous boy is teasing his seat-fellow, ask him a question. However, it is not desirable that you waste time on trying to get an answer out of a student who cannot answer. As a rule, questions must be graded neither too easy nor too difficult. Give the weak students confidence by asking them simple and easy questions. While asking questions, do not pose a stern appearance. Give the students encouragement.

Remember, discouraging a student is just killing outright the best in him. Your love and encouragement towards students will lead them to a wonderful success. Remember one thing more, you can be encouraging and discouraging simply with intonation. There is a lot of difference between "NO" and "no". The student will feel less discouraged

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

SECRETS OF TEACHING REVEALED TO YOUNG TEACHERS

Mohammad Ashraf
Associate Prof. of English

I am sure each one of you wants to be a successful teacher. I am confident that you have an earnest desire that your students as well as your colleagues should speak well of you. Here I reveal to you the secrets of good teaching.

Successful teaching is not just a question of knowing methodology. A teacher may have some super techniques but still fails because his attitude towards the students is not desirable. Thus the golden techniques of teaching fail when the teacher uses authoritative tone for the innocent learners.

Weak Students are usually afraid of their teachers. You should not be a demon for them. First of all remove their fears. When they feel a bit free with you, they will learn more. Your encouragement will make them cross many thresholds.

Make your teaching interesting. It is possible only when you Prepare your lesson well, and you are genuinely interested in your teaching work and derive pleasure from it.

Try to motivate your students. Motivation is a driving force that makes the students work hard. Encouragement and a sense of progress are motivating forces.

Arouse confidence in your students. Encouragement and confidence paves the way for learning process.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

I take this opportunity to thank the members of the editorial boards, who took immense interest to bring out this issue of Kech.Iwould like to mention in particular the efforts of Mr. Ghani Perwaz (Assisant Professor) Chief Editor Baloch section, Mr.Mutiur Rehman (Assistant Professor) Chief Editor Urdu section and Mr. Mohammad Ashraf (Associate Professor) Chief Editor of English Section who took keen and substained interest to see this magazine published.I am thankful to Mr. Ali Bux Dashti Assistant Prof and Editor- in- Chief, who took a lot of interest in supervising the work of proof reading and printing .All those, who have made valuable contributions to this issue in the form of their writing and of course, all those, who extended their help in the process of this publication, deserve praise and I personally stand grateful to them for making the present issue of Kech a reality.

Quotable Quotes

- The day is a shoe to be walked in.
- I never knew how soothing trees are — many trees and patches of open sunlight. and tree presences; it is almost like having another being.
- If God had really intended men to fly, he'd make it easier to get to the airport.
- Spite is neve5r lonely; envy always tags along.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

There is no dearth of talents in our country. Mekran Division is rich with talents available in abundance. All we have to do is to find ways and means to utilize the valuable resources. In this task, each of us has to take part. The complex of an educational structure stands on three vital pillars, comprising teachers, parents and students. Furthermore, there is another element, which has a considerable effect on the health of the organisational set up, and that is the social environment around the institution. An institution does not exist in isolation. The outer environment has a great impact on the total bearing of the educational organisation. It is therefore, very important that teachers, parents, students and the other members of the society play their respective roles to make the educational institution fit to bring forth the best possible output in the form of highly able and capable students. We will Inshallah succeed if we have strong will to act. We cannot afford to lose time.

I have been watching with immense pleasure the growing interest among this collage students towards creative writing. It is a fact which I must acknowledge , that the publication of this magzine would not have been possible, if they had not shown overwhelming desire to bring out the present editon of 'Kech"

I am happy that the golden tradition, established by our predecessors in the form of the first edition of Kech is carried forward with ever growing zeal and enthusiasm. We can hope and trust that the posterity will make every effort to carry this golden tradition forward, and the next edition of "Kech" will be in a more glorious form.

I guess, there are some students, who thought of contributing to this magazine but finally dropped the idea, just because they lacked in the required courage to commit themselves in the form of creative writing. Dear students, such a fear is common to almost every body. Those, who overcome it are called daring. To be successful in life you have to be daring. You cannot afford to be otherwise.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

MESSAGE

Date : Jan 10, 1993

Prof. S. G. Shabbir
Principal

Dear Parents, Students, Old Students and Readers,
Asalamalaikum.

A college magazine is supposed to be a true reflection of the curricular and co-curricular pursuits of the institution. In other words it should give a fair view of all the activities,going on in the institution and it's total atmosphere. We cannot boast that we have attained perfection in the standards of teaching and learning : but one thing I must admit humbly, that we are successfully making efforts to improve and to be better and better compared to the past. This, I think, is a healthy sign and an indication of our attempts being in the right direction. Nevertheless, we ought not take pride simply at the sigh of improvement. The pace and degree of improvement is of vital importance, in the face of rapid advancements in the world and the tremendous competition and challenges that we find ahead.

When we look around to find out our real worth, in terms of the standards of accomplishment, and compare ourselves with highly advanced nations of the world, we feel a little bit disparaged to see that we lag behind miserably. So, what is very essential is to accelerate our efforts in order to face the challenges of the modern world, with ability, dignity and courage and thus be able to survive with honour and glory.

Having this objective as a target, it is high time for us to realise that we have to make much harder efforts to improve and improve.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

EDITORIAL

Editor
Mohammad Ashraf
Associate Prof. of English

The college magazine is a mirror of the academic and co-curricular activities of the college as well as the general atmosphere of the institution. It encourages the students to read and write intensively and thus develop their skills and knowledge. It also provide much needed incentive for the budding and up coming writers and poets .Mekran is particularly rich in talent and there is no dearth of good writers and poets in our collage.

This is our second issue of "KECH". We have put our best efforts to make it interesting informative and useful. Now, readers, it is in your hands to judge.

We would like to appreciate and thank our beloved principal Prof. S. G. Shabbir, who very lovingly guided and encouraged us of bring our second issue of "KECH".

We also appreciate the efforts of our staff and the students, who worked tirelessly and contributed to this magazine.

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

D.O.No.————————

DIRECTORATE OF EDUCATION
(Colleges) Baluchistan Quetta.

Phone No. 77846

Dated Quetta, the——19

MESSAGE.

I have been watching with great delight the growing zeal and enthusiasm of the teachers and the students of Government Degree College, Turbat, towards the academic and co-curricular activities. The present edition of ' Kech ' is indeed a reflection of their commendable efforts in the field of creative writing. Creative writing is one of the most vital means of communication. Those, whom we call the budding writers of today, may be great writers of tomorrow.

I congratulate the Principal, the staff and the students on the publication of the second edition of ' Kech ' and hope that , in future, publication of ' Kech ' will be a regular feature.

(PROF: GHULAM RASOOL BALOCH)
DIRECTOR OF EDUCATION (COLLEGES
BALOCHISTAN, QUETTA.

....

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

GOVERNMENT OF BALUCHISTAN.
EDUCATION DEPARTMENT.

MESSAGE.

The purpose of education includes harmonious development of human personality . This purpose cannot possibly be attained in the real sense, without promoting the faculty of creative writing among the students. Publication of a college magazine, as such, plays an enormously important role in motivating and inspiring the students to commit themselves in the form of creative writing.

I am glad to note that the teachers and the students of Government Degree College Turbat have made commendable efforts, in bringing out the second edition of "Kech" . and for this, I congratulate them. I hope that the golden tradition they have established in the form of "Kech" will continue to flourish.

10/3/93.

(Prof.Mohammad Anwar Khetran)
Secretary Education

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

TABLE OF CONTENTS

S. No.	Contents	Author	Pages
1.	Editorial	Prof. Mohammad Ashraf	5
2.	Message of Principal	Prof. S. G. Shabir, Principal	6
3.	Secrets of Teaching Revealed to Young Teachers	Prof. Mohammad Ashraf	9
4.	Balochi Short Story the Tall Man	Asstt. Prof. Ghani Perwaz	12
5.	Mental Attitude and Happiness	Lecturer Anwar Jamil	15
6.	Demand	Asstt. Prof. Ghani Perwaz	17
7.	Moliere	Sammy Perwaz	18
8.	The Importance of College Magazine	Mohammad Imran Ashraf	20
9.	Life	Abdul Nabi Baloch	22
10.	Love Letter of a Biologist	Mohsin Baloch	23
11.	Women's Place in our Society	Afshan Zeb	24
12.	The Evils of Drinking	Naguman Hamdam	26
13.	Jokes	Mir Jan Mir	27
14.	Balochi Embroidery	Bezan Sabah Baloch	28
15.	Selected Quotations	Sammy Perwaz	30
16.	Peacock	Mir Jan Mir	31
17.	The Quotations which appealed to me	Naguman Hamdam	32
18.	Dates Farming in Kech Valley	Prof. Ali Bakhsh Dashti	33

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

KECH

1993

✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣

PATRON

Prof. S. Ghulam Shabir

✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣

EDITOR-IN-CHIEF

Prof. Mohammad Ashraf

✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣

STUDENT EDITOR

Bezan Sabah

✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣✣

EDITOR GENERAL

Prof. Ali Bakhsh Dashti

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

بسم الله الرحمن الرحيم

KECH

1993

GOVERNMENT DEGREE COLLEGE
TURBAT

Downloaded from Atta Shad College Digital Library

KECH

1993

GOVERNMENT DEGREE COLLEGE

GOVERNMENT DEGREE COLLEGE
TURBAT

Downloaded from Atta Shad College Digital Library